انوارالحدیث

تالیف

مفتی جلال الدین احمد امجدی

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۵۵۴ احادیث اور ۴۷۴ مسائل کا مستند ذخیرہ

انوار الحدیث

تالیف

مفتی جلال الدین احمد امجدی

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— انوار الحدیث

تالیف ——— مفتی جلال الدین احمد امجدیؒ

کمپوزنگ ——— محمد طارق لاہور

ملنے کے پتے

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور، مکتبہ قادریہ، مسلم کتابوی
والضحیٰ پبلیکیشنز، کرمانوالہ بک شاپ، چشتی کتب خانہ، دارالعلم پبلیکیشنز
ہجویری بک شاپ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، نوریہ رضویہ پبلیکیشنز، نشان منزل دارلنور
صراط مستقیم پبلی کیشنز (دربار مارکیٹ لاہور)، مکتبہ اہلسنت مکہ سنٹر لاہور
نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر لاہور، مکتبہ قادریہ، مکتبہ الفرقان
مکتبہ تنظیم الاسلام گوجرانوالہ، مکتبہ نظامیہ، جامعہ نظامیہ نبی پورہ شیخوپورہ،
مکتبہ جلالیہ صراط مستقیم، رضا بک شاپ گجرات، مکتبہ رضائے مصطفےٰ
فیضان مدینہ کھاریاں، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر، اہلسنہ پبلی کیشنز دینہ
مکتبہ ضیاء السنہ، فیضان سنت، مہریہ کاظمیہ ملتان، احمد بک کارپوریشن
اسلامک بک کارپوریشن، مکتبہ غوثیہ عطاریہ، مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی
مکتبہ اویسیہ رضویہ، مکتبہ مشہوریہ بہاولپور

شرفِ انتساب

اُن محدثینِ کرام اور ائمۂ اسلام

کے نام

جن کے قلمدان کی روشنائی

قیامت کے دن

شہیدوں کے لہو کے ساتھ

وزن کی جائے گی

جلال الدین احمد الامجدی

❀……❀……❀

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	نگاہِ اولیں	13
2	مقدمہ از علامہ ارشد القادری	16
3	**کتاب الایمان**	38
4	جنتی اور جہنمی فرقہ	46
5	بدمذہب	54
6	سنت اور بدعت	56
7	علمائے کرام	61
8	تقدیر کا بیان	67
9	قبر کا عذاب حق ہے	71
10	قیامت کی نشانیاں	78
11	حوضِ کوثر اور شفاعت	83
12	جنت کا بیان	92

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
13	دوزخ کا بیان	94
14	**کتاب الطہارۃ**	98
15	وضو کا بیان	98
16	وضو کرنے کا مسنون طریقہ	99
17	وضو توڑنے والی چیزیں	104
18	استنجا کا بیان	106
19	غسل کا بیان	108
20	**کتاب الصلوٰۃ**	111
21	اذان و اقامت کا بیان	111
22	نماز کا بیان	115
23	تراویح کا بیان	118
24	بیس رکعت پر صحابہ کا اجماع ہے	119
25	قراۃ خلف الامام	123
26	آمین بالسر	126
27	رفع یدین	127
28	درود شریف	128

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
29	درود گنج عاشقاں	131
30	جماعت کا بیان	131
31	مسجد کا بیان	134
32	جمعہ کا بیان	136
33	خطبہ کی اذان کہاں دی جائے؟	138
34	عید اور بقرعید کا بیان	139
35	**کتاب الجنائز**	142
36	بیماری کا بیان	142
37	بیمار کی مزاج پرسی	144
38	دوا کا بیان	146
39	دُعا و تعویذ کا بیان	147
40	موت کا بیان	148
41	غسل و کفن کا بیان	151
42	جنازہ کا بیان	153
43	دفن میت کا بیان	156
44	میت پر رونے کا بیان	158

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
45	شہید کا بیان	161
46	قبروں کی زیارت	163
47	ایصالِ ثواب	166
48	**کتاب الزکوٰۃ**	168
49	زکوٰۃ کا بیان	168
50	صدقہ فطر کا بیان	171
51	سخی اور بخیل کا بیان	176
52	بھیک مانگنا کیسا ہے؟	181
53	**کتاب الصوم**	183
54	روزہ کا بیان	183
55	رویت ہلال	190
56	شبِ قدر کا مہینہ	197
57	اعتکاف کا بیان	199
58	تلاوت قرآن مجید کا بیان	201
59	**کتاب الحج**	208
60	مدینہ طیبہ کی حاضری	213

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
61	انبیائے کرام زندہ ہیں	214
62	کتاب البیوع	218
63	حلال روزی	218
64	اچھے تاجر کا بیان	220
65	سود کا بیان	222
66	رہن اور بیع سلم کا بیان	224
67	قرض دار کو مہلت دینے کا بیان	225
68	زمین پر ناجائز قبضہ کا بیان	226
69	**کتاب النکاح**	228
70	خطبہ نکاح	230
71	دعا بعد نکاح	230
72	مہر کا بیان	231
73	دعوتِ ولیمہ کا بیان	233
74	میاں بیوی کے باہمی برتاؤ	234
75	پردہ کی باتیں	235
76	دیکھنا جائز نہیں	236

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
77	اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی کا بیان	238
78	زنا اور لواطت کا بیان	239
79	**کتاب الطلاق**	242
80	عدت کا بیان	244
81	حلال اور حرام جانوروں کا بیان	246
82	شکار اور ذبح کا بیان	248
83	قربانی کا بیان	252
84	عقیقہ کا بیان	255
85	اچھے برے ناموں کا بیان	256
86	کھانے کا بیان	258
87	پینے کا بیان	261
88	لباس کا بیان	262
89	جوتے پہننے کا بیان	264
90	انگوٹھی کا بیان	265
91	حجامت کا بیان	267
92	داڑھی اور مونچھ کا بیان	268

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
93	خضاب کا بیان	270
94	سونے اور لیٹنے کا بیان	271
95	خواب کا بیان	272
96	فال گوئی کا بیان	273
97	چھینک اور جماہی کا بیان	274
98	اجازت لینے کا بیان	275
99	سلام کا بیان	276
100	مصافحہ کا بیان	278
101	ماں باپ کے حقوق کا بیان	281
102	اولاد کے حقوق کا بیان	283
103	بھائی وغیرہ کے حقوق کا بیان	285
104	چوری اور شراب نوشی کا بیان	287
105	جھوٹ کا بیان	288
106	چغلی اور غیبت کا بیان	289
107	حفاظت زبان اور تنہائی کا بیان	291
108	بغض وحسد کا بیان	292

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
109	اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ	294
110	غصہ اور تکبر کا بیان	295
111	ظلم وستم کا بیان	297
112	مال اور اقتدار وغیرہ کی حرص کا بیان	298
113	دنیا کی محبت کا بیان	299
114	عمر اور مال کی زیادتی کب نعمت ہے؟	300
115	ریاکاری کا بیان	302
116	تصویر سازی کا بیان	304
117	توقف وجلد بازی کا بیان	305
118	نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنے کا بیان	306
119	توکل کا بیان	310
120	نرمی، حیاء اور حسنِ خلق کا بیان	311
121	ہنسنے اور مسکرانے کا بیان	313
122	**فضائل سید المرسلین** علیہ الصلوٰۃ والسلام	314
123	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل کوئی نہیں	319
124	معراج کا بیان	322

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
125	معجزات کا بیان	330
126	کرامت کا بیان	338
127	علم غیب کا بیان	341
128	ماخذ و مراجع	349

* * *

نگاہِ اوّلیں

لَکَ الْحَمْدُ یا اللّٰہ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

میری دیرینہ تمنا تھی کہ آیات قرآنیہ اور احادیث کریمہ سے دو مختصر رسالے لکھے جائیں جو عام فہم ہوں تاکہ عوام بھی بآسانی سمجھ سکیں لیکن وقت گزرتا رہا اور مجھے سکون میسر نہ ہوسکا کہ ان کیلئے قلم اٹھاتا۔ آخر، ذی الحجہ سن 1375ھ میں دارالعلوم فیض الرسول براؤن شریف کی خدمات پر مامور ہوا تو بانی فیض الرسول حضرت شاہ محمد یار علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دامن کرم کے سایہ میں سکون کی ساعتیں نصیب ہوئیں۔ پہلے ہم نے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی شریف کا مختصر انتخاب بنام گلدستہ مثنوی سن 1378ھ میں لکھا پھر آیات قرآنیہ سے ایک عام فہم اور مختصر رسالہ معارف القرآن محرم سن 1380ھ میں مرتب کیا اور اعلان کیا کہ گلدستہ مثنوی کے دوسرے حصے گلزار مثنوی کی ترتیب سے فارغ ہوکر معارف القرآن کے نہج پر احادیثِ کریمہ کا ایک مختصر انتخاب پیش کیا جائے گا۔ گلزار مثنوی شعبان سن 1380ھ میں مرتب ہوکر چھپ گئی اور کئی سال گزر گئے لیکن درمیان میں دارالافتاء کی خدمت سپرد ہوئی پھر رسالہ فیض الرسول کے اجراء کے سبب استفتاء کی زیادتی ہوگئی جس نے مجھے کچھ لکھنے کا موقع نہ دیا مگر جب رسالہ فیض الرسول بند ہوگیا اور وقت میں کچھ گنجائش ہوئی تو ہم نے اللہ ورسول جل جلالہ المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لے کر لکھنا شروع کیا جب کبھی درس و تدریس اور دارالعلوم کی دیگر خدمات فتاویٰ نویسی وغیرہ سے کچھ اوقات بچتے تو دوچار صفحات لکھ ڈالتا۔ اللہ ﷻ اور اس کے رسول پیارے مصطفیٰ ﷺ کا کرم ہوا کہ اس طرح تھوڑا تھوڑا کر کے یہ کتاب مکمل ہوگئی۔

کتاب کی تصنیف کے بعد چونکہ طباعت کے اخراجات کا سوال پیدا ہوتا ہے اس لیے

ہم نے شروع میں اپنی مالی وسعت کے مطابق ایک مختصر رسالہ لکھنے کا ارادہ کیا تھا جب چند اوراق تیار ہو گئے تو عالی جناب سیٹھ محمد حنیف صاحب مینجر مدرسہ غوثیہ بڑھیا کھنڈسری ضلع بستی نے اوراق کا مطالعہ کیا، غایت درجہ محظوظ ہو کر ضخیم کتاب لکھنے کی تمنا ظاہر کی اور اپنے صرف خاص سے اس کے چھپوانے کا وعدہ بھی کیا۔ پھر تو ہم نے بہت سے عنوان پر حدیثوں کا انتخاب کیا۔ ضرورت کے مطابق شارحین حدیث کی عبارتیں نقل کیں اور ہر مضمون کی مناسبت سے انتباہ کے تحت بعض عقائد دینیہ و مسائل شرعیہ کا اضافہ کیا اس طرح یہ کتاب تقریباً چار سو صفحات پر پھیل گئی۔

چونکہ سیٹھ حضرات کو کتاب کی اشاعت سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اس لیے جناب محمد حنیف صاحب کا یہ اقدام قابلِ تحسین ہے اور دوسرے سیٹھ حضرات کیلئے لائقِ تقلید بھی ہے۔ خدائے تعالیٰ سیٹھ محمد حنیف صاحب کو دولت کی فراوانی کے ساتھ مذہب اہلسنّت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کا مزید جذبہ عطا فرمائے اور دوسرے مالداروں کو ان کی تقلید کی توفیق بخشے۔ آمین۔

یہ کتاب عرق ریزی کے بعد تیار ہوئی ہے اس کا اندازہ مطالعہ کے بعد ہی لگایا جا سکتا ہے کہ 113 عنوانات پر ہم نے 554 احادیث کا انتخاب کیا ہے۔ پہلے پیراگراف میں اصل عربی عبارات کو عوام کی آسانی کے ساتھ اعراب کے ساتھ لکھا ہے اور دوسرے پیراگراف میں ترجمہ کو سلیس اردو زبان میں پیش کیا ہے۔ ہر حدیث کا ماخذ بتا دیا گیا ہے اور بعض احادیث کو کسی مصلحت سے جلد و صفحہ کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے۔ احادیث کے معانی کی وضاحت کے لئے جگہ جگہ شارحین حدیث کے اقوال، ترجمہ کے ساتھ لکھے گئے ہیں اور ہر مضمون کی مناسب سے انتباہ کی سرخی کے تحت بہت سے اہم مسائل مستند کتابوں کے جلد و صفحہ کے حوالہ کے ساتھ تحریر کیے گئے ہیں۔ حتی الامکان کتابت اور پروف کی تصحیح کا اہتمام کیا گیا ہے۔ پھر بھی اہل حضرات سے گزارش ہے کہ اگر کوئی نظر آئے تو مطلع فرمائیں ہم مشکور ہوں گے۔

حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مہتمم مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کے ہم دل کی

گہرائیوں سے ممنونِ کرم ہیں کہ اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر اس کیلئے ایک مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا جو علم حدیث پر بجائے خود ایک مستقل رسالہ ہے اور منکرین حدیث کیلئے دعوت غور و فکر کا سامان ہے۔

اور علامہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ رضوی صدر المدرسین دار العلوم براؤن شریف کے بھی ہم شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ خدائے تعالیٰ ان حضرات کے فیوض و برکات کو ہمیشہ جاری رکھے۔ آمین!

جلال الدین احمد الامجدی
خادم فیض الرسول براؤن شریف ضلع بستی
۹ شعبان 1931ھ بمطابق 30 ستمبر 1971ء

* * *

مقدمہ

(از: حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مہتمم مدرسہ فیض العلوم جمشید پور)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

الحمد اللہ هو المعین　　ایاہ نعبد ونستعین
معترفاً لہ بالا ختصاص　　ماحوتہ سورۃ الاخلاص
سلاطنہ فی الارض والسماء　　رب الجلال وعلی العلاء
ثم صلاتہ علی من ایدا　　باحسن الحدیث اعنی احمدا
قطب الوجود وکذا سلام　　لم یکتنہ لکنھہ الانام
ویدخل الال بزا اھل الشرف　　وصحبہ ومن تلامن السلف

اما بعد! ایک عرصہ دراز سے اس امر کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ عامۂ مسلمین اہل سنت کیلئے اردو زبان میں احادیث مقدسہ کا کوئی مستند مجموعہ مرتب کیا جائے لیکن کسی بھی زبان کے مطالب و معانی کو دوسری زبان میں منتقل کرنا جتنا مشکل کام ہے وہ اہل بصیرت پر مخفی نہیں۔ خصوصیت کے ساتھ احادیث نبوی کا اردو ترجمہ تو اس لحاظ سے اور بھی مشکل ہے کہ ایمان وسلام کی تحقیقات اور شریعت کے احکام کا وہ اصل ماخذ بھی ہے اس لئے مطالب و معانی کی تعبیر میں الفاظ و بیان کی ذرا بھی لغزش ہوگئی تو نہ صرف یہ کہ اسلام کے شارح کا مقصود و مدعا ادا ہونے سے رہ جائے گا بلکہ اسلامی دستور کی وہ روح متاثر ہوجائے گی جو عملی زندگی کے بے شمار گوشوں پر حاوی ہے۔ اس لئے ترجمہ احادیث کے سلسلے میں صرف ہر دو زبان کی واقفیت کافی نہیں ہے بلکہ مطالب و معانی کی تعبیر پر قدرت کے ساتھ ساتھ حدیث فہمی و فقہی بصیرت، شروح و تاویلات کا گہرا مطالعہ، اسلاف کے دینی و فکری مزاج اور ذات نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عشق و عقیدت اور والہانہ جذبہ و احترام کا تعلق بھی نہایت ضروری ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ فاضل جلیل حضرت مولانا مفتی جلال الدین احمد صاحب امجدی ہم اس عظیم خدمت کی انجام دہی کے لئے آمادہ ہوگئے اور سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد انہوں نے مستند حدیثوں کا ایک اردو مجموعہ مرتب کر کے قوم کے سامنے پیش کیا جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔

میں اپنے علم و یقین کی حد تک کہہ سکتا ہو کہ مولانا موصوف اپنے علم و تقویٰ بصیرت و ذکاوت، اور عشق و وجدان کی لطافتوں، طہارتوں اور سعادتوں کے اعتبار سے قطعاً اس خدمت کے اہل ہیں اور بلاشبہ ان کی یہ خدمت احترام و اعتماد کی نظر سے دیکھے جانے کے قابل ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اہل حق کی طرف سے انہیں اس گراں مایہ خدمت پر اجر جزیل اور جزائے جلیل و بے مثیل عطا فرمائے اور احادیث صحیحہ کا یہ اردو مجموعہ بارگاہ رسالت ﷺ میں سند قبول کی عزت سے سرفراز کرے۔

رسم معہود کے مطابق عزیز موصوف نے اس گراں قدر مجموعے کا پیش لفظ لکھنے کیلئے مجھ جیسے بے بضاعت و ناسزاوار کو اتنی بار مجبور کیا کہ اب معذرت کی بھی گنجائش باقی نہیں رہی۔ ویسے یہ امر واقعہ ہے کہ اس عظیم منصب کا میں اہل نہیں ہوں لیکن صرف اس لالچ میں قلم اٹھا رہا ہوں کہ شاید محشر میں یہی چند سطریں میرے نامہ اعمال کی ارجمندیوں کا پیش لفظ بن جائیں۔

احادیث نبوی کی نشر و اشاعت کی خدمت بجاطور پر دونوں جہان کا سب سے بڑا اعزاز ہے لیکن حیات مستعار کے چند لمحوں کا یہ مصرف بھی کچھ کم قابلِ فخر نہیں کہ دشمنان حق کی طرف سے احادیث مقدسہ کی حرمت و ناموس پر کیے گئے حملوں کا دفاع کر کے دلوں کے تاریک ویرانوں میں حقیقت و یقین کا اجالا پھیلایا جائے۔

اسی جذبے کی تحریک پر میں نے اپنے پیش لفظ میں حدیث کی دینی حیثیت، تدوین حدیث کی علمی و تاریخی انفرادیت اور فتنۂ انکار حدیث اور اس کے اسباب و محرکات پر بے لاگ بحث کر کے بہت سے وہ حقائق بے نقاب کیے ہیں جن پر اب تک پردہ پڑا ہوا ہے۔

خدا کرے میرے قلم کی یہ کاوش اہل علم کی بارگاہوں سے وقعت واعتماد کی سند حاصل کرے اور عامہ مسلمین، دشمنان حق کی ان سازشوں سے باخبر ہو جائیں جو انکار حدیث کے جذبے کے پیچھے کارفرما ہیں۔

حدیث کی تعریف اور اس کی قسمیں

جمہور محدثین کی اصطلاح میں حدیث کی تعریف یہ کی گئی ہے:

الحدیث یطلق علی قول النبی ﷺ تصریحا و حکما و علی فعله و تقریره ومعنی التقریر هو ما فعل بحضوره ﷺ ولم ینکره علیه او تلفظ به احد من الصحابة بمحضر النبی ﷺ ولم ینکره ولم ینهه عن ذلك بل سکت وقرر۔ (النخبة النبهانية)

"حدیث کہتے ہیں حضور ﷺ کے قول کو وہ صراحۃً ہو یا حکماً اور حضور ﷺ کے فعل کو اور حضور ﷺ کی تقریر کو۔ تقریر کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کے روبرو کوئی کام کیا گیا اور حضور ﷺ نے انہیں منع نہیں فرمایا یا صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے کوئی بات کہی اور حضور ﷺ نے اسے رد نہیں کیا بلکہ خاموش رہے اور عملاً اسے ثابت فرمادیا"۔

اس کے بعد فرماتے ہیں:

وکذا یطلق الحدیث علی قول الصحابة وعلی فعلهم وعلی تقریرهم والصحابی هو من اجتمع بالنبی صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مومنا ومات علی الاسلام۔ (النخبة النبهانيه)

"اور اسی طرح حدیث کا لفظ بولا جاتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول وفعل اور ان کی تقریر پر بھی۔ اور صحابی کہتے ہیں اس محترم ہستی کو جسے بحالت ایمان حضور ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی اور ایمان پر ہی خاتمہ ہوا"۔

پھر فرماتے ہیں:

وکذلك یطلق الحدیث علی قول التابعین وفعلهم و تقریر هم و

التابعي هو من لقى الصحابى و كان مومنا بالنبى ﷺ ومات على الاسلام۔ (النخبة النبهانية)

"اور اسی طرح حدیث کا لفظ بولا جاتا ہے تابعین کے قول وفعل اور ان کی تقریر پر بھی اور تابعی کہتے ہیں اس معظم ہستی کو جس نے بحالت ایمان کسی صحابی سے ملاقات کی اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا"۔

حدیث کی بنیادی قسمیں

اس لحاظ سے حدیث کی تین قسمیں ہو گئیں جس کی تشریح حضرت شیخ محقق سیدی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ نے یوں فرمائی ہے۔

ما انتهى الى النبى صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقال له المرفوع۔

"جس حدیث کا سلسلۂ روایت نبی اکرم ﷺ تک منتہی ہوتا ہے اسے "حدیث مرفوع" کہتے ہیں"۔

وما انتهى الى الصحابى يقال له الموقوف۔

"اور جب حدیث کا سلسلۂ روایت کسی صحابی تک منتہی ہوتا ہے اسے "حدیث موقوف" کہتے ہیں"۔

وما انتهى الىٰ التابعى يقال له المقطوع۔ (حوالہ: مصطلحات الاحادیث)

"اور جس حدیث کا سلسلہ روایت کسی تابعی تک منتہی ہوتا ہے اسے "حدیث مقطوع" کہتے ہیں"۔

حدیث کی دینی حیثیت

یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ احکام شریعت کا پہلا سرچشمہ قرآن عظیم ہے کہ وہ خدا کی کتاب ہے اور قرآن ہی کی صراحت و ہدایت کے بموجب رسول خدا ﷺ کی اطاعت و اتباع بھی ہر مسلمان کے لئے لازم و ضروری ہے کہ بغیر اس کے احکام الٰہی کی تفصیلات جاننا اور آیات قرآنی کا منشاء و مراد سمجھنا ممکن نہیں ہے اس لئے اب لامحالہ حدیث بھی اس لحاظ سے احکام شرع کا ماخذ قرار پا گئی کہ وہ رسول خدا ﷺ کے احکام و فرامین، ان کے اعمال، افعال

اور آیاتِ قرآن کی تشریحات اور مرادات سے باخبر ہونے کا واحد ذریعہ ہے۔

اب ذیل میں قرآن مبین کی وہ آیات کریمہ ملاحظہ فرمائیں۔ جن میں نہایت صراحت و وضاحت کے ساتھ بار بار رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اور اتباع و پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔

1- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ۔ (سورہ نساء:20)

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو اور سن سنا کر اس سے نہ پھرو"۔

(ترجمہ کنزالایمان)

2- اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا۔ (سورہ انفال:26)

"اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں۔ پھر بزدلی کرو گے"۔

(ترجمہ کنزالایمان)

3- وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (سورۃ نساء:64)

"اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے"۔

(ترجمہ کنزالایمان)

4- قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (سورۃ آل عمران:31)

"اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا"۔ (ترجمہ کنزالایمان)

5- فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔ (سورۃ نساء:65)

"تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں"۔ (ترجمہ کنزالایمان)

6- اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔ (سورۃ نساء:59)

"اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول ﷺ کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حضور رجوع کرو"۔ (ترجمہ کنزالایمان)

7- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَکُمْ۔

(سورۂ محمد:۳۳)

’’اے ایمان والوں اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل، باطل نہ کرو‘‘۔

(ترجمہ کنزالایمان)

8- مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (سورۂ نساء:۸۰)

’’جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا‘‘۔ (ترجمہ کنزالایمان)

9- قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ۔

(سورۂ آل عمران:۳۲)

’’تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر‘‘۔ (ترجمہ کنزالایمان)

10- وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابُ۔ (سورۂ الحشر آیت ۷)

’’اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو‘‘۔ (ترجمہ کنزالایمان)

11- لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (سورۂ الاحزاب:۲۱)

’’بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے‘‘۔ (ترجمہ کنزالایمان)

ایک بنیادی سوال

یہ بات ذہن نشین کر لینے کے بعد اب ایک بنیادی سوال پر غور فرمائیے اور وہ یہ کہ مذکورہ بالا آیات میں رسول خدا ﷺ کی اطاعت و اتباع کا جو بار بار حکم دیا گیا ہے تو آیا یہ حکم رسول پاک ﷺ کی صرف حیات ظاہری تک ہے یا قیامت تک کے لئے۔

اگر معاذ اللہ اس حکم الٰہی کو رسول کی حیات ظاہری کے ساتھ خاص کر دیا جائے تو دوسرے لفظوں میں اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہوگا کہ قرآن و اسلام پر عمل کرنے کا زمانہ بھی رسول خدا ﷺ کی حیات ظاہری ہی تک محدود ہے اس لئے کہ رسول خدا ﷺ کے فرمودات کی

اطاعت اوران افعال کی پیروی لازم ہی اس لئے تھی کہ بغیر اس کے قرآن واسلام کی تفصیلات کو سمجھنا اوران پر عمل کرنا ممکن ہی نہ تھا لیکن قرآن واسلام پر عمل درآمد کا حکم قیامت تک کیلئے ہے تو ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع کا حکم بھی قیامت تک کیلئے ہے۔

حدیث کے حجت ہونے پر عظیم استدلال

جب یہ بات طے ہوگئی کہ قرآن واسلام پر عمل درآمد کا حکم قیامت تک کے لئے ہے اور یہ بھی طے ہوگئی کہ قرآن واسلام کی تفصیلات کا علم اوران پر عمل درآمد بغیر اطاعت رسول اللہ ﷺ کے ممکن نہیں ہے تو اس ضمن میں ایک دوسرا بنیادی سوال یہ ہے کہ۔

لغت وعرف اور شریعت وعقل کی رو سے اطاعت ہمیشہ احکام کی کی جاتی ہے پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ آج رسول خدا ﷺ کے وہ احکام کہاں ہیں جن کی اطاعت کا قرآن ہم سے مطالبہ کرتا ہے کیونکہ احکام کے بغیر اطاعت کا مطالبہ سراسر عقل وشریعت کے خلاف ہے۔ پس جب آج بھی قرآن ہم سے اطاعت رسول ﷺ کا طالب ہے تو لازماً آج ہمارے سامنے احکام رسول ﷺ کا ہونا بھی ضروری ہے اور ظاہر ہے رسول ﷺ کے احکام سے وہ احکام ہرگز نہیں مراد لئے جاسکتے جو خدا کی طرف سے قرآن میں وارد ہوئے ہیں کیونکہ احکام خداوندی ہونے کی حیثیت سے ان کا واجب الاطاعت ہونا ہمارے لئے کافی ہے اس لئے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ رسول کریم ﷺ کے جن احکام کی اطاعت کا ہمیں حکم دیا گیا ہے وہ قرآن مجید میں وارد شدہ احکام خداوندی کے علاوہ ہیں۔

اتنی تمہید کے بعد اب یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ رسول پاک ﷺ کے احکام و ارشادات اور قرآن واسلام کی تشریحات وتفصیلات کا مجموعہ احادیث ہے۔ یہیں سے حدیث کی دینی ضرورت اوراس کی اسلامی حیثیت اچھی طرح واضح ہوگئی حدیث کی دینی اہمیت سے وہی شخص انکار کرسکتا ہے جو یک لخت اطاعت رسول کا منکر ہو۔

نقل وروایت کی ضرورت پر استدلال

ملت اسلام کی جن مقدس ہستیوں کو رسول انور ﷺ کے اعمال وافعال کو اپنی آنکھوں سے

دیکھنے اور ان کے احکام وارشادات کو اپنے کانوں سے سننے کے قابلِ رشک موقع حاصل تھا انہیں امور سے باخبر ہونے کے لئے نقل وروایت کے واسطوں کی مطلق ضرورت نہیں تھی۔ لیکن بعد میں آنے والے جن افراد کو براہ راست اس کا موقع حاصل نہیں تھا انہیں اپنے رسول ﷺ کے اقوال وافعال سے باخبر ہونے کا ذریعہ سوائے نقل وروایت کے اور کیا تھا؟

یہیں سے یہ سوال بھی حل ہو گیا کہ سرکار والاتبار ﷺ کے اقوال وافعال اور کوائف واحوال سے آنے والی امت کو باخبر کرنے کیلئے سلسلہ نقل وروایت کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

پس اس امت کے جس افضل ترین طبقے نے سرکار رسالت مآب ﷺ کو بذات خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور سرور کونین کے وصال شریف کے بعد صحابہ کرام نے جن لوگوں تک رسالت مآب ﷺ سے متعلق اپنے مشاہدات، مسموعات اور معلومات کا ذخیرہ پہنچایا وہ ''تابعین'' کہلائے۔ اور اس معزز طبقے نے صحابہ کرام کے ذریعہ حاصل ہونے والے مشاہدات ومسموعات کا ذخیرہ جن لوگوں تک پہنچایا وہ تبع تابعین کے لقب سے ملقوب ہوئے پھر اس طبقہ نے تابعین کرام کے ذریعے حاصل کئے ہوئے اپنے زمانے کے لوگوں کو باخبر کیا یہاں تک کہ سینہ بہ سینہ سفینہ در سفینہ، نسل در نسل اور گروہ در گروہ نقل روایات کا یہ مقدس سلسلہ آگے بڑھتا رہا تا آنکہ رسالتماب ﷺ کے اقوال وافعال، احوال وکوائف اور ارشادات وتقریرات کا وہ مقدس ذخیرہ احادیث کی ضخیم ضخیم کتابوں میں محفوظ ہو کر ہم چودہ سو برس بعد میں پیدا ہونے والے افراد امت تک پہنچا۔

پس رحمت ونور کی موسلا دھار بارش ہو، راویانِ خدمت کے اس مقدس گروہ پر جس کے اخلاص وایثار منت واحسان، محنت جفاکشی، جان نثاری وجگر سوزی۔ پیہم سفر، جنون انگیز مہم لگاتار قربانی اور سعی مسلسل کے ذریعہ آقائے کونین ﷺ کی جلوہ ریز وعطر بیز زندگی کا ایک شفاف آئینہ ہمیں میسر آیا۔

اتنا شفاف کہ چشم عقیدت وا (کھلتے) کرتے ہوئے اس عہد فرخندان فال میں پہنچ جایئے جہاں قدم قدم پر شہپر جبرائیل کی آواز سنائی دیتی ہے۔ آفتاب نیم روز کی بات کیا کہئے کہ رات کو بھی جلووؤں کا سویرا ہے ہر طرف ملکوتیوں کا ڈیرا ہے آسمانوں کے پٹ کھلے اور بند

ہوئے افلاکیوں کے نورانی قافلے اترے اور چلے گئے عرش تک انوار وتجلیات کا تانتا بندھا ہوا ہے جلووؤں کی بارش سے طیبہ کی زمین اتنی نم ہوگئی ہے کہ نچوڑیے تو کوثر کا دھارا پھوٹ پڑے۔ کشور رسالت کے سلطان اعظم کبھی صحن مسجد میں ہیں کبھی حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں کبھی اپنے سرفروش دیوانوں کا قافلہ لئے ہوئے وادیوں، کہساروں اور ریگ زاروں سے گزر رہے ہیں۔ اور کبھی گریہ ومناجات کے خلوت کدوں میں امت کی فیروز بختی کا مقدر سنوار رہے ہیں۔ کبھی فرط غم سے آنکھیں نم ہوگئیں اور کبھی جانِ نواز تبسم سے غنچے کھلا دیئے۔ گلستانوں کی طرف نکل گئے تو خرام ناز کی نکہتوں سے راستے مہک اٹھے اور اب کاشانہ رحمت میں جلوہ فگن ہیں تو ہر طرف طلعت زیبا کا اجالا ہے۔ ابھی بزم عاشقان میں حقائق ومعارف کے گوہر لٹا رہے ہیں اور اب دیکھئے تو معرکہ کارزار میں جانثاروں کو عیش جاوداں کی بشارت دے رہے ہیں۔

غرض حدیث کی کتابوں میں جو ورق الٹئے نقوش وحروف کے آئینے میں سرکار والا تبار کی زندگی کا ایک ایک خدوخال نظر آتا ہے جن نامرادوں کے قلوب عشق رسالت ﷺ کی نعمت کبریٰ سے محروم کر دیئے گئے ہیں کہ جلوہ محبوب کے اس آئینہ جمال وکمال کو توڑ بھی دیں تو انہیں اس کا قلق ہی کیا؟ کہ پہلو میں محبت آشنا دل ہی نہیں ہے لیکن ان دردمندان عشق اور وارفتگان آرزوئے شوق سے پوچھے جو خاک طیبہ کو صرف اس جذبہ محبت میں اپنی آنکھوں سے لگا لیتے ہیں کہ شاید پائے حبیب ﷺ سے یہ مس ہوگئی ہو۔ کہ احادیث کی کتابوں میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور تسکین قلب کے کیا کیا سامان ہیں۔

عاشق نہ شنیدی محنت الف نہ کشیدی
کس پیش تو غم نامہ ہجراں چہ کشاید

داستانِ شوق کا آغاز اور اس کا اہتمام

روایت حدیث کا یہ سارا سلسلہ جن حضرات پر منتہی ہوتا ہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقدس طبقہ ہے۔ کیونکہ رسالتمآب ﷺ کی حیات طیبہ کے وہی مشاہد حقیقی، ناقل اول اور شب وروز کے حاضر باش ہیں۔ اگر ان بزرگوں نے اپنی معلومات ومشاہدات کا ذخیرہ دوسروں تک نہ

پہنچایا ہوتا تو روایت حدیث کے ایک عظیم فن کی بنیاد ہی کیوں پڑتی؟ بزم شوق کی اس داستانِ لذیذ سے چودہ سو برس کی دنیا تو کیا باخبر ہوتی کہ نرگس کی چشم محرم کو بھی جلووں کا سراغ نہ ملتا۔ معارف وتجلیات کا چشمہ فیض جہاں پھوٹا تھا وہیں منجمد ہو کے رہ جاتا۔ آخر ایک قرن (زمانے) کی بات دوسرے قرن تک پہنچی کیسے؟ اگر سننے اور دیکھنے والوں نے پہچانے کا اہتمام نہیں کیا تھا۔ اس راہ میں صحابہ کرام کے جذبہ اشتیاق کی تفصیل معلوم کرنے کے بعد معمولی عقل وفہم کا آدمی بھی اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ اس کام کو دین کا بنیادی کام سمجھتے تھے۔ جیسا کہ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جب تک اس خاکدان گیتی کو سرکار پرانور کے وجود ظاہری کی برکتوں کا شرف حاصل رہا پروانوں کے دستے ہر وقت دربار گہر میں اشتیاق اور گوش بر آواز رہا کرتے کہ کب وہ لب ہائے جاں نواز کھلیں اور ارشادات طیبات کے گل ہائے نور سے دل کی انجمن کو معطر کریں اور اتنا ہی نہیں بلکہ حاضر باش رہنے والوں سے اس کا بھی عہد و پیمان لیا جاتا کہ وہ غیر حاضر رہنے والوں تک دربار نبوت کی ساری سرگزشت پہنچایا دیا کریں۔

جیسا کہ حاکم الحدیث حضرت حافظ نیشاپوری رضی اللہ عنہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اسی سلسلے میں ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ صحابی موصوف کے الفاظ یہ ہیں:

ما کل الحدیث سمعنا من رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کنا مستغلین فی رعایت الابل واصحاب رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کانوا یطلبون مایفوتہم سماعہ من رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فیسمعونہ من اقرانہ وممن ھو احفظ منہم۔

(معرفۃ علوم الحدیث ص 14)

"ہم لوگوں کو تمام احادیث کی سماعت حضور ﷺ سے نہیں ہو پاتی تھی۔ ہم اونٹوں کی دیکھ بھال میں مشغول رہتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور ﷺ سے جس حدیث کی سماعت فوت ہو جاتی تھی اس کو ہم اپنے ہم عصروں سے اور زیادہ یاد رکھنے والوں سے سن لیا کرتے تھے"۔

عہدِ صحابہ میں راویانِ حدیث کے مواقع

دین کو اپنی تفصیلات وتشریحات کے ساتھ اہل اسلام تک پہنچانے کیلئے صحابہ کے

درمیان احادیث کی نقل وروایت کا شب وروز یہ معمول تو تھا ہی اس کے علاوہ بھی بہت سے مواقع اس طرح پیش آتے تھے جب کسی خاص مسئلے میں قرآن کا کوئی صریح حکم نہ ملتا تو مجمعِ صحابہ سے دریافت کیا جاتا کہ اس مسئلے کے متعلق سرکار رسالت مآب ﷺ کی کوئی حدیث کسی کو معلوم ہو تو بیان کرے۔

چنانچہ یہی حافظ نیشاپوری حضرت قبیصہ ابن ذویب رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

قَالَ جَائَتِ الْجَدَّةُ فِیْ عَھْدِ اَبِیْ بَکْرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تَلْتَمِسُ اَنْ تُوْرَثَ فَقَالَ اَبُوْبکر مَا اَجِدلك فی کتاب اللّٰہ شیئا حتیٰ اسأل الناس العیشة فلما صلی الظھر قام فی الناس یسالھم فقال المغیرة بن شعبة سمعت رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یعطیھا السدس۔ (معرفۃ علوم الحدیث)

''انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک دادی ان کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ چاہتی تھی کہ اسے پوتے کی میراث میں سے کچھ حصہ دیا جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید میں تیرا کوئی حصہ میں نہیں پاتا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے تیرے بارے میں کچھ فرمایا ہے۔ جب اس نے اصرار کیا تو فرمایا کہ اچھا ٹھہرو! میں شام کو لوگوں سے اس بارے میں دریافت کروں گا۔ جب ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کیا اس پر حضرت مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ سے میں نے سنا ہے کہ وہ دادی کو چھٹا حصہ دیتے تھے''۔

واقعہ کی تحقیق کا ایک عظیم نکتہ

بات اتنے ہی پر نہیں ختم ہو گئی۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ حدیث بیان کر کے جب بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوبارہ کھڑے ہوئے۔ اب باقی حصہ راوی کی زبانی سنئے۔ فرماتے ہیں:

قَالَ اَبُوْبَکْرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَسَمِعَ ذٰالِكَ مَعَكَ اَحَدٌ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَہ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُعْطِیْھَا السُّدُسَ۔ (معرفۃ علوم الحدیث)

''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بات تمہارے ساتھ کسی اور نے بھی سنی ہے۔ اس سوال پر حضرت محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بیان کیا کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ دادی کو چھٹا حصہ دیتے تھے''۔

اللہ اکبر! جانتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ سوال اسمع ذلك معك احد (یہ بات تمہارے ساتھ کسی اور نے بھی سنی ہے؟) کس سے ہے؟ یہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جن کا شمار اجلہ صحابہ میں ہوتا ہے اور جن کی دیانت وتقوی اور امانت وراستی کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔ لیکن یہیں سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم دین کے لئے حجت اور وجوب احکام میں موثر نہ ہوتی تو حدیث کے لئے اتنا اہتمام کیوں کیا جاتا اور یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ بیان کرنے والے ایک سے دو ہو جائیں تو بات کا ثبوت نقطہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔

کسی واقعہ کی خبر ایک ہی آدمی کی زبانی سنی جائے اور وہی خبر متعدد آدمیوں کے ذریعہ موصول ہو تو دونوں میں یقین واعتماد کی کیفیت کا جو فرق ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کے متعلق اپنے علم ویقین اور نقل وروایت کے اعتماد کو نقطہ کمال پر پہنچانے کیلئے صحابہ کرام کے یہاں اس طرح کا اہتمام ہمیں قدم قدم پر ملتا ہے۔

ایک اور ایمان افروز واقعہ

حاکم الحدیث حضرت حافظ نیشاپوری رضی اللہ عنہ نے مشہور صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک نہایت رقت انگیز واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث انہوں نے سنی تھی اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ سننے والوں میں مشہور صحابی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور مصر وشام اور روم وایران پر اسلامی اقتدار کا پرچم لہرانے لگا تو بہت سے صحابہ حجاز مقدس سے مفتوحہ ممالک میں منتقل ہوگئے۔ انہیں لوگوں میں حضرت عتبہ بن عامر بھی تھے جو مصر گئے اور وہیں سکونت پذیر ہوگئے۔

حضرت ابوایوب انصاری کو شدہ شدہ کسی طرح یہ معلوم ہوگیا کہ جو حدیث میں نے

حضور ﷺ سے سنی ہے اس کے سننے والوں میں حضرت عقبہ بن عامر بھی ہیں۔ تو صرف اس بات کا جذبۂ اشتیاق کشاں کشاں انہیں مدینے سے مصر لے گیا کہ حضرت عقبہ بن عامر سے اس بات کی توثیق کر کے وہ یہ کہہ سکیں کہ اس حدیث کے دو راوی ہیں ایک میں ہوں دوسرے عقبہ بن عامر ہیں۔

ان کے اس والہانہ سفر کا حال بھی بڑا رقت انگیز اور روح پرور ہے کہ جذبہ شوق کی ترنگ میں کہساروں، وادیوں اور دریاؤں کو عبور کرتے ہوئے وہ مصر پہنچے۔ کبرسنی کا عالم دشوار گزار سفر لیکن وارفتگیٔ شوق کی بے خودی میں نہ بڑھاپے کا اضمحلال محسوس ہوا نہ راستے کی دشواریاں حائل ہوئیں۔ شب و روز چلتے رہے۔ مہینے کی مسافت طے کر کے جب مصر پہنچے تو سیدھے مصر کے گورنر مسلمہ بن مخلد انصاری کی رہائش گاہ پر نزول اجلال فرمایا۔ امیر مصر نے مراسم ملاقات کے بعد دریافت کیا:

ماجاءك يا ابا ايوب؟ کس غرض سے تشریف لانا ہوا ابوایوب؟ جواب میں ارشاد فرمایا:

حديث سمعته من رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَبْقَ اَحَدٌ سَمِعَهٗ مِنْ رَسُوْلِ ﷺ غَيْرِىْ وَغَيْرُ عَقْبَةَ بنِ عامرٍ فَابْعَثْ مَن يَّدُلُّنِى عَلٰى مَنْزِلِهٖ۔

(معرفۃ علوم الحدیث)

”رسول پاک ﷺ سے میں نے ایک حدیث سنی ہے اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ اس حدیث کے سننے والوں میں میرے اور عقبہ بن عامر کے سوا اب کوئی اس دنیا میں موجود نہیں ہے۔ پس میرے ساتھ ایک ایسا آدمی لگا دو جو مجھے ان کے گھر تک پہنچا دے“۔

یعنی مطلب یہ کہ تمہارے پاس اس لئے نہیں آیا ہوں کہ تم سے ملنا مقصود تھا بلکہ صرف اس لئے آیا ہوں کہ تم حضرت عقبہ بن عامر کے گھر تک میرے پہنچنے کا انتظام کر دو۔

ایک گدائے عشق کی ذرا شانِ استغناء ملاحظہ فرمایئے کہ گورنر کے دروازے پر گئے ہیں لیکن ایک لفظ بھی اس کے حق میں نہیں فرماتے۔

راوی کا بیان ہے کہ والئی مصر نے ایک جانکار آدمی ان کے ساتھ کر دیا جو کہ انہیں

حضرت عقبہ بن عامر کے دولت کدے تک لے گیا۔ معانقہ کے بعد انہوں نے بھی پہلا سوال یہی کیا۔

ماجاء ك يا ابا ايوب؟ کس غرض سے تشریف لانا ہوا ابوایوب؟ جواب میں فرمایا حَدِیْث سَمِعْتُہٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ لَم یَبْقَ اَحَدٌ سَمِعَہٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ غَیْرِیْ وَغَیْرُكَ فِیْ سَتْرِ الْمُوْمِنِ قَالَ عَقَبَۃ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنَ سَتَرَ مُوْمِنًا عَلٰی خَزِیَّۃٍ سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَقَالَ اَبُوْ اَیُّوْبَ صَدَقْتَ۔

”ایک حدیث میں نے رسول پاک ﷺ سے سنی ہے اور اس کا سننے والا میرے اور آپ کے سوا اب کوئی دنیا میں موجود نہیں ہے اور وہ حدیث مومن کی پردہ پوشی کے بارے میں ہے۔ حضرت عقبہ نے جواب دیا کہ ہاں حضور اکرم ﷺ سے میں نے یہ حدیث سنی ہے کہ جو کسی رسوائی کی بات پر مومن کی پردہ پوشی کرتا ہے کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ حضرت ابوایوب نے فرمایا آپ نے سچ کہا یہی میں نے سنا ہے“۔

اس کے بعد بیان کرتے ہیں۔

ثُمَّ انْصَرَفَ اَبُوْ اَیُّوْبَ اِلٰی رَاحِلَتِہٖ فَرَكِبَھَا رَاجِعًا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ۔

”اتنا سن کر حضرت ابوایوب اپنی سواری کے پاس آئے۔ سوار ہوئے اور مدینہ کی طرف واپس لوٹ گئے“۔

گویا مصر کے دور دراز سفر کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ اپنے کان سے سنی ہوئی بات دوسرے کی زبان سے سن لیں۔ حدیثِ دوست کی لذت شناسی کا یہی وہ جذبہ شوق تھا جس نے مذہب اسلام کو مذہب عشق بنا دیا۔ حضرت امام حافظ نیشاپوری نے واقعہ کے خاتمہ پر رقت و گداز میں ڈوبا ہوا اپنا تاثر سپرد قلم کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

فھذا ابو ایوب الانصاری علی تقدم صحبتہ و کثرۃ سماعہ من رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رحل الی صحابی من اقرانہ فی حدیث واحد۔ (معرفۃ علوم الحدیث)

''یہ ابو ایوب انصاری ہیں جو صحابیت کے اقدام اور حضور ﷺ سے کثیر الروایۃ ہونے کے باوجود صرف ایک حدیث کے لئے اپنے معاصر سے ملنے گئے اور دور دراز کا سفر کیا''۔

ایک اور دیوانہ شوق

اسی طرح ایک اور واقعہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام نیشاپوری نے نقل کیا ہے۔

بات یہاں سے چلی ہے کہ اپنے وقت کے ایک عظیم محدث حضرت عمرو بن ابی سلمہ، امام الحدیث حضرت امام اوزاعی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چار سال رہے اور اس طویل عرصے میں انہوں نے صرف تیس حدیثیں ان سے سماعت فرمائیں ایک دن وہ حضرت امام اوزاعی سے بڑی حسرت سے کہنے لگے۔

انا الزمك منذ اربعة سنوات ولم اسمع منك الا ثلاثين حديثا۔

''آپ کی خدمت میں رہتے ہوئے مجھے چار سال ہو گئے لیکن اس طویل عرصے میں صرف تیس (۳۰) حدیثیں آپ سے حاصل کر سکا''۔

امام اوزاعی نے جواب میں ارشاد فرمایا:

وتستقل ثلاثين حديثا في اربعة سنوات ولقد سار جابر بن عبد الله الى مصر واشترى راحلته فركبها حتى سال عقبة بن عامر عن حديث واحد وانصرف الى المدينة۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص۹)

''چار سال کی مدت میں تیس حدیثوں کا ذخیرہ تم کم سمجھ رہے ہو حالانکہ حضرت جابر بن عبداللہ نے صرف ایک حدیث کیلئے مصر کا سفر کیا۔ سواری خریدی اور اس پر سوار ہو کر مصر گئے اور حضرت عقبہ بن عامر سے ملاقات کر کے مدینہ واپس لوٹ گئے''۔

مطلب یہ ہے کہ چار سال کی مدت میں تیس احادیث کی سماعت کو بھی غنیمت جانو کہ ایک عظیم نعمت تمہیں کم سے کم مدت میں حاصل ہو گئی ورنہ عہد صحابہ میں تو صرف ایک حدیث کیلئے لوگ دور دراز ملکوں کا سفر کرتے تھے پس ایک حدیث پر دو مہینے کی مدت بھی اگر صرف

ہوتی تو آپ حساب لگالو کہ تین احادیث کیلئے کتنی مدت چاہیے تھی۔

بلکہ حافظ نیشاپوری کی تصریح کے مطابق عہد صحابہ میں طلب حدیث کے لیے سفر لازم تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: **لطالب العلم یتخذ نعلین من حدید۔** (معرفۃ ص ۹) طالب علم کو چاہئے کہ وہ اپنے لئے لوہے کے جوتے تیار کرائے تاکہ بغیر کسی زیر باری کے ساری عمر وہ طلب حدیث میں سفر کرتا رہے۔

سلسلہ روایت کی تقویت کے اسباب

عہد صحابہ میں سلسلہ روایت کی تقویت کیلئے جہاں راویوں کی کثرت تعداد کو اہمیت دی جاتی تھی وہاں نقل و روایت کی صحت جانچنے اور اسے یقین کی حد تک پہنچانے کے لئے اور بھی طریقے رائج تھے۔ مثال کے طور پر حضرت مولائے کائنات علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے۔

اذا فاته عن رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حدیث ثم سمعه من غیره یحلف المحدث الذی یحدث به۔ (معرفۃ علوم الحدیث)

"جب ان کو کسی حدیث کی سماعت حضور ﷺ سے فوت ہو جاتی تو دوسرے راوی سے حدیث کی سماعت فرماتے لیکن اس سے قسم لیا کرتے تھے"۔

یہ بیان کرنے کے بعد حضرت حافظ نیشاپوری تحریر فرماتے ہیں:

وکذلك جماعة من الصحابت والتابعین واتباع التابعین ثم عن ائمته المسلمین کانوا یبحثون وینقرون عن الحدیث الی ان یصح لهم۔ (معرفۃ ص ۱۵)

"یہی حال صحابہ، تابعین تبع تابعین اور ائمہ مسلمین کا تھا کہ وہ حدیث کے بارے میں بحث و کرید کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو حدیث کی صحت کا یقین ہو جاتا"۔

روایت حدیث کا فن اپنی جس عظیم خصوصیت کے باعث سارے جہان میں منفرد ہے وہ یہ ہے کہ کسی واقعہ کے نقل و روایت کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ نفس واقع بیان کر دیا جائے بلکہ بیان واقعہ سے پہلے ناقل کے لئے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اس واقعہ کا علم اسے

کیونکر ہوا۔ کتنے واسطوں سے وہ بات اس تک پہنچی ہے اور وہ لوگ کون ہیں۔ ان کے نام نشان کیا ہیں۔ ان کی عمر کیا ہے۔ وہ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ دیانت، تقوی، راست گفتاری، حسن اعتقاد۔ قوت حافظہ عقل وفہم اور فکر وبصیرت کے اعتبار سے ان کے حالات کیا ہیں۔ اسی کو اصطلاح حدیث میں اسناد کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اصحاب حدیث کے یہاں اسناد اتنی ضروری چیز ہے کہ اس کے بغیر ان کے یہاں کوئی بات قابل اعتماد نہیں ہوتی......!

یہاں تک کہ حضرت حافظ نیشاپوری نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

اَلْاَسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ وَلَوْ لَا الْاَ سْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَآءَ مَا شَآءَ۔

''اسناد دین کا حصہ ہے اگر اسناد نہ ہوتی تو جس کے دل میں جو آتا کہتا''۔

اسی ضمن میں حضرت حافظ نیشاپوری نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ابن ابوفروہ نامی شخص نے حضرت امام زہری رضی اللہ عنہ سے بغیر کسی اسناد کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی اس پر امام زہری نے آزردہ ہوکر فرمایا۔

قاتلك اللّٰہ یا ابن فروۃ ما اجراك علی اللہ ان لاتسند حدیثك تحدثنا باحادیث لیس لھا خطم ولا انمۃ۔ (معرفۃ الحدیث ص۶)

''اے ابوفروہ! تجھ کو اللہ تعالیٰ تباہ کرے تجھ کو کس نے اللہ (عزوجل) پر جری کر دیا ہے کہ تیری حدیث کی کوئی سند نہیں ہے تو ہم سے ایسی حدیثیں بیان کرتا ہے کہ جن کیلئے نہ نکیل ہیں نہ لگام''۔

اصول نقل حدیث

اس سلسلے میں حاکم الحدیث حضرت امام نیشاپوری نے احادیث کی صحت کو پرکھنے کے لئے جو ضابطہ نقل فرمایا ہے وہ قابل مطالعہ ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوجائے گا کہ احادیث کو اغلاط کی آمیزش سے محفوظ رکھنے کیلئے کیسی کیسی منصوبہ بند تدبیریں عمل میں لائی گئی ہیں۔ فرماتے ہیں:

وما یحتاج طالب الحدیث فی زماننا ان یبحث عن احوال المحدث

اولاهل يعتقد الشريعة فى التوحيد وهل يلزم نفسه طاعة الانبياء والرسل ﷺ ثم يتامل حاله هل صاحب هوىٰ يدعوا الناس الى هواهٗ فان الداعى الى البدعة لا يكتب عنه ثم يتعرف سنه هل يحتمل سماعه من شيوخه الذين يحدث عنهم ثم يتامل اصوله۔

(معرفۃ علوم الحدیث ص ۶)

”ہمارے زمانے میں ایک طالب حدیث کیلئے ضروری ہے کہ پہلے وہ محدث کے حالات کی تفتیش کرے کہ آیا وہ توحید کے بارے میں شریعت کا کیا مقصد ہے؟ اور کیا انبیائے کرام علیہم السلام کی اطاعت اپنے اوپر لازم سمجھتا ہے۔ پھر اس کی حالت پر غور کرے کہ وہ بدمذہب تو نہیں ہے کہ لوگوں کو اپنی بدمذہبی کی طرف دعوت دے رہا ہو کیونکہ بدعت کی طرف بلانے والے سے کوئی حدیث نہیں لی جائے گی۔ پھر اس محدث کی عمر معلوم کرے کہ اس کی سماع ان مشائخ سے ممکن ہے کہ جن سے وہ حدیث بیان کر رہا ہے پھر اس کے اصول پر غور کرے“۔

تاریخ تدوین حدیث

فن حدیث کے محاسن وفضائل اور اس کے متعلقات اور موجبات پر قلم اٹھانے سے پہلے یہ بتا دینا نہایت ضروری ہے کہ عہد صحابہ سے لے کر آج تک حدیثوں کی تدوین اور جمع و ترتیب کا کام کیونکر عمل میں آیا......؟

اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ سرکار رسالت مآب ﷺ کا عہد پرنور جو نزول قرآن کا زمانہ ہے۔ اس عہد پاک میں چونکہ آیات قرآنی کے تحفظ کا کام سب سے اہم تھا اس لئے حضور پاک ﷺ نے صحابہ کرام کو تاکید فرمائی کہ وہ صرف آیات قرآنی کو قلمبند کیا کریں۔ احادیث کو قید تحریر میں نہ لائیں تاکہ آیات قرآنی کے ساتھ کسی طرح کا التباس نہ ہو۔ البتہ اس امر کی اجازت تھی کہ زبانی طور پر احادیث روایت ونقل میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

ﷺ لَا تَكْتُبُوْا عَنِّیْ وَمَنْ كَتَبَ غَیْرَ الْقُرْاٰنِ فَلْیَمْحُهٗ وَحَدِّثُوْا عَنِّیْ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص میری حدیث نہ لکھے اور جس نے قرآن کے سوا کچھ لکھا ہو تو اس کو مٹا دے اور میری حدیثیں زبانی بیان کرے کوئی حرج نہیں اور جس نے میری طرف کوئی جھوٹ بات منسوب کی تو اُس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے''۔

لیکن اسی کے ساتھ بعض وہ صحابہ جنہیں اپنے اوپر اعتماد تھا کہ وہ قرآنی آیات کے ساتھ احادیث کو مخلوط نہیں ہونے دیں گے وہ اپنے طور پر حدیثوں کو بھی قلمبند کرلیا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ اَكْثَرَ حَدِیْثًا عَنْهُ مِنِّیْ اِلَّا كَانَ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَاِنَّهٗ كَانَ یَكْتُبُ وَاَنَا لَا اَكْتُبُ۔

(بخاری شریف)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں کوئی مجھ سے زیادہ حدیث بیان کرنے والا نہیں تھا مگر عبداللہ بن عمرو، کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا''۔

جب کاغذ کے ٹکڑوں، ہرن کی جھلیوں، کھجور کے پتوں اور الواح قلوب میں بکھری ہوئی قرآن مجید کی آیتیں عہد فاروقی سے لے کر عہد عثمان تک کتابی شکل میں ایک جگہ جمع کردیں گئیں اور ساری دنیا میں اس کے نسخے پھیلا دیئے گئے اور احادیث کے ساتھ آیات قرآنی کے التباس واختلاط کا کوئی اندیشہ نہیں رہ گیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کے ایما پر احادیث کی تدوین اور تصنیف وکتابت کا کام باضابطہ شروع ہوا۔ جیسا کہ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی الفیہ کی شرح میں مقدمہ نویس نے لکھا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں:

فلما افضت الخلافة الی عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ فی عام ٩٩ تسع و

تسعین من الھجزۃ کتب الی ابی بکر بن حزم وھو شیخ معمر و اللیث والازاعی ومالك و ابن اسحق و ابن ابی ذئب وھو نائب عمر بن عبدالعزیز فی القضاء علی المدینۃ یقول له انظر ماکان من حدیث رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فاکتبه فانی خفت دروس العلوم و ذھاب العلماء۔

(مقدمہ شرح الفیہ ص ۵)

"۹۹ھ میں جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو آپ نے ابوبکر بن حزم کو لکھا جو معمر لیث اوراوزاعی، مالک، ابن اسحاق اورابن ابوذئب کے شیخ تھے۔ اور مدینہ منورہ محکمہ قضا میں خلیفہ کے نائب تھے ان سے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ جو حدیث بھی حضور کی ملے اسے لکھ لو اور اس لئے مجھ کو علم کے مٹنے اور علماء کے چلے جانے کا خوف ہے"۔

اتنا ہی نہیں بلکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے متعلق یہاں تک نقل کیا گیا ہے:

انه کتب الی اھل الافاق انظر والی حدیث رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فاجمعوه۔

(تاریخ اصفہان لابی النعیم)

"انہوں نے اطراف جوانب میں لکھا کہ حضور ﷺ کی کوئی حدیث پاؤ تو اسے جمع کرلو"۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی تحریک پر فن حدیث میں سب سے پہلی کتاب حضرت ابن حزم رضی اللہ عنہ نے تصنیف فرمائی۔ اس کے بعد حدیث کی کتابوں کی تصنیف وتالیف اور جمع و ترتیب کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا مختلف شہروں میں مختلف بزرگوں نے حدیث میں سے کتابیں تصنیف فرمائیں:

صاحب شرح الفیہ نے نہایت تفصیل کے ساتھ بقید مقام ان بزرگوں کے نام لکھے ہیں:

منھم ابن جریح بمکۃ وابن اسحاق و مالك بالمدینۃو الربیع بن صبیح وسعید بن عزوہ وحماد بن سلمۃ بالبصرۃ وسفیان الثوری بالکوفۃ والا وزاعی بالشام و ھشام بواسط و معمر بالیمن وجریر بن عبد اللّٰه بالرّی وابن المبارك بخر اسان۔ (مقدمہ شرح الفیہ)

''ان میں ابن جریج مکہ میں ابن اسحاق اور مالک مدینہ میں، ربیع بن صبیح، سعید بن عروہ اور حماد بن سلمہ بصرہ میں، سفیان ثوری کوفہ میں، اوزاعی شام میں ہشام واسط میں، معمر یمن میں، جریر بن عبداللہ رے میں اور ابن المبارک خراسان میں تھے''۔ (رضی اللہ عنہم)

اس کے بعد لکھتے ہیں:

کلھم فی عصر واحد ومن طبقة واحدة واکثرھم من تلامذة ابی بکر بن حزم وابن شھاب الزھری۔ (مقدمہ شرح الفیہ)

''یہ سب کے سب ایک ہی زمانہ میں ایک ہی طبقہ کے تھے اور ان میں اکثر ابوبکر بن حزم اور ابن شہاب زہری کے شاگرد تھے''۔

اس کے بعد تصنیف و تالیف اور مختلف حلقہائے درس کے ذریعہ احادیث کی نشر و اشاعت کا سلسلہ آگے بڑھتا گیا، روایتوں کے قبول ورد کے اصول، راویوں کے اوصاف و شرائط اور اس فن کے آداب ولوازم پر ضوابط ودساتیر کی تشکیل عمل میں آئی اور اصول حدیث کے نام سے علم وفکر کی دنیا میں ایک نئے فن کا آغاز ہوا۔

اصول وشرائط کے سخت سے سخت معیار پر احادیث کی نئی نئی کتابیں لکھی گئیں یہاں تک کہ آج اس فن کی جملہ تصنیفات میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ اور سنن نسائی بہت مشہور اور متداول بین الناس ہیں۔

سطور بالا میں حدیث کی دینی ضرورت، اس کی علمی اور فنی ثقاہت اور اس کی تاریخ عظمت و انفرادیت پر کافی روشنی پڑ چکی ہے۔ جن پاک طینت مسلمانوں کو اسلام و قرآن عزیز ہے اور جو اپنے آپ کو اسی امت مسلمہ کا ایک فرد سمجھتے ہیں جو چودہ سو برس سے اپنی متوارث روایات اور مربوط دینی وفکری تہذیب کے ساتھ زندہ تابندہ ہے تو انہیں حدیث پر اعتماد کرنے کے لئے کسی دلیل کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

البتہ جو لوگ کہ از راہ نفاق حدیث کا انکار کرتے ہیں اور اپنی شقاوت کو چھپانے کے لئے قرآن کا نام لیتے ہیں، اگر مجھے وقت کی تنگی کا عذر نہ پیش آجاتا تو میں قابلِ وثوق شہادتوں کے ساتھ آفتاب نیم روز کی طرح یہ ثابت کر دکھاتا کہ ان کے یہاں احادیث کا انکار

قرآن کی پیروی کے جذبے میں نہیں بلکہ قرآن کی پیروی سے بچنے کے لئے ہے۔

حدیث کے انکار سے ان کا اصل مدعا یہ ہے کہ کلام خداوندی کے مفہوم کا تعین ان کی ذاتی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے تا کہ آیات الٰہی کا مفہوم مسخ کر کے بھی وہ قرآن کی پیروی کا دعوٰی کر سکیں۔

دعا ہے کہ مولٰی تعالٰی منکرین حدیث کے فتنے سے اہل ایمان کو محفوظ رکھے اور انہیں توفیق دے کہ وہ حدیث کی روشنی پھیلا کر عالم کا اندھیرا دور کریں۔

وصلی اللہ تعالٰی علیہ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وصحبہ وحزبہ اجمعین۔

ارشد القادری
مہتمم مدرسہ فیض العلوم۔ جمشید پور (بہار)
۱۵ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ

* * *

کتاب الایمان

1۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰی عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِيِّ ﷺ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰی رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰی فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَيُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِیَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْئَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِيْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ۔ (مسلم شریف)

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز ہم رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے بہت سفید تھے (اور) بال نہایت سیاہ۔ نہ اس شخص پر سفر کا کوئی نشان تھا اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا یہاں تک کہ حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور دو زانو ہو کر اپنے گھٹنے حضور ﷺ کے گھٹنے سے ملا دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے اور عرض کی اے محمد ﷺ مجھ کو اسلام کی (حقیقت) کے بارے میں آگاہ فرمایئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس امر کی کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ خدائے تعالیٰ کے رسول ہیں اور تو نماز ادا کرے زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور خانہ کعبہ کا حج کرے اگر تو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ اس شخص نے (یہ سن کر) عرض کیا آپ نے سچ فرمایا (راوی کہتے ہیں کہ) ہم

لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے اور (خود ہی) تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا ایمان کی حقیقت بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ (ایمان یہ ہے) کہ خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں نیز اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر یقین رکھے اور تقدیر کی بھلائی و شر کو دل سے مانے"۔

شرح حدیث

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اَلْاِ سْلَامُ اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے تحت فرماتے ہیں کہ

> اسلام اسم ظاہر اعمال ست و ایمان نام باطن اعتقاد و دین عبارت از مجموع اسلام و ایمان ست و آنکہ در عقائد مذکور ست کہ اسلام و ایمان یکے ست بآن معنی ست کہ ہر مومن مسلم است و ہر مسلم مومن و نفی یکے مومن دو اسم از مسلمان نہ توان کرد۔ و بہ حقیقت اسلام ثمرۂ ایمان و فرع ست و علماء را درین مسئلہ کلام بسیار ست و تحقیق ایں است کہ گفتہ شد۔

"اسلام ظاہری اعمال (مثلاً نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، زکوٰۃ دینے وغیرہ) کا نام ہے اور ایمان نام ہے اعتقادِ باطن کا (یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے ماننے کا نام ایمان ہے) اور اسلام اور ایمان کے مجموعہ کا نام دین ہے اور جو عقائد (کی کتابوں) میں مذکور ہے کہ اسلام و ایمان دونوں ایک ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مومن مسلمان ہے اور ہر مسلمان مومن ہے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کی نفی مسلمان سے نہیں کر سکتے اور حقیقت میں اسلام ایمان کا نتیجہ اور اس کی فرع ہے۔ علمائے کرام کے کلام اس مسئلہ میں بہت ہیں لیکن تحقیق یہی ہے جو بیان کیا گیا"۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۳۸)

پھر حضرت شیخ محقق نے اَنْ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ کے تحت فرمایا ہے کہ

> حقیقت ایمان اینست کہ بگروی بخدائے تعالیٰ بذات و صفات ثبوتیہ و سلبیہ و تنزیہ و تقدیس وے تعالیٰ کنی از جمیع نقائص و امارت حدوث۔

،"ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ تو خدائے تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات ثبوتیہ و سلبیہ کو دل سے مانے اور تمام عیبوں اور حدوث کی علامتوں سے اس کو پاک و منزہ یقین کرے"۔ (اشعۃ اللمعات جلد۱، صفحہ۴۰)

اور وَرُسُلِہٖ کے تحت فرمایا کہ

واجب ست ایمان آوردن بہمہ انبیاء بے فرق در اصل نبوت واجب ست احترام و تنزیہہ ساحت عزت ایشاں از وصمت نقص و عصمت ایشان از جمیع گناہاں خرد و بزرگ پیش از نبوت و پس از وے ہمیں ست قول مختار و آنچہ در قرآن بآدم (علیہ السلام) نسبت عصیاں کردہ و عتاب نمودہ مبنی بر علوشا نقرب اوست و مالک رامی رسد کہ برترک اولیٰ و افضل اگرچہ بحد معصیت نہ رسد بہ بندۂ خود ہر چہ خوہد بگوید و عتاب نماید دیگرے را مجال نہ کہ تد اند گفت۔ واینجا ادبیست کے لازم است رعایت آں و آں اینست کہ اگر از جانب حضرت ببعض انبیاء مقربان درگاہ اند عتابے و خطابے رو دیا از جانب ایشاں کہ بندگانِ خاص او یند تواضعے و ذلتے وانکسار صادر گردد کہ موہم نقص بود مارا نباید کہ دراں دخل کنیم و بداں تکلم نمائیم۔ و مجمل اعتقاد در حق سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ ہر چہ جز مرتبۂ الوہیت و صفات اوست حضرت او را ثابت ست دوے ہمہ فضائل و کمالات بشری را شامل و در ہمہ راسخ و کامل"۔

"انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان لانا واجب ہے (اس طرح کہ کسی کے درمیان) اصل نبوت میں تفریق نہ کرے اور تعظیم و توقیر کرنا نیز نقص کے عیب سے ان حضرات کی بارگاہ عزت کو پاک سمجھنا اور قبل نبوت و بعد نبوت چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے انہیں معصوم جاننا واجب ہے۔ یہی قول مختار ہے۔ اور جو قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کی طرف عصیان کی نسبت کی گئی اور عتاب فرمایا گیا تو وہ ان کی شانِ قرب کی بلندی پر مبنی ہے اور مالک کو حق پہنچتا ہے کہ اولیٰ اور افضل کے ترک پر اگرچہ وہ گناہ کی حد تک نہ پہنچے ہوں ان پر جو اپنے بندہ کو جو چاہے کہے اور عتاب فرمائے دوسرے کی مجال نہیں کہ کچھ کہہ سکے اور اس مقام پر ایک معیارِ ادب ہے جس کی

رعایت ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ کی طرف سے بعض انبیاء علیہم السلام جو کہ بارگاہ الٰہی کے مقرب ہیں کوئی عتاب یا خطاب نازل ہو یا ان حضرات کی جانب سے جو کہ خدائے تعالیٰ کے مخصوص بندے ہیں کوئی تواضع، عاجزی اور انکساری کا اظہار ہو جس سے نقص کا وہم ہوتا ہو تو ہم کو جائز نہیں ہے کہ اس میں دخل دیں اور ان (کلمات عتاب یا تواضع) کو (ان کے حق میں) بولیں اور سید الانبیاء ﷺ کے بارے میں اجمالی اعتقاد یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور خدا کی صفات کے علاوہ جو کچھ ہے حضور ﷺ کیلئے ثابت ہے اور آنحضرت ﷺ تمام فضائل وکمالات بشری کے جامع اور راسخ وکامل ہیں"۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱، صفحہ ۴۰)

2- عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ۔ (مسلم شریف)

"حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں محمد ﷺ خدائے تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرمادیتا ہے"۔

واضح ہو کہ توحید ورسالت کی گواہی کے باوجود اگر آدمی سے کوئی ایسا قول یا فعل پایا گیا جو کفر کی نشانی ہو تو بحکم شریعت مطہرہ وہ کافر ہو جائے گا۔ اشعۃ اللمعات جلد اول کتاب الایمان کے شروع میں ہے۔ "باوجود تصدیق واقرار چیزے کنند کہ شارع آں را امارت و علامت کفر ساخت مثل سجدۂ صنم وشد زنار وامثال آں پس مرتکب ایں امور نیز بحکم شرع کافر است اگرچہ فرضاً تصدیق واقرار داشتہ باشد"۔ یعنی (توحید ورسالت کی تصدیق) تصدیق واقرار کے باوجود اگر کوئی ایسا کام کرے جس کو شارع علیہ السلام نے کفر کی نشانی ٹھہرائی ہو جیسے بت کو سجدہ کرنا اور زنار (یعنی جنیو) باندھنا وغیرہ تو ایسے کاموں کو کرنے والا بھی بحکم کافر ہے۔ اگرچہ بظاہر (توحید ورسالت کی) تصدیق واقرار کرتا ہو۔

3- عن اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ

اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْن۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں''۔

شرح حدیث

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ

''نشان ایمان مومن کامل آنست کہ پیغمبر خدا ﷺ محبوب تر و معظم از ہمہ چیز و ہمہ کس باشد نزد مومن'' پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں کہ ''مراد با محبت ایں جا ترجیح جانب آنحضرت ﷺ در ادائے حق بالتزام دین و اتباع سنت در رعائت ادب و ایثار رضائے وے ﷺ بر ہر کہ و ہر چہ غیر اوست از نفس و ولدہ و والدہ اہل و مال منال چنانکہ راضی شود بہلاکہ نفس خود و فقدان ہر محبوب نہ فوات حق وے ﷺ''۔

ترجمہ: ''یعنی مومن کامل کے ایمان کی نشانی یہ ہے کہ نزدیک رسول خدا ﷺ تمام چیزوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و معظم ہوں گے۔ اس حدیث میں حضور ﷺ کے زیادہ محبوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی میں حضور ﷺ کو اونچا مانے اس طرح کے حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین کی تعظیم و ادب کو بجالائے ہر شخص اور ہر چیز یعنی اپنی ذات، اپنی اولاد، اپنے ماں باپ، اپنے عزیز و اقارب اور اپنے مال و اسباب پر حضور ﷺ کی رضا و خوشی کو مقدم رکھے جس کے معنی یہ ہے کہ اپنی ہر پیاری چیز یہاں تک کہ اپنی جان کے چلے جانے پر بھی راضی رہے لیکن حضور ﷺ کے حق کو دبتا ہوا گوارا نہ کرے''۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۱، صفحہ ۴۷)

اور حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

لیس المراد الحب الطبیعی لانہ لا یدخل تحت الاختیار و لا یکلف

الله نفسا الا وسعها بل المراد الحب العقلي الذی یوجب ایثار ما یقتضی العقل رجحانه و یستدعی اختیاره و ان کان علی خلاف الهوی کحب المریض الدواء فانه یمیل الهیه باختیاره و یتناول بمقتضی عقله علمه وظن ان صلاحه فیه و ان نفر عنه طبعه مثلا لو امره ﷺ بقتل ابو یه و اولاده الکافرین او بان یقاتل الکفار حتی یکون شهید الاحب ان یختار ذالك لعلمه ان السلامة فی امتثال امره ﷺ او المراد الحب الایمانی الناشی عن الاجلال و التوقیر و الاحسان و الرحمة و هو ایثار جمیع اغراض المحبوب علی جمیع اغراض غیره حتی القریب و السیرة و کمال الفضل و الاحسان ما لم یبلغه غیره استحق ان یکون احب الی المومن من نفسه فضلا عن غیره سیما و هو الرسول من عند المحبوب الحقیقی الهادی الیه و الدال علیه و المکرم لدیه۔

”یعنی اس حدیث میں حضور ﷺ سے جو محبت رکھنے کا حکم ہے اس سے مراد محبت طبعی نہیں اس لئے کہ وہ اختیار سے باہر ہے (اور انسان ایسی چیز کا مکلّف نہیں بنایا جاتا جو اس کے اختیار سے باہر ہو) (کما قال اللّٰه تعالیٰ) لا یکلف اللّٰه نفسا الا وسعها بلکہ اس سے مراد محبت عقلی ہے جو اس امر کی تقدیم کو ضروری قرار دیتی ہے جس کی ترجیح کا عقل تقاضا کرے اور جس کے اختیار کر لینے کا عقل مطالبہ کرے اگرچہ وہ امر خواہش نفس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو مثلاً بیمار آدمی کا (کڑوی) دوا سے محبت رکھنا (یہ محبت عقلی ہے) چنانچہ وہ دوا کو پسند کر کے اس کی طرف مائل ہوتا ہے اور اس کو بر بنائے تقاضائے عقل پیتا ہے اس لئے وہ یقین رکھتا ہے یا اندازہ کرتا ہے کہ میری تندرستی اس (دوا کو پینے) میں ہے اگرچہ اس دوا سے اس کی طبیعت متنفر رہتی ہو۔ مثلاً اگر حضور ﷺ کسی کو حکم دیں کہ اپنے کافر والدین اور اولاد کو قتل کر دے۔ یا یہ حکم دیں کہ کفار سے لڑائی کرے اور لڑتے ہوئے شہید ہو جائے تو وہ اس

کے کر گزرنے کا ضرور شیدائی رہے کیونکہ از روئے عقل وہ اتنا بہر حال جانتا ہے کہ آپ کی اطاعت ہی میں عافیت ہے"۔

یا اس حدیث میں محبت سے مراد محبت ایمانی ہے جو آپ کی بزرگی قدر و عظمت اور آپ کے احسان و مہربانی کے سبب (قلب مومن میں) پیدا ہوتی ہے محبت ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ محبّ اپنے محبوب کی تمام خواہشوں کو دوسرے لوگوں یہاں تک کہ اپنے عزیز اور خود اپنی ذات کے اغراض پر ترجیح دے۔ اور چونکہ حضور ﷺ محبت کیے جانے کے تمام اسباب یعنی خوب صورتی، خوش خلقی، کمال بزرگی اور کمالِ احسان کے جامع ہیں اور ایسے جامع ہیں کہ آپ کے سوا ہر کوئی دوسرا اس جامعیت کو نہیں پہنچ سکتا لہٰذا آپ ہر مومن کے نزدیک اس کے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہونے کے مستحق ہیں۔ تو مومن کے تئیں اس کے غیر سے بدرجۂ اولیٰ آپ محبوب ہوں گے خاص کر اس صورت میں کہ آپ اس محبوب حقیقی یعنی خدائے تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں اور خدا تک پہنچانے والے اور اس تک رسائ [illegible] لے اور ان کی بارگاہِ جبروت میں عزت و عظمت والے ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۶۴)

انتباہ

1- خدائے تعالیٰ زمان و مکان سے پاک ہے اس کیلئے زمان و مکان ثابت کرنا کفر ہے۔

2- خدائے تعالیٰ کو اللہ پاک یا اللہ تعالیٰ کہنا چاہئے۔ اللہ میاں کہنا ممنوع و ناجائز ہے۔

3- اگر کسی نے خدائے تعالیٰ کے بارے میں بڑھو (بڈھے) کا لفظ استعمال کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

4- کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا یا بہت بڈھا ہے مرتا نہیں اس کیلئے یہ نہ کہا جائے کہ اللہ (ﷻ) اسے بھول گئے ہیں۔

5- جو بطورِ تمسخر اور ٹھٹھے کے کفر کرے گا وہ بھی کافر مرتد ہو جائے گا۔ اگرچہ کہتا ہو کہ میں ایسا اعتقاد نہیں رکھتا جیسا کہ درمختار باب المرتد میں ہے۔ من هزل بلفظ كفر ارتدو ان لم يعتقده للاستخفاف اور شامی جلد سوم صفحہ ۲۹۳ پر بحر الرائق سے ہے والحاصل ان من تكلم بكلمته الكفر هازلا اولاعبا كفر عند الكل و لا اعتبار

باعتقادہ کما صرح به في الخيانية۔

6- کسی نبی کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنا یا ان کیلئے کوئی عیب ثابت کرنا کفر ہے۔

7- قرآن مجید کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ تمسخر کرنا کفر ہے۔ مثلاً اکثر داڑھی منڈے کہتے ہیں۔ کلا سوف تعلمون جس کا مطلب ہے کہ صاف کرو۔ یہ قرآن مجید کے ساتھ کھلی ہوئی تحریف ہے اور اس کے ساتھ مذاق دل لگی بھی۔ اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ (بہار شریعت جلد نہم)

8- کسی سے نماز پڑھنے کو کہا اس نے جواب دیا تم نے نماز پڑھی کیا فائدہ ہوا یا کہا بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا یا کہا پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے غرض اس قسم کی بات کرنا کہ جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو یہ سب کفر ہے۔ (بہار شریعت)

9- کسی سے روزہ رکھنے کو کہا اس نے جواب دیا کہ روزہ وہ رکھے جسے کھانا نہ ملے یا یہ کہا کہ جب خدا نے کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں یا اسی قسم کی اور باتیں جن سے روزہ کی ہتک و تحقیر ہو کہنا کفر ہے۔ (بہار شریعت)

10- ماہِ رمضان میں اعلانیہ دن میں کھانے سے منع کرنے پر یہ لفظ بولنا کہ ''جب اللہ کا ڈر نہیں ہے تو لوگوں کا کیا ڈر''؟ کفر ہے۔

11- علم دین اور علماء کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ وہ عالم، علم دین ہے کفر ہے۔

(بہار شریعت)

12- ہولی اور دیوالی پوجنا کفر ہے کہ یہ عباداتِ غیر اللہ ہے، کفر کے میلوں، تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور مذہبی جلوس کی شان و شوکت بڑھانا کفر ہے جیسے رام لیلا اور جنم اشٹمی اور رام نومی کے میلوں میں شریک ہونا، یونہی ان کے تہواروں کے دن محض اس وجہ سے چیزیں خریدنا کہ کفار کا تہوار ہے یہ بھی کفر ہے جیسے دیوالی میں کھلونے اور مٹھائیاں خریدی جاتی ہیں کہ آج خریدنا دیوالی منانے کے سوا کچھ نہیں، یونہی کوئی چیز خرید کر اس روز مشرکین کے پاس ہدیہ کرنا جب کہ مقصود اس دن کی تعظیم ہو تو کفر ہے۔

(بہار شریعت جلد ۹، بحوالہ بحر الرائق)

13- الكفر في الشرع انكار ما علم بالضرورة مجئي الرسول به و انما

عدمنہ لبس الغیار و شد زنار و نحوھما کفرا الانھما تدل علی التکذیب فان من صدق رسول اللہ ﷺ لا یجترئ علیھا ظاھر ا۔

”جن باتوں کا پیش کرنا رسول اللہ ﷺ سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو ان میں سے کسی ایک بات کا انکار کرنا اصطلاح شرع میں کفر ہے۔ غیار[1] اور زنار یعنی جنیو وغیرہ کے استعمال کو اس لئے کفر کہا گیا ہے کہ یہ امر (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی تکذیب کا نشان ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کو مانے گا وہ ایسی چیزوں کے استعمال کی جرأت نہیں کرسکتا“۔ (بیضاوی صفحہ ۲۳)

14- الاشراك هو اثبات الشريك في الالوهية بمعني و جوب الوجود كما للمجوس او بمعني استحقاق العبادة كما لعبدة الاصنام۔

”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو واجب الوجود ماننا جیسا کہ مجوسیوں کا عقیدہ ہے یا کسی غیر خدا کو لائق عبادت سمجھنا جیسا کہ بت پرستوں کا اعتقاد ہے یہ شرک ہے“۔ (شرح عقائد نسفی صفحہ ۶۱)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

”شرک سہ قسم ست در وجود و در خالقیت و در عبادت“۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱، صفحہ ۷۲)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ شرک تین طرح پر ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی واجب الوجود ٹھہرائے، دوسرے یہ کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی اور کو خالق جانے تیسرے یہ کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرے یا اسے مستحق عبادت سمجھے۔

جنتی و جہنمی فرقہ

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِىْ كَمَا اَتٰى عَلٰى بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِىْ اُمَّتِىْ مَنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى

---

[1] غیار ایک کپڑے کا ٹکڑا جو ذمی کافر اپنے شانے پر لگاتے تھے۔ ۱۲ منہ

ثِنْتَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَال مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت پر ایک زمانہ ضرور ایسا آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل ہو بہو ایک دوسرے کے مطابق، یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں ضرور کوئی ہوگا جو ایسا کرے گا۔ اور بنی اسرائیل بہتر مذہبوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر مذہبوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں سے ایک مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذاہب والے ناری اور جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! (ﷺ) وہ ایک مذہب والے کون ہیں؟ (یعنی ان کی پہچان کیا ہے؟) حضور ﷺ نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب وملت پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں"۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثُمَّ قَالَ ھٰذَا سَبِیْلُ اللّٰہِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَ عَنْ شِمَالِہٖ وَ قَالَ ھٰذِہٖ سُبُلٌ عَلٰی کُلِّ سَبِیْلٍ مِنْھَا شَیْطَانٌ یَدْعُوْا اِلَیْہِ وَقَرَأَ وَ اَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ۔ (الایۃ) (احمد، نسائی، دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے ہمیں سمجھانے کیلئے ایک (سیدھی) لکیر کھینچی پھر فرمایا یہ اللہ (ﷻ) کا راستہ ہے پھر اسی سیدھے خط کے دائیں بائیں اور چند لکیریں کھینچ کر فرمایا یہ بھی راستے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک راستہ پر شیطان بیٹھا ہوا ہے۔ جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی و ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ و لا مستقیما فاتبعوہ تتبعوا السبل فتبفرق بکم عن سبیلہ (پارہ۸، رکوع٦) یعنی یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اس سیدھی راہ سے جدا کر دیں گی۔

شرح حدیث

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت علم کلام کی مشہور کتاب مواقف کا یہ قول نقل کر کے فرماتے ہیں کہ

اگر گویند چگونہ معلوم شود کی فرقۂ ناجیہ۔ اہلسنت و جماعت اندو ایں فرقۂ ناجیہ" اہلسنت و جماعت اندو ایں راہ راست ستِ وراہِ خداست و دیگر ہمہ راہ ہائے نا درست۔ و ہر فرقہ دعوٰی مے کند کہ براہ راست ست و مذہب وے حق۔ جوابش آنست کہ ایں چیزے نیست کہ بمجرد دعوٰی تمام شود برہان بایذ و برہان حقانیت اہلسنت و جماعت آنست کہ ایں دین اسلام بنقل آمدہ است و مجرد عقل باآں وافی نیست۔ و بہ تواتر اخبار معلوم شدہ و تتبع و تفحص احادیث و آثار متقین گشتہ صالح از صحابہ و تابعین باحسان و من بعد ہم ہمہ بریں اعتقاد و بریں طریقہ بودہ اندو ایں بدع و ہوا در مذاہب و اقوال بعد از صدر اول حادث شدہ و از صحابہ و سلف متقدمین ہیچ کس برآن نہ بودہ و ایشاں مبتری بودہ اند و بعد از حدوث ایں رابطہ صحبت و محبت کہ باآن قوم داشتند قطع کردہ و رد نمودہ۔ و محدثین اصحاب کتب ستہ وغیرہا از کتب مشہورۂ معتمدہ کہ مبنی و مدار احکام اسلام برآنہا افتادہ و ائمہ فقہائے ارباب مذاہب اربعہ وغیرھم از آنہا کہ درطبقۂ ایشاں بودہ اند ہمہ بریں مذہب و بودہ اندو اشاعرہ و ماتریدیہ کہ ائمہ اصول کلام اند تائید مذہب سلف نمودہ و بدلائل عقلیہ آنرا اثبات کردہ و آنچہ سنت رسول ﷺ و اجماع سلف برآں رفتہ بودہ موکد ساختہ اند و لہٰذا نام ایشاں اہلسنت و جماعت افتادہ۔ اگرچہ ایں نام حادث ست اما مذہب و اعتقاد ایشاں قدیم است و طریقہ ایشاں ...... اتباع احادیث نبوی ﷺ و اقتدا باآثار سلف و مشائخ صوفیہ از متقدمین و محققین ایشاں کہ استادان طریقت و زہاد و عباد و مرتاض و متورع و متقی و متوجہ بجناب حق و مبری از حول و قوت نفس بودہ اند۔ ہمہ بریں مذہب بودہ اند چنانکہ از کتب معتمدۂ ایشاں معلوم گردد و در تعرف کہ معتمد ترین کتابہائے ایں قوم ست و شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی در شانِ او گفتہ است لولا التعرف ماعرفنا

التصوف عقائد صوفیہ کہ اجماع دارند بر آں آوردہ کہ ہمہ عقائد اہلسنت و جماعت ست بے زیادت ونقصان۔ ومصداق ایں سخن کہ گفتیم آنست کہ کتابہائے حدیث و تفسیر وکلام وفقہ وتصوف وسیر وتواریخ معتبرہ کہ در دیار مشرق ومغرب مشہوو مذکور اند جمع کنند وتفحص نمایند ومخالفان نیز کتابہارا بیارند تا رند ظاہر شود کہ حقیقت ہال چیست وبالجملہ سواداعظم در دین اسلام مذہب اہلسنت و جماعت ست۔

”نجات پانے والا فرقہ اہلِ سنت و جماعت کا ہے۔ اگر اعتراض کریں کہ کیسے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کا ہے اور یہی سیدھی راہ اور خدائے تعالیٰ تک پہچانے والی راہ ہے اور دوسرے سارے راستے جہنم کے راستے ہیں اور جب کہ ہر فرقہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ راہ راست پر ہے۔ اس کا مذہب حق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایسی بات نہیں ہے جو صرف دعویٰ سے ثابت ہو جائے (اس کیلئے) ٹھوس دلیل چاہیئے۔ اور اہل سنت و جماعت کی حقانیت کی دلیل یہ ہے کہ یہ دین اسلام (سرکار اقدس ﷺ) سے منقول ہوکر (ہم لوگوں تک) پہنچا ہے۔ عقائد اسلام معلوم کرنے کیلئے صرف عقل کا ذریعہ ہی کافی نہیں ہے۔ اخبار متواترہ سے معلوم ہوا کہ آثار صحابہ واحادیث کریمہ کی تلاش وتتبع سے یقین حاصل ہوا کہ سلف صالحین یعنی صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین اور ان کے بعد کے تمام بزرگان دین اسی عقیدہ اور اسی طریقہ پر رہے ہیں اقوال و مذہب میں بدعت ونفسانیت زمانہ اولین کے بعد (پیدا) ہوئی ہے۔ صحابہ کرام اور سلف متقدمین یعنی تابعین، تبع تابعین، مجتہدین میں کوئی اس مذہب پر نہیں تھا وہ لوگ اس نئے مذہب سے بیزار تھے بلکہ اس کے پیدا ہو جانے کے بعد محبت اور اٹھنے بیٹھنے کا جو لگاؤ اس قوم کے ساتھ تھا توڑ دیا اور (زبان وقلم سے) رد فرما دیا۔ صحاح ستہ اور ان کے علاوہ (احادیث کریمہ کی) دوسری مشہور ومعتمد کتابوں کی جن پر احکام اسلام کا مدار ومنتہیٰ ہو ان کے محدثین اور حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کے فقہاء وائمہ اور ان کے علاوہ دوسرے علماء جو ان کے طبقہ میں تھے سب اسی مذہب اہلِ سنت و جماعت پر

تھے۔ اور اشاعرہ و ماتریدیہ جو اصول کلام کے ائمہ ہیں انہوں نے سلف کے مذہب اہلسنت و جماعت کی تائید و حمایت فرمائی اور دلائل عقلیہ سے اس کا اثبات فرمایا۔ اور جن باتوں پر سنت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اجماع سلف و صالحین جاری رہا ان کو ٹھوس قرار دیا ہے اسی لئے اشاعرہ اور ماترید ماتریدیہ کا نام اہلسنت و جماعت پڑ گیا۔ اگرچہ یہ نام نیا ہے۔ لیکن مذہب و اعتقاد ان کا پرانا ہے۔ ان کا طریقہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور سلف صالحین کے اقوال و اعمال کی اقتداء کرنا ہے۔ اور گروہ صوفیہ کے مشائخ متقدمیں اور (زمانہ موجود کے) شیوخ محققین جو طریقت کے استاد، عابد و زاہد ریاضت کرنے والے پرہیزگار، خداترس، حق تعالیٰ کی جانب متوجہ رہنے والے اور نفس کی حکومت سے الگ رہنے والے سب اسی مذہب اہلسنت و جماعت پر تھے جیسا کہ ان مشائخ کی معتمد کتابوں سے واضح ہے۔ اور صوفیائے کرام کی نہایت ہی قابل اعتماد کتاب ''تعرف'' ہے جس کے بارے میں سیدنا شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر تعرف نہ ہوتی تو ہم لوگ مسائل تصوف سے ناواقف رہ جاتے۔ اس کتاب میں صوفیاء کرام کے جو اجماعی عقائد بیان کیے گئے ہیں وہ سب کے سب بلا کم و کاست اہل سنت ہی کے عقائد ہیں۔ ہمارے اس بیان کی سچائی یہ ہے کہ حدیث، تفسیر، کلام، فقہ، تصوف، سیر اور تواریخ معتبرہ کی کتابیں جو کہ مشرق و مغرب کے علاقہ میں مشہور و معروف ہیں جمع کی جائیں اور ان کی چھان بین کی جاوے اور مخالفین کی کتابوں کو بھی لائیں تاکہ آشکار ہو جائے کہ حقیقت حال کیا ہے خلاصہ کہ کہ دین اسلام میں سوادِ اعظم مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔ (اشعۃ اللمعات باب الاعتصام ص۱۴۰ ج۱)

3- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَكُوْنُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَائُكُمْ فَاِیَّاكُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَكُمْ۔ (مسلم مشکوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری

زمانہ میں (ایک گروہ) فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے۔ تو ایسے لوگوں سے بچو اور انہیں اپنے قریب نہ آنے دو تا کہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ یعنی جماعہ باشند کہ خودرا بہ مکرو تلبیس درصورت علماء ومشائخ وصلحا از اہل نصحیت و صلاح نمانید تا دروغہائے خودرا ترویج دہند مردم را بہ مذہب یاظلم وآرائے فاسدہ بخوانند۔

''یعنی ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو مکاری وفریب سے علماء مشائخ اور صلحا بن کر اپنے آپ کو مسلمانوں کا خیرخواہ اور مصلح ظاہر کرے گی تا کہ اپنی جھوٹی باتیں پھیلائے اور لوگوں کو باطل عقیدوں فاسد خیالوں کی طرف راغب کرے''۔

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۳۲)

انتباہ

مخبر صادق حضور ﷺ نے جن دجالوں اور کذابوں کے آخری زمانہ میں پیدا ہونے کی خبر دی تھی زمانہ موجودہ میں ان کے مختلف گروہ پائے جاتے ہیں جو مسلمانوں کے سامنے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں کہ ہمارے آباءواجداد نے کبھی نہیں سنا ہے۔

ان میں ایک گروہ وہ ہے جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتا ہے۔ وہ حضور ﷺ کو صرف ایلچی سمجھتا ہے اور بس۔ کھلم کھلا سب حدیثوں کا انکار کرتا ہے بلکہ حضور ﷺ کی اطاعت کا بھی منکر ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کو ہمارے باپ، دادا نے کبھی نہیں سنا تھا بلکہ انہیں تو خدائے تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔

4- یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔ (سورہ نساء: ۵۹)

''اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا حکم مانو رسول کا''۔

ان میں ایک گروہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔ یہ گروہ مرزا کو مہدی، مجدد، نبی اور رسول

مانتا ہے، حضور ﷺ کے بعد دوسرے نبی کا نبی پیدا ہونا جائز ٹھہراتا ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کو ہمارے آباء اجداد نے کبھی نہیں سنا تھا بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں بتایا تھا کہ اَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (مشکوٰۃ ص ۴۶۵) یعنی میں آخر الانبیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں ہوگا۔ اور قرآن کریم نے انہیں بتایا تھا کہ

5- مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۴۱)

”محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے“۔ (ترجمہ کنز الایمان)

یعنی حضور ﷺ کی ذات پر نبیوں کی پیدائش کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ آپ نے باب نبوت پر مہر لگا دی اب آپ کے بعد کوئی نبی ہر گز نہیں آئے گا۔

اور ان میں ایک گروہ وہ ہے جسے وہابی دیوبندی کہا جاتا ہے۔ اس گروہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جیسا علم حضور ﷺ کو حاصل ہے ایسا علم تو بچوں، پاگلوں اور جانوروں کو بھی حاصل ہے۔ جیسا کہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان ص ۸ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے کل علم غیب کا انکار کرتے ہوئے صرف بعض علم غیب کو ثابت کیا پھر بعض علم غیب کے بارے میں یوں لکھا کہ: اس میں حضور ﷺ کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید، عمر بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ (مَعَاذَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ)

اس گروہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ حضور ﷺ آخر الانبیاء نہیں ہیں۔ آپ کے بعد دوسرا نبی ہو سکتا ہے جیسا کہ مولوی قاسم نانوتوی بانی دارلعلوم دیوبند نے اپنی کتاب تحذیر الناس ص ۳ پر لکھا ہے کہ ”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب سمجھنا کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ یہ ناسمجھ اور گنواروں کا خیال ہے۔ پھر اسی کتاب کے ص ۲۸ پر لکھا ہے۔ کہ ”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر

بھی خاتمیت محمدی ﷺ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد دوسرا نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ شیطان و ملک الموت کے علم سے حضور ﷺ کا علم کم ہے۔ جو شخص شیطان و ملک الموت سے وسیع علم مانے وہ مومن مسلمان ہے لیکن حضور ﷺ کے علم وسیع اور زائد ماننے والا مشرک بے ایمان ہے، جیسا کہ اس گروہ کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ ص پر ۵۱ پر لکھا کہ شیطان و ملک الموت کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم ﷺ کے لئے وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (معاذ اللہ رب العلمین)

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے خدائے تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔

(رسالہ یکروزی ص ۱۴۵ مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی)

ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۹)

مذکورہ بالا عقیدوں کے علاوہ اور بھی اس گروہ کے بہت سے کفری عقیدے ہیں اس لئے مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، ہند، بنگال، پنجاب، برما، مدارس، گجرات، کاٹھیاواڑ، بلوچستان، سرحد، اور دکن و کوکن کے سینکڑوں علمائے کرام و مفتیانِ عظام نے ان لوگوں کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ تفصیل کیلئے فتاویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ کا مطالعہ کریں:

2- مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین میں سے ہے اگرچہ کسی خاص شخص کے بارے میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا معاذ اللہ تعالیٰ کفر پر تا وقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو مگر اس سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جس نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک کرنا بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔ (بہار شریعت)

3- بعض ناواقف کہتے ہیں کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرنا چاہئے خواہ وہ کیسا ہی بدعقیدہ رکھے اور کچھ بھی کرے۔ یہ خیال غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جب اہل قبلہ میں کفر کی کوئی علامت و نشانی پائی جائے یا اس سے کوئی بات موجب کفر صادر ہو تو اسے کافر کہا جائے۔ حضرت

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ان المراد بعدم تکفیر احمد من اھل القبلۃ عند اھل السنۃ انہ لا یکفر مالم یوجد شیء من امارات الکفر و علاماتہ ولم یصدر عنہ شئی من موجباتہ۔

''یعنی اہلسنّت کے نزدیک اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہنے سے یہ مراد ہے کہ اسے کافر نہ کہیں گے جب تک کہ اس میں کفر کی کوئی علامت ونشانی نہ پائی جائے اور کوئی بات موجب کفر اس سے صادر نہ ہو''۔ (شرح فقہ اکبر ۱۸۹)

اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام و ان کان من اھل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات کما فی شرح التحریر۔

''ضروریات اسلام میں سے کسی چیز کا انکار کرنے والا بالا جماع کافر ہے اگرچہ اہل قبلہ سے ہو اور عمر بھر طاعت میں بسر کرے۔ جیسا کہ شرح تحریر امام ابن ہمام میں ہے''۔ (شامی جلد اول ص ۳۹۳)

اور حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الخراج میں فرمایا کہ

ایما رجل سب رسول اللہ ﷺ او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللّٰہ تعالیٰ و بانت منہ امرأتہ۔

''یعنی جو شخص مسلمان (اہل قبلہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کو دشنام دے یا حضور ﷺ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور ﷺ کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی''۔ (شامی جلد سوم ص ۳۰۰)

بدمذہب

۱- عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ

بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدَمِ الْاِ سْلَامِ۔ (مشکوٰۃ)

”حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم وتوقیر کی تو اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی“۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ درتوقیر دے استخفاف و اہانت سنت ست وایں می کشد بویران کردن بنائے اسلام۔

”بدمذہب کی تعظیم وتوقیر میں سنت کی حقارت اور ذلت ہے۔ اور سنت کی حقارت اسلام کی بنیاد ڈھانے تک پہنچادیتی ہے“۔ (اشعۃ اللمعات ج ا ص ۱۴۷)

2- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاَيْتُمْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَاكْفَهِرُّوْا فِيْ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ كُلَّ مُبْتَدِ عٍ۔ (ابن عساکر)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترش روئی سے پیش آؤ۔ اس لئے کہ خدا تعالٰی ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے“۔

3- عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْلُ الْبِدْعِ كِلَابُ اَهْلِ النَّارِ۔ (دار قطنی)

”حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدمذہب، دوزخ والوں کے کتے ہیں“۔

4- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَّلَا صَلٰوةً وَّلَا صَدَقَةً وَّلَا حَجًّا وَّلَا عُمْرَةً وَّلَا جِهَادًا وَّلَا صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا يَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ۔ (ابن ماجہ)

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالٰی کسی بدمذہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز نہ زکوٰۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ نفل نہ فرض۔ بدمذہب دین سے ایسے نکل جاتا ہے جیسا کہ گوندھے

ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے"۔

5- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ وَ اِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْھَدُوْھُمْ وَاِنْ لَقِیْتُمُوْھُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَیْھِمْ وَلَا تُجَالِسُوْھُمْ وَلَا تُشَارِبُوْھُمْ وَلَا تُوَاکِلُوْھُمْ وَلَا تُنَاکِحُوْھُمْ وَلَا تُصَلُّوا عَلَیْھِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَھُمْ۔ (مسلم شریف)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو، اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو"۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے حضرت ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے حضرت جابر سے اور عقیل و ابن حبان نے حضرت انس (رضی اللہ عنہم) سے روایت کیا۔

سنت اور بدعت

1- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَھِیْدٍ۔ (مشکوٰۃ)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری امت میں (عملی یا اعتقادی) خرابی پیدا ہونے کے وقت میری سنت پر عمل کرے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا"۔

2- عَنْ بِلَالِ بْنِ حَارِثِ الْمُزَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَحْیٰی سُنَّۃً مِّنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَاِنَّ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَۃً ضَلَالَۃً لَا یَرْضَاہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِھَا لَا

يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری کسی ایسی سنت کو (لوگوں میں) رائج کیا جس کا چلن ختم ہوگیا ہو تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے برابر رائج کرنے والے کو ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ اور جس نے کوئی ایسی نئی بات نکالی جو سیئہ ہے جسے اللہ و رسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) پسند نہیں فرماتے تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے برابر نکالنے والے پر گناہ ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہوگی''۔

3- عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

''حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا بھی ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔ اور جو مذہب اسلام میں کسی برے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس شخص پر اس رائج کرنے کا گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرُ الْهُدٰى هَدْىُ مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (غالباً ایک خطبہ میں) فرمایا:

بعد حمد الٰہی کے معلوم ہونا چاہئے کہ سب سے بہتر کلام کتاب اللہ ہے اور بہترین راستہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا راستہ ہے اور بدترین چیزوں میں وہ ہے جسے نکالا گیا اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔

شرح حدیث

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ قال النووی البدعة كل شيء عمل على غير مثال سبق و فى الشرح احداث مالكم يكن فى عهد رسول الله ﷺ و قوله كل بدعة ضلالة عام مخصوص قال الشيخ عز الدين بن عبدالسلام فى اخر كتاب القواعد البدعة اما واجبة كتعلم النحو لفهم كلام الله و رسوله۔ و كتدوين اصول الفقه و الكلام فى الجرح والتعديل و اما محرمة كمذهب الجبرية و القدرية و المرجية و المجسمة و الرد على هؤلاء من البدع الواجبة لان حفظ الشريعة من هذه البدع فرض كفاية و اما مندوبة كاحداث الربط و المدارس و كل احسان لم يعهد فى الصدر الاول كالتراويح اى بالجماعة العامة و الكلام فى دقائق الصوفية۔ و اما مكروهة كزخرفة المساجد و تزويق المصاحف يعنى عند الشافعية و اما عند الحنفية فمباح و مباحة كالمصافحة عقيب الصبح و العصر اى عند الشافعية ايضا و الا فعند الحنفية مكروه و التوسع فى اللذائذ المآكل و المشارب او المساكن و توسيع الاكمام و قد اختلف فى كراهة بعض ذالك اى كما قدمنا قال الشافعى رحمة الله ما احدث مما يخالف الكتاب او السنة او الاثر و الاجماع فهو ضلالة و اما احدث من الخير مما لا يخالف شيئا من ذلك فليس بمذموم۔ یعنی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسا کام جس کی مثال زمانہ سابق میں نہ ہو (لغت میں) اس کو بدعت کہتے ہیں۔ اور شرح میں بدعت یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں نہ تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کل بدعة ضلالة عام مخصوص ہے۔ (یعنی بدعت سے مراد بدعت

سیئہ ہے)

حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے کتاب القوائد کے آخر میں فرمایا کہ بدعت یا تو واجب ہے جیسے اللہ (ﷻ) اور اس کے رسول ﷺ کے کلام کو سمجھنے کیلئے علم نحو سیکھنا اور جیسے اصول فقہ اور اسماء الرجال کے فن کو مرتب کرنا۔

اور بدعت یا تو حرام ہے، جیسے جبریہ، قدریہ، مرجۂ اور مجسمہ کا مذہب، اور ان مذہبوں کا رد کرنا بدعت واجبہ سے ہے اس لئے کہ ان کے عقائد باطلہ سے شریعت کی حفاظت فرض کفایہ ہے۔

اور بدعت یا تو مستحب ہے جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کی تعمیر اور ہر وہ نیک کام جس کا رواج ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا اور جماعت کے ساتھ تراویح اور صوفیائے کرام کے دقیق اور باریک مسائل میں گفتگو۔

اور بدعت یا مکروہ ہے جیسے شافعیہ کے نزدیک قرآن مجید کے تزئین اور مساجد کا نقش و نگار اور یہ حنفیہ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔

اور بدعت یا تو مباح ہے جیسے شافعیہ کے نزدیک صبح اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا ورنہ حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے (تحقیق یہ ہے کہ بلا کراہت جائز ہے اسی کتاب میں مصافحہ کا بیان دیکھئے) لذیز کھانے پینے اور رہنے کی جگہوں میں کشادگی اختیار کرنا اور کُرتے کی آستینوں کو لمبی رکھنا۔ اس میں سے بعض کی کراہت میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسی چیز ایجاد کرنا جو قرآنِ مجید، حدیث شریف، آثار صحابہ یا اجماع کے خلاف ہو تو وہ گمراہی ہے ایسی اچھی بات ایجاد کرنا جو ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو وہ بری نہیں ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۱، صفحہ ۱۷۹)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

بدانکہ ہرچہ پیدا شدہ بعد از پیغمبر ﷺ بدعت است از نچہ موافق اصول و قواعد سنت اوست و قیاس کردہ شدہ برآن آں را بدعت حسنہ گویند۔ و آنچہ مخالف آں باشد بدغت ضلالت گویند و کلیت کل بدعۃ ضلالۃ محمول برایں سنت۔ و بعض بدعتہا ست کہ واجب ست چنانچہ تعلم و تعلیم صرف

ونحو کہ بداں معرفت آیات واحادیث حاصل گردد وحفظ غرائب کتاب وسنت ودیگر چیز ہائیکہ حفظ دین وملت برآں موقوف بود، وبعض مستحسن ومستحب مثل بنائے رباطہا ومدرسہا وبعض مکروہ مانند نقش ونگار کردن مساجد ومصاحف بقول بعض۔ وبعض مباح مثل فراخی در طعامہائے لذیذہ ولباسہائے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشند وباعث طغیان وتکبر ومفاخرت نہ شود ومباحات دیگر کہ درزمان آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبودند چنانکہ بیری وغربال ومانند آں وبعض حرام چنانکہ مذہب اہل بدع واہوا برخلاف سنت وجماعت وآنچہ خلفائے راشدین کردہ باشند اگرچہ بآں معنی کہ درزماں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبودہ بدعت ست ولیکن قسم بدعت حسنہ خواہد بود بلکہ درحقیقت سنت ست۔

یعنی جاننا چاہئے کہ وہ چیز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ کے بعد ہوئی بدعت ہے۔ لیکن ان میں سے جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ اصول وقواعد کے مطابق ہے اور اسی پر قیاس کیا گیا ہے اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور ان میں جو چیز سنت کے مخالف ہو اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں اور کل بدعۃ ضلالتہ (ہر بدعت گمراہی ہے) کی کلیت بدعت کی اسی قسم پر محمول ہے یعنی ہر بدعت سے مراد صرف وہی بدعت ہے جو سنت نبوی کے مخالف ہو۔ اور بعض بدعتیں واجب ہیں جیسے کہ علم صرف ونحو کا سیکھنا کہ اس سے آیات واحادیث کریمہ کا مفاہیم ومطالب کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور قرآن وحدیث کے غرائب کا محفوظ کرنا اور دوسری چیزیں کہ دین وملت کی حفاظت ان پر موقوف ہے اور بعض بدعتیں مکروہ ہیں جیسے کہ بعض قول پر قرآن مجید اور مسجدوں میں نقش ونگار کرنا اور بعض بدعتیں مباح ہیں جیسے کہ عمدہ کپڑوں اور اچھے کھانوں کی زیادتی بشرطیکہ حلال ہوں اور غرور نخوت کا باعث نہ ہوں۔ اور دوسری مباح چیز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانے میں نہ تھیں جیسے بیری اور چھلنی وغیرہ اور بعض بدعتیں حرام ہیں جیسے کہ اہل سنت وجماعت کے خلاف نئے عقیدوں اور نفسانی خواہشات والوں کے مذاہب۔ اور جو بات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کی ہے اگرچہ اس معنی میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھی بدعت ہے لیکن بدعت حسنہ کی اقسام میں سے ہے بلکہ حقیقت میں سنت ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱، صفحہ ۱۲۸)

اور شامی جلد اول صفحہ ۳۹۳ میں ہے:

قد تکون (ای البدعة) واجبة کنصب الا دلة للرد علی اھل الفرق الضالة و تعلم النحوا المفھم للکتاب والسنة و مندوبة کاحداث نحو رباط ومدرسة و کل احسان لم یکن فی الصدر الاول و مکروھة کزخرفة المساجد و المباحة کالتوسع بلذید الماکل و المشارب و الثیاب کما فی شرح الجامع الصغیر للمناوی عن تھذیب النووی و مثله فی الطریقة المحمدیة للبر کلی اھ۔

یعنی بدعت کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقے والوں پر رد کے دلائل قائم کرنا اور علم نحو کا سیکھنا جو قرآن وحدیث سمجھنے میں معاون ہوتا ہے۔

اور بدعت کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے مدرسوں اور مسافر خانوں کو تعمیر کرنا اور ہر وہ نیک کام کرنا جو ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا۔

اور بدعت کبھی مکروہ ہوتی ہے جیسے مسجدوں کو آراستہ ومزین کرنا۔

اور بدعت کبھی مباح ہوتی ہے جیسے لذیذ کھانے پینے اور کپڑے میں کشادگی اختیار کرنا جیسا کہ مناوی کی شرح جامع صغیر میں تہذیب النووی سے منقول ہے اور اسی کے مثل برکلی کی کتاب طریقہ محمدیہ ﷺ میں ہے۔

علمائے کرام

1- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَیْرِ اَھْلِہٖ کَمُقَلِّدِ الْخَنَازِیْرِ الْجَوَاھِرَ وَ اللُّؤْلُؤَ وَ الذَّھَبَ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے اور نا اہل کو علم سکھانے والا ایسا ہے جیسے خنزیر یعنی سور کے گلے میں جواہرات، موتی اور سونے کا ہار پہنا دیا ہو"۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اللہ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: قال الشراح

المراد بالعلم مالا مندوحة للعبد من تعلمه كمعرفة الصانع و العلم بوحدانية و نبوة رسول و كيفية الصلاة و فان تعلمه فرض عين و اما بلوغ رتبة الاجتهاد و الفتيا ففرض كفاية۔ یعنی شارحین حدیث نے فرمایا کہ علم سے مراد وہ مذہبی علم ہے جس کا حاصل کرنا بندہ کیلئے ضروری ہے جیسے خدائے تعالیٰ کو پہچاننا، اس کی وحدانیت اس کے رسول کی نبوت کی شناخت اور ضروری مسائل کے ساتھ نماز پڑھنے کے طریقے کو جاننا اس لئے کہ ان چیزوں کا علم فرضِ عین ہے اور فتویٰ واجتہاد کے رتبہ کو پہنچانا فرض کفایہ ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد۱، صفحہ۲۳۲)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ مراد بعلم دریں جا علمے ست کہ ضروری وقت مسلمان ست مثلاً چوں در اسلام در آمد واجب شد بروے معرفت صانع وصفات وے وعلم بہ نبوت رسول اللہ ﷺ و جز آں ازانچہ صحیح نیست وایمان بے آں۔ و چوں وقت نماز در آمد واجب شد آموختن علم باحکام صلاۃ و چوں رمضان آمد واجب گردید تعلم احکام صوم و ہرگاہ مالک نصاب گردید واجب شُد تعلیم احکام زکوٰۃ واگر پیش ازاں مرد و تعلم نہ کرد عاصی نہ باشد۔ و چوں زن خواست علم حیض ونفاس و جز آں متعلق باحکام زن وشوے ست واجب گردد علیٰ ہذا القیاس۔

یعنی علم سے مراد اس حدیث میں وہ علم ہے کہ جو مسلمانوں کو وقت پر ضروری ہے مثلاً جب اسلام میں داخل ہوا تو اس پر خدائے تعالیٰ کی ذات وصفات کو پہچاننا اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو جاننا واجب ہوگیا اور ہر اس چیز کا علم ضروری ہوگیا کہ جس کے بغیر ایمان صحیح نہیں اور جب نماز کا وقت آگیا تو اس پر نماز کے احکام جاننا واجب ہوگیا اور جب ماہِ رمضان آگیا تو روزہ کے احکام کا سیکھنا ضروری ہوگیا اور جب مالک نصاب ہوگیا تو زکوٰۃ کے مسائل کا جاننا واجب ہوگیا اور اگر مالک نصاب ہونے سے قبل مرگیا اور زکوٰۃ کے مسائل کو نہ سیکھا تو گنہگار نہ ہوگا۔ اور جب عورت کو (عقد میں) لایا تو حیض ونفاس وغیرہ جتنے مسائل کا زن و شوہر سے تعلق ہے جاننا واجب ہوجاتا ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ۱۶۱)

2- عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ۔

(مسلم، مشکوٰۃ)

''حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ علم (یعنی قرآن وحدیث کو جاننا) دین ہے لہٰذا تم دیکھ لو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو''۔

3- عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَّالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ وَ اَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتّٰى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک ان میں سے عابد تھا دوسرا عالم۔ تو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو بھلائی سکھانے والے پر خدائے تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے نیز زمین و آسمان کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) اس کیلئے دعائے خیر کرتی ہیں''۔

4- عَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِي الدَّرْدَاءِ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اِنِّيْ جِئْتُكَ مِنْ مَدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِحَدِيْثٍ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَ اِنَّ الْمَلٰئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَ اِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَ الْحِيْتَانُ فِيْ جَوْفِ الْمَاءِ وَ اِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَ اِنَّمَا

وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

''حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا تو ایک آدمی نے آ کر کہا کہ اے ابوالدرداء بیشک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ طیبہ سے یہ سن کر آیا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی حدیث ہے جسے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی دوسرے کام کے لیے نہیں آیا ہوں حضرت ابوالدرداء نے کہا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص علم (دین) حاصل کرنے کیلئے سفر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کیلئے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان و زمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کیلئے دعائے استغفار کرتی ہیں۔ اور علماء کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر اور علماء، انبیائے کرام کے وارث و جانشین ہیں۔ انبیائے کرام کا ترکہ دینار و درہم نہیں ہیں۔ انہوں نے وراثت میں صرف علم چھوڑا ہے تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے پورا حصہ پایا''۔

5- عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور خدا دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں''۔

6- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ اِحْيَائِهَا۔

(دارمی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رات میں ایک گھڑی علم دین کا پڑھنا پڑھانا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے''۔

7- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى

الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔ (ترمذی، مشکوۃ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فقیہ یعنی ایک عالم دین شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے''۔

8- عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَاحَدُّ الْعِلْمِ الَّذِی اِذَا بَلَغَہُ الرَّجُلُ کَانَ فَقِیْهًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِی اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰہُ فَقِیْهًا وَکُنْتُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شَافِعًا وَّشَهِیْدًا۔ (مشکوۃ)

''حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا اس علم کی حد کیا ہے کہ جسے آدمی حاصل کرے تو فقیہ یعنی عالم دین ہو جائے تو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری امت تک پہنچانے کیلئے دینی امور کی ۴۰ چالیس حدیثیں یاد کر لے گا تو خدائے تعالیٰ اسے قیامت کے دن عالم دین کی حیثیت سے اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اُس کے حق میں گواہ رہوں گا''۔

9- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا۔

(ابوداود، مشکوۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو باتیں میں نے معلوم کی ہیں ان میں سے ایک یہ کہ ہر صدی کے خاتمہ پر اس امت کیلئے اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کو بھیجتا رہے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو نکھارتا رہے گا''۔

نوٹ

بالاتفاق علمائے عرب و عجم چودھویں صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

10-عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا یُبْتَغٰی بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا یَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِیُصِیْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَعْنِیْ رِیْحَهَا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایسے علم کو سیکھا جس کے ذریعے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی طلب کی جاتی ہے (مگر) اس نے صرف اس لئے سیکھا کہ اس علم سے متاعِ دنیا حاصل کرے تو قیامت کے دن اس کو جنت کی خوشبو تک میسر نہ ہوگی''۔

11-عَنْ سُفْیَانَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِکَعْبٍ مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ بِمَا یَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ الطَّمَعُ۔ (دارمی، مشکوٰۃ)

''حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اہل علم کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اپنے علم کے موافق عمل کریں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ عالموں کے دلوں سے کون سی چیز علم (کے انوار و برکات) کو نکال لیتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ لالچ۔

12-عَنِ الْاَحْوَصِ ابْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَآءِ وَاِنَّ خَیْرَ الْخَیْرِ خِیَارُ الْعُلَمَاءِ۔ (دارمی، مشکوٰۃ)

''حضرت احوص بن حکیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ بروں میں سب سے بدترین علمائے سو ہیں۔ اور اچھوں میں سب سے بہتر علمائے حق ہیں''۔

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اُفْتِیَ بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُهٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاهُ وَمَنْ اَشَارَ عَلٰی اَخِیْهِ بِاَمْرٍ یَعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ فِیْ غَیْرِهٖ فَقَدْ خَانَهٗ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جسے بغیر علم کے

کوئی فتوی دیا گیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا اور جس نے جان بوجھ کر اپنے بھائی کو غلط مشورہ دیا تو اس نے اس کے ساتھ خیانت کی'' ۔

ضروری انتباہ

1- حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رات بھر عبادت فرماتے یہاں تک کہ پاؤں مبارک ورم کر جاتے اور صومِ وصال یعنی پے در پے روزے رکھتے رات میں افطار نہ فرماتے اور جو مال ملتا سب راہ خدا میں خرچ کر ڈالتے ۔ چٹائیوں پر آرام فرماتے جو کی روٹی تناول فرماتے کبھی ایک دو مہینہ تک صرف کھجور اور پانی پر ہی اکتفا فرماتے، کبھی شکم اقدس پر پتھر باندھتے مگر ان باتوں کو اپنی کمزور نا تواں امت پر کرم فرماتے ہوئے لازم نہیں فرمایا، چاہے وہ جاہل ہو یا عالم مگر آج کل بعض جاہل جنہیں مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں ان باتوں کا علماء سے مطالبہ کرتے ہیں اور ایسا نہ کرنے والوں کو نافرمان سمجھتے ہیں اور شرم نہیں کرتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم نہیں فرمایا تو ان بے عمل جاہلوں کو مطالبہ کرنے کا حق کہاں سے پہنچ گیا ۔ خدائے تعالیٰ انہیں سمجھ عطا فرمائے ۔

2 چٹائیوں پر سونے اور پیٹ پر پتھر کا مطالبہ کرنے والے اسلام اور مسلمان دونوں کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں ۔ اسلام کو اس طرح کہ ایک غیر مسلم دائرہ اسلام میں آنا چاہتا ہے ۔ جب اس کو معلوم ہوگا کہ اسلام میں چٹائی پر سونا اور پیٹ پر پتھر باندھا لازم ہے اور ایسا نہ کرنے والا گنہگار اور حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ٹھہرایا جاتا ہے تو وہ اسلام کی طرف ہرگز نہیں آسکتا ۔ اور علماء کو نافرمان و گنہگار ٹھہرانے والا یہ گروہ مسلمانوں کو اس طرح نقصان پہنچانا چاہتا ہے کہ جب مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات راسخ ہو جائے گی کہ علماء خود نافرمان ہیں تو وہ عالموں کی نصیحت ہرگز قبول نہیں کریں گے ۔ نماز روزہ وغیرہ فرائض الٰہیہ کے قریب نہ آئیں گے ۔ اور برائیوں میں مبتلا ہو کر مستحق عذاب نار ہوں گے ۔

تقدیر کا بیان

1- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ

الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ۔

(مسلم مشکوۃ)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار قبل مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا (لوح محفوظ میں ثبت فرما دیا)''۔

2- عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهٗ اُكْتُبْ قَالَ مَا اُكْتُبُ قَالَ اُكْتُبِ الْقَدَرَ فَكَتَبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ اِلَى الْاَبَدِ۔ (ترمذی، مشکوۃ)

''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے بعد) سب سے پہلے جو چیز خدا نے پیدا کی وہ قلم ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ لکھ۔ قلم نے عرض کیا، کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر۔ تو قلم نے لکھا جو کچھ ہو چکا تھا اور جو ابد تک ہونے والا تھا''۔

ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

الاولیة اضافیة والاول الحقیقی هو النور المحمدی۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۱ ص ۱۳۹)

''قلم کی اولیت اضافی ہے اور اول حقیقی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے''۔

3 عَنْ مَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ اَنْ يَّمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهٗ اِلَيْهَا حَاجَةً۔ (ترمذی، مشکوۃ)

''حضرت مطر بن عکامس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدائے تعالیٰ کسی شخص کی موت کسی زمین پر مقدر کر دیتا ہے تو اس زمین کی طرف اس کی حاجت پیدا کر دیتا ہے''۔

4 عَنْ اَبِیْ خُزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْنَا رُقًى نَسْتَرْقِيْهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوٰى بِهٖ وَتُقَاةً نَتَّقِيْهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَيْئًا قَالَ هِيَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ)

''حضرت ابوخزامہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا فرماتے ہیں آپ منتر کے بارے میں جسے ہم پڑھتے ہیں اور دوا کے بارے میں جسے ہم استعمال کرتے ہیں اور بچاؤ کے بارے میں جسے ہم (جنگ وغیرہ میں) اختیار کرتے ہیں۔ کیا یہ چیزیں خدائے تعالیٰ کی قضاء وقدر کو بدل دیتی ہیں؟ فرمایا کہ یہ چیزیں بھی خدائے تعالیٰ کی قضاو قدر سے ہیں''۔

5- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِی الْقَدْرِ فَغَضِبَ حَتّٰی اِحْمَرَّ وَجْهُهٗ حَتّٰی كَاَنَّمَا فُقِئَ فِیْ وَجْنَتَیْهِ حَبُّ الرُّمَّانِ فَقَالَ اَبِهٰذَا اُمِرْتُمْ اَمْ بِهٰذَا اُرْسِلْتُ اِلَیْكُمْ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِیْنَ تَنَازَعُوْا فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ عَزَمْتُ عَلَیْكُمْ اَنْ لَّا تَنَازَعُوْا فِیْهِ۔

(ترمذی، مشکوۃ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ تقدیر کے مسئلہ میں بحث کررہے تھے کہ رسول خدا ﷺ تشریف لے آئے تو شدت غضب سے آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا کہ گویا انار کے دانے آپ کے چہرہ اقدس پر نچوڑ دیئے گئے ہوں۔ پھر فرمایا کیا تم کو اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ کیا میں تمہاری طرف اسی چیز کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ تم سے پہلے قومیں ہلاک نہیں ہوئیں مگر جبکہ قضا وقدر کے مسئلہ میں انہوں نے مباحثہ کیا۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں۔ اور مکرر قسم دیتا ہوں آئندہ اس مسئلے میں کبھی بحث نہ کرنا''۔

انتباہ

1- تقدیر حق ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ بدمذہب اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

2- خدائے تعالیٰ نے ہر بھلائی برائی اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرمادی ہے۔ جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اپنے علم ازلی سے جان کر لکھ لیا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا کہ ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمہ برائی لکھی اس لئے کہ زید برائی کرنے والا تھا۔ اگر زید

بھلائی کرنے والا ہوتا تو خدائے تعالیٰ بھلائی لکھتا۔ خلاصہ یہ کہ خدائے تعالیٰ کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی شخص کو کسی کام کے کرنے پر مجبور نہیں کر دیا۔ (بہارِ شریعت)

اور جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر ص ۴۹ میں فرماتے ہیں کہ

كَتَبَ اللّٰهُ فِيْ حَقِ كُلِّ شَيْ ءٍ بِاَنَّهٗ سَيَكُوْنُ كَذَا كَذَا وَلَمْ يَكْتُبْ بِاَنَّهٗ لَيَكُنْ كَذَا كَذَا۔

3- قضا کی تین قسمیں:

(i) قضائے مبرم حقیقی۔

(ii) قضائے معلق محض۔

(iii) قضائے معلق شبیہ بہ مبرم۔

(i) قضائے مبرم حقیقی

وہ قضا ہے کہ علم الٰہی میں بھی کسی چیز پر معلق نہیں۔ اس قضا کی تبدیلی ناممکن ہے۔ اولیاء کی اس قضا تک رسائی نہیں بلکہ انبیائے کرام و رسل عظام بھی اگر اتفاقاً اس کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہیں تو انہیں اس خیال سے روک دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب روکنے کیلئے بہت کوشش فرمائی یہاں تک کہ رب سے جھگڑنے لگے جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا:

يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ۔ (سورہ ھود: ۷۵)

''ہم سے قومِ لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا''۔ (ترجمہ کنز الایمان)

''لیکن چونکہ قوم لوط پر عذاب ہونا قضائے مبرم حقیقی تھا اس لئے حکم ہوا''۔

يَا اِبْرَاهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ۔ (سورۃ ھود: ۷۶)

''اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ بیشک تیرے رب کا حکم آچکا اور بے شک ان پر عذاب آنے والا ہے کہ پھیرا نہ جائے گا''۔ (ترجمہ کنز الایمان)

(ii) قضائے معلق محض

وہ قضا ہے کہ فرشتوں کے صحیفوں میں کسی چیز مثلاً صدقہ یا دوا وغیرہ پر معلق ہونا ظاہر کر دیا گیا ہو۔ اس قضاء تک اکثر اولیائے کرام کی رسائی ہوتی ہے ان کی دعا اور توجہ سے یہ قضا ٹل جاتی ہے۔

(iii) قضائے معلق شبیہ بہ مبرم

وہ قضا ہے کہ علم الٰہی میں وہ کسی چیز پر معلق ہے لیکن فرشتوں کے صحیفوں میں اس کا معلق ہونا مذکور نہیں۔ اس قضا تک خاص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اسی کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں اور اسی قضا کے بارے میں حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ

اِنَّ الدُّعَاءَ یَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا اُبْرِمَ۔

”بیشک دعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے“۔

4۔ قضا و قدر کے مسائل عام لوگ نہیں سمجھ سکتے ہیں اس میں زیادہ فکر کرنا دین و ایمان کے تباہ ہونے کا سبب ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ بھی اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے تو پھر ہم لوگ کس گنتی میں ہیں۔ اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پتھر اور دیگر جمادات کے مثل بے حس و حرکت پیدا نہیں کیا بلکہ اس کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے نہ کرے اور اس کے ساتھ عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع و نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیئے کہ جب آدمی کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی وجہ سے اس پر مواخذہ ہے اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔ (بہار شریعت)

قبر کا عذاب حق ہے

1۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یَاْتِیْهِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ

فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ وَمَا يُدْرِيْكَ فَيَقُوْلُ قَرَاْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (الاية) قَالَ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهٗ قَالَ وَيُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنْ كَذَبَ فَافْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا قَالَ وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهٗ اَعْمٰى وَاَصَمُّ مَعَهٗ مِرْزَبَّةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيْرُ تُرَابًا ثُمَّ يُعَادُ فِيْهِ الرُّوْحُ۔ (احمد، ابوداؤد، مشکوۃ)

”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اس کو بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو مردہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ تو فرشتے کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر فرشتے پوچھتے ہیں کون ہیں یہ جو تم میں مبعوث فرمائے گئے تھے؟ تو مردہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پھر فرشتے دریافت کرتے ہیں کہ تمہیں کس نے بتایا (کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں) تو مردہ کہتا ہے میں نے خدائے تعالیٰ کی کتاب کو پڑھا تو ان پر ایمان لایا اور ان کی تصدیق کی (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا) تو خدائے تعالیٰ کے اس قول یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ کا یہی مطلب ہے (یعنی مومن خدائے تعالیٰ کے فضل سے فرشتوں کو جواب دینے میں ثابت رہتا ہے) حضور ﷺ نے فرمایا پھر ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے تو اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور اس کو جنت کا کپڑا پہناؤ اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ تو دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو اس کے پاس جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے اور حد نگاہ تک اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔ (یہ حال تو مومن کا ہے) اور اب رہ گیا کافر، حضور ﷺ نے اس کی موت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس کی روح اس کے جسم میں واپس آجاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں، کہ تیرا رب کون ہے تو کافر مردہ کہتا ہے کہ ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر فرشتے دریافت کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں کہ کون ہیں جو تم میں مبعوث کیے گئے تھے تو وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ تو آسمان سے ایک ندا دینے والا پکار کر کہتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے اس کیلئے آگ کا ایک بچھونا بچھاؤ۔ اور آگ کا کپڑا پہناؤ اور اس کے لئے دوزخ کی طرف سے ایک دروازہ کھول دو۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو اس کے پاس جہنم کی گرمی اور لپٹ آتی ہے۔ اور کافر کی قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں پھر اس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے کہ اگر اس کو پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے۔ فرشتہ اس گرز سے کافر کو ایسا مارتا ہے کہ اس کی آواز مشرق سے مغرب تک تمام مخلوقات سنتی ہے۔ مگر انسان اور جن نہیں سنتے، تو وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اس کے اندر روح لوٹائی جاتی ہے”۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اشارت بہذا با آں حضرت یاز اجہت شہرت امر و حضور اوست در اذہان، اگر چہ غائب ست یا با حضار ذات شریف وے

درعیاں و بایں طریق کہ در قبر مثالے از حضرت وے ﷺ حاضری ساختہ باشندت بمشاہدہ جمال جاں افزائے او عقدۂ اشکال کہ درکاہ افتادہ کشادہ شود و ظلمت فراق بنور لقائے دل کشائے او روشن گردد۔

یعنی ھذا (یہ) کے ساتھ حضور ﷺ کو اشارہ کرنا یا تو اس وجہ سے ہے کہ حضور ﷺ کی ذات مقدس مشہور ہے اور حضور کا تصور ہمارے دلوں میں موجود ہے اگرچہ حضور ﷺ ہمارے سامنے رونق افروز نہیں اور یا تو اس وجہ سے کہ حضور ﷺ کی ذات گرامی کھلم کھلا پیش کی جاتی ہے اس طرح سے کہ قبر میں حضور ﷺ کی شبیہ مبارک لائی جاتی ہے۔ تا کہ ان کے جمال افزا سے ان مشکلات کی گرہیں، کہ جواب دینے میں پیش آئیں، کھل جائیں اور فراق کی تاریکی ان کی دل کشا ملاقات کے نور سے روشن ہو جائے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۵۵)

2 عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی ﷺ اِذَا اُقْبِرَ الْمَیِّتُ اَتَاهُ مَلَكَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَان یُقَالُ لِاَ حَدِهِمَا الْمُنْكَرُ وَلِلْاٰ خَرِ النَّكِیْرُ فَیَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِی هٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَیَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ یُفْتَحُ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ ثُمَّ یُنَوَّرُ لَهٗ فِیْهِ ثُمَّ یُقَالُ لَهٗ نَمْ فَیَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰی اَهْلِیْ فَاُخْبِرَهُمْ فَیَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَیْهِ حَتّٰی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَّضْجَعِهٖ ذٰلِكَ وَاِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَهٗ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ یَقُوْلُ ذٰلِكَ فَیُقَالُ لِلْاَرْضِ الْتَئِمِیْ عَلَیْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَیْهِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَا اَضْلَاعُهٗ فَلَا یَزَالُ فِیْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَّضْجَعِهٖ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب قبر میں مردہ کو رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو کالے فرشتے نیلی آنکھوں والے آتے ہیں جن میں سے ایک کا نام منکَر (منکر کاف زبر کے ساتھ پڑھا جائے گا) اور دوسرے کا

نکیر۔ دونوں فرشتے اس مردہ سے پوچھتے ہیں کہ تو اس ذات گرامی کے بارے میں کیا کہتا تھا تو مردہ کہتا ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ خدائے تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (یہ سن) کر وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ ہم پہلے سے جانتے تھے کہ یہی کہے گا۔ پھر اس کی قبر ۷۰ گز لمبی اور ۷۰ گز چوڑی کر دی جاتی ہے اس کے بعد قبر میں روشنی کی جاتی ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے (سو جا) تو مردہ کہتا ہے کہ میں اہل وعیال میں جا کر اس حال سے ان کو آگاہ کر دوں۔ تو فرشتے کہتے ہیں۔ (سو جیسے دولہا سوتا ہے) جس کو صرف وہی شخص جگا سکتا ہے جو اس کے اہل میں سب سے زیادہ محبوب ہو (تو وہ سو جاتا ہے) یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ اسے (قیامت کے دن) اس کی قبر سے اٹھائے گا۔ (یہ حال تو مومن کا ہے) اور اگر مردہ منافق ہوتا ہے تو فرشتوں کو جواب میں کہتا ہے میں نے لوگوں کو جو کہتے ہوئے سنا تھا اسی کی مثل میں بھی کہتا تھا کہ خود میں جانتا نہیں تھا تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم لوگ جانتے تھے کہ تو ایسا ہی کہے گا۔ پھر زمین کو حکم دیا جائے گا کہ اس کو دباؤ تو وہ دبائے گی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جائیں گی تو اسی طرح وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا۔ یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ اس کو اس جگہ سے اٹھائے''۔

3- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیُسَلَّطُ عَلَی الْکَافِرِ فِیْ قَبْرِهٖ تِسْعَةً وَّتِسْعُوْنَ تِنِیْنًا تَنْهَسُهٗ وَتَلْدَغُهٗ حَتّٰی یَقُوْمُ السَّاعَةُ لَوْ اَنَّ تِنِیْنًا مِنْهَا نَفَخَ فِی الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ خَضِرًا۔ (دارمی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ کافر پر اس کی قبر میں ننانوے ۹۹ اژدھے مقرر کیے جاتے ہیں جو اس کو قیامت تک کاٹتے اور ڈستے رہیں گے ان اژدھوں میں سے کوئی ایک اگر زمین پر پھنکار دے تو زمین سبزہ پیدا کرنے سے محروم ہو جائے گی''۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ملائکہ و مار کژدم گزیدن

ایشاں کہ دراحادیث واقع شدہ است ہمہ بحکم واقع موجوداند نہ محض مثال وخیال وآنکہ مانہ جنیم ونہ در یا بیم در وجود آں زیاں نہ دارد زیرا کہ عالم ملکوت رانچشم سرنہ تواں دید آنرا چشم دیگرست۔

یعنی فرشتوں اور سانپوں اور بچھوؤں کا مردوں کا تکلیف پہنچانا جیسا کہ احادیث کریمہ میں بیان کیا گیا ہے سب حقیقت میں واقع اور موجود ہیں محض مثال وخیال نہیں۔ اور ہمارا دیکھنا اور معلوم نہ کر پانا ان کے موجود کو مضر نہیں اس لئے کہ عالم ملکوت کو سر کی آنکھوں نہیں دیکھ سکتے اس کیلئے ایک دوسری آنکھ چاہئے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۱۱۴)

اور حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ: ان قيل نحن نشاهد الميت على حاله فكيف يسائل ويقعد و يضرب ولا يظهر اثر فالجواب انه ممكن وله نظير فى الشاهد وهو النائمُ فانه يجد لذة والمابحسه ولا نحسه و كذا يجد الليقطان لذة والما يسمعه ويتفكر فيه ولا يشاهد ذلا ك

كان جبرئيل ياتى النبى ﷺ فيوحى بالقران المجيد فلا يراه باصحابه......

یعنی اگر اعتراض کیا جائے کہ ہم لوگ مردہ کو اس کے حال پر دیکھتے ہیں پھر کیونکر بٹھا کر اس سے پوچھا جاتا ہے اور مارا جاتا ہے حالانکہ کوئی بات نظر نہیں آتی۔ تو جواب یہ ہے کہ ایسا ممکن ہے (کہ مردہ کے ساتھ سب کاروائیاں ہوں اور ہمیں نظر نہ آئیں) اور اس کی نظیر مشاہدہ کی دنیا میں موجود ہے چنانچہ سونے والا آدمی نیند میں راحت و رنج (کی چیزوں کو) دیکھ کر احساس کرتا ہے اور ہم (اس کے پاس رہ کر) نہیں معلوم کر پاتے (کہ سونے والے پر کیا واقعہ گزر رہا ہے) اور اسی طرح بیدار آدمی اچھی یا بری خبر سن کر سوچ کر لذت یا تکلیف محسوس کرتا ہے اور پاس بیٹھے ہوئے آدمی کو کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اور اسی طرح حضرت جبریل علیہ السلام قرآن مجید کی وحی لے کر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ (خود حضور ﷺ تو حضرت جبریل کو دیکھتے تھے) مگر صحابہ ان کو نہیں دیکھ پاتے تھے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ا ص ۱۶۳)

انتباہ

1- مرنے کے بعد مسلمانوں کی روحیں حسب مراتب مختلف مقاموں میں رہتی ہیں۔ بعض

کی قبر پر بعض کی چاہ زمزم میں، بعض کی آسمان و زمین کے درمیان، بعض کی پہلے دوسرے ساتویں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی اوپر اور بعض کی روحیں زیر عرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں اور کافروں کی خبیث روحیں بعض کی ان کے مرگھٹ یا قبر پر، بعض کی چاہ برہوت میں کہ "ہوت" کہ یمن میں ایک نالا ہے بعض کی پہلی دوسری ساتویں زمین تک اور بعض کی اس کے بھی نیچے سجین ہیں مگر کہیں بھی ہوں اپنے جسم سے ان کا تعلق باقی رہتا ہے۔ (بہار شریعت)

2- قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے۔ اس کا انکار کرنے والا گمراہ بدمذہب ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ اکبر مع شرح للملاّ علی قاری ص ۱۲۱ میں فرماتے ہیں: سُوَالُ مُنْكَرٍ وَّ نَكِيْرٍ فِي الْقَبْرِ حَقٌّ۔ یعنی قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے۔

3- مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں کہیں ہوگا وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب پائے گا یہاں تک کہ اگر کسی جانور نے کھالیا تو اس کے پیٹ میں سوال ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب پائے گا۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الباری فرماتے ہیں: اَلسُّوَالُ يَشْمَلُ الْاَمْوَاتَ جَمِيْعَهَا حَتّٰى اِنْ مَاتَ وَاَكَلَتْهُ السِّبَاعُ۔ یعنی سوال مردوں سے کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ مرنے کے بعد درندے یا جانور کھالیں تو بھی سوال کیا جائے گا۔ (مرقاۃ ج ا ص ۱۶۸)

4- عذاب قبر اور تنعیم قبر حق ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ ہے۔ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ حضرت ملاّ علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح فقہ اکبر ص ۱۲۲ میں فرماتے ہیں: عَذَابُهٗ (اَیْ القبر) حَقٌّ كَائِنٌ لِلْكُفَّارِ كُلِّهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَلِبَعْضِ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَذَا تَنْعِيْمُ بَعْضِ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقٌّ۔ یعنی قبر کا عذاب حق ہے کہ جو سب کافروں اور بعض (گنہگار) مسلمانوں پر ہوگا اور ایسے ہی تنعیم قبر بعض مومنین کیلئے حق ہے۔

5- جسم اگرچہ گل جائے، جل جائے یا خاک ہو جائے مگر اس کے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے اور وہی مورد عذاب و ثواب ہوں گے۔ وہ اجزاء ریڑھ کی ہڈی میں ہوتے ہیں اور اس قدر باریک ہوتے ہیں کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آتے ہیں، نہ

آگ انہیں جلاتی ہے اور نہ زمین انہیں گلا سکتی ہے۔ یہی جسم کے تخم ہیں خدائے تعالیٰ قیامت کے دن مردہ کے منتشر اجزاء کو پہلی ہیئت پر لا کر انہیں اجزائے اصلیہ پر کہ محفوظ ہیں ترکیب دے گا اور ہر روح کو اس جسم سابق میں بھیجے گا۔ (بہارِ شریعت)

6- انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیائے کرام، علمائے اعلام شہدائے اسلام، حفاظ قرآن جو قرآن پر عمل کرتے ہیں اور جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ تعالیٰ کی معصیت نہ کی ہو اور وہ لوگ جو اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ جو شخص انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں یہ خبیث کلمے کہے کہ (مر کے مٹی میں مل گئے) تو وہ گمراہ بددین خبیث اور مرتکب توہین ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱ ص ۲۹)

قیامت کی نشانیاں

1- عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ يَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ اِمْرَاَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ۔

(بخاری، مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کی نشانیاں یہ ہیں کہ علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت زیادہ ہوگی، زنا کاری اور شراب خوری کی کثرت ہوگی، مردوں کی تعداد کم ہوگی۔ عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔

2- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اتُّخِذَ الْفَيْئُ دِوَلًا وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَّخَسْفًا وَّمَسْخًا وَّقَذْفًا وَّاٰيَاتٍ تُتَابِعُ كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتَتَابَعُ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب غنیمت (صرف امراء کی) دولت ٹھہرائی جائے، امانت کو مال غنیمت اور زکوۃ کو تاوان سمجھا جائے جبکہ علم کو دین کے لئے نہ حاصل کیا جائے، مرد اپنی عورت کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرے گا جبکہ اپنے دوست سے قریب ہوگا اور اپنے باپ کو دور کرے گا۔ جب مسجدوں میں شور مچایا جائے گا، قوم کا سرداران کا فاسق ہوگا، اور جب قوم کا لیڈر ان میں سے کمینہ آدمی ہوگا اور آدمی کی عزت اس کی برائیوں سے بچنے کیلئے کی جائے گی۔ جب گانے والی عورتیں اور (قسم قسم) کے باجے ظاہر ہوں گے (اعلانیہ) شراب پی جائے گی، جب امت کے پچھلے لوگ اگلوں کو برا کہیں گے تو اس وقت تم ان چیزوں کا انتظار کرنا۔ سرخ آندھی، زلزلہ، زمین کا دھنسا، صورتیں مسخ ہونا پتھروں کا برسنا اور قیامت کی بڑی بڑی) نشانیوں کا پے در پے ظاہر ہونا کہ گویا وہ موتیوں کی ٹوٹی ہوئی لڑی ہے جس سے لگاتار موتی گر رہے ہیں“۔

3- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُوْنُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُوْنَ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُوْنُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُوْنُ السَّاعَةُ كَالضَّرْمَةِ بِالنَّارِ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ زمانہ ایک دوسرے کے قریب نہ ہوگا (یعنی وقت جلد جلد گزرنے لگے گے) سال مہینہ کے برابر ہو جائے گا مہینہ ہفتہ کے برابر، ہفتہ ایک دن کے برابر اور اس وقت ایک دن ایک ساعت کے برابر ہوگا اور ساعت آگ کا ایک شعلہ (اٹھ کر ختم ہو جانے) کے برابر ہوگی“۔

4- عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ اِطَّلَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَنَحْنُ

نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَاتَذْكُرُوْنَ قَالُوْا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشَرَ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَثَلٰثَةَ خُسُوْفٍ خَسَفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسَفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسَفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ بِالْمَغْرِبِ وَخَسَفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰى مَحْشَرِهِمْ وَفِىْ رِوَايَتٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ قَعْرِ عَدْنٍ تَسُوْقُ النَّاسَ اِلٰى الْمَحْشَرِ وَفِىْ رِوَايَةٍ فِى الْعَاشِرَةِ وَرِيْحٌ تُلْقِى النَّاسَ فِى الْبَحْرِ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

''حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کی گفتگو پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ہوئے تو فرمایا تم لوگ کیا بات کر رہے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی۔ جب کہ تم ان دس نشانیوں کو نہ دیکھ لو گے، پھر ان نشانیوں کا ذکر کیا اور فرمایا: (i) دھواں (ii) دجال (iii) دابۃ الارض (iv) پچھم سے سورج کا نکلنا (v) عیسیٰ ابن مریم کا نازل ہونا (vi) یاجوج و ماجوج، تین مقامات پر زمین کا دھنسنا (vii) ایک مشرق میں دوسرے مغرب اور تیسرے جزیرہ عرب میں اور (x) وہ آگ ہے جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو گھیر کر محشر یعنی ملک شام کی طرف لے جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ وہ آگ عدن کے علاقہ سے نکلے گی اور لوگوں کو گھیر کر محشر کی طرف لے جائے گی اور ایک روایت میں دسویں نشانی ایک ''ہوا'' بیان کی گئی ہے جو لوگوں کو دریا میں پھینک دے گی''۔

5- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الدَّجَّالُ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهٗ جَنَّتُهٗ وَنَارُهٗ فَنَارُهٗ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهٗ نَارٌ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال بائیں آنکھ کا کانا ہوگا بہت کثرت سے بال ہوں گے اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی۔ اس

کی جہنم (حقیقت میں) جنت ہوگی اور جنت (حقیقت میں) جہنم ہوگی۔

6- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ِالْخُدْرِیّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْمَھْدِیُّ مِنّیْ اَجْلَی الْجَبْھَۃِ اَقْنَی الْاَنْفِ یَمْلَاُ الْاَرْضَ قِسطًا وعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا یَمْلِکُ سَبْعَ سِنِیْنَ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد میں سے ہے روشن وکشادہ پیشانی بلند ناک، وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح پہلے ظلم وستم سے بھری تھی۔ اور وہ سات برس تک زمین کا مالک رہے گا"۔

7- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی لَا یُقَالُ فِی الْاَرْضِ اَللّٰہُ اَللّٰہُ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت آئے گی جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں رہ جائے گا"۔

انتباہ

1- قیامت کی چند نشانیاں جو احادیث مذکورہ میں بیان کی گئیں ہے ان میں سے کچھ ظاہر ہو چکیں اور جو باقی ہیں وہ بھی یقیناً ظاہر ہوں گی۔ دجال کا فتنہ بہت سخت ہوگا، وہ خدائی کا دعوٰی کرے گا جو اس پر ایمان لائے گا اسے اپنی جنت میں (جو حقیقت میں دوزخ ہوگی) ڈالے گا اور جو انکار کرے گا اسے دوزخ میں (جو درحقیقت جنت ہوگی) ڈالے گا، مردے جلائے گا زمین سے سبزہ اگائے گا اور آسمان سے پانی برسائے گا اسی قسم کے بہت سے شعبدے دکھائے گا جو حقیقت میں جادو کے کرشمے ہوں گے۔ اس کی پیشانی پر ک، ا، ف، ر، لکھا ہوگا (یعنی کافر) جس کو ہر مسلمان پڑھے گا مگر کافر کو نظر نہ آئے گا۔ (بہارِ شریعت)

2- حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہونے کا مختصر واقعہ یہ ہے رمضان کا مہنہ ہوگا، ابدال کعبہ کے طواف میں مصروف ہوں گے اور حضرت امام مہدی بھی وہاں ہوں گے،

اولیائے کرام انہیں پہچانیں گے ان سے بیعت کی درخواست کریں گے وہ انکار فرمائیں گے تو غیب سے آواز آئے گی هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْهُ۔ یعنی یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو۔ سب لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے، پھر وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر آپ ملک شام چلے جائیں گے۔ (بہارِ شریعت)

3- حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ پر آسمان سے اتریں گے، فجر کی نماز کا وقت ہوگا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام وہاں موجود ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں امامت کا حکم دیں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اس وقت دجال لعین ملک شام میں ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا وہ بھاگے گا آپ اس کا پیچھا کریں گے اور اس کی پیٹھ میں نیزہ مار کر جہنم میں پہنچادیں گے پھر بحکمِ الٰہی تمام مسلمانوں کو لے کر کوہِ طور پر چلے جائیں گے۔ (بہارِ شریعت)

4- جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے ساتھ پہاڑ پر محصور ہوں گے تو یاجوج وماجوج کا خروج ہوگا۔ یہ دنیا بھر میں فساد اور قتل و غارت کریں گے پھر آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت سے ان کے تیر اوپر سے خون آلود گریں گے وہ خوش ہوں گے۔ وہ لوگ اپنی انہیں حرکتوں میں مشغول ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی ہلاکت کے لیے دعا کریں گے۔ خدائے تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کردے گا ایک دم میں وہ سب کے سب مر جائیں گے۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مسلمانوں کے ہمراہ پہاڑ سے اتریں گے۔ دنیا بھر میں اس وقت صرف ایک دین دینِ اسلام اور ایک مذہب اہل سنت و جماعت ہوگا۔ چالیس 40 برس تک آپ اقامت فرمائیں گے۔ نکاح کریں گے اولاد ہوگی اور بعد وفات سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور میں دفن ہوں گے۔ (بہارِ شریعت)

5- دابۃ الارض ایک جانور ہوگا جس کے ہاتھ میں موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی ہوگی۔ عصا سے ہر مسلمانوں کی پیشانی پر نورانی نشان بنائے گا اور

انگوٹھی سے ہر کافر کی پیشانی پر ایک سیاہ داغ لگائے گا جو کبھی نہ مٹے گا، جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے زندگی بھر اپنے ایمان پر قائم رہے گا۔ (بہارِ شریعت)

6۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ایک زمانہ بعد جب قیامت کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے تو ایک خوشبودار ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمانوں کی روح قبض ہو جائے گی اللہ عزوجل کہنے والا کوئی نہیں بچے گا۔ کافر ہی کافر دنیا میں رہ جائیں گے۔ چالیس 40 برس تک ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہو گی یعنی چالیس برس سے کم عمر کا کوئی نہ ہوگا اب انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے۔ سب مر جائیں گے۔ آسمان، پہاڑ، زمین یہاں تک کہ صورِ اسرافیل اور تمام فرشتے فنا ہو جائیں گے سوائے اس واحد حقیقی کے کچھ نہ ہوگا۔ وہ فرمائے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ یعنی آج کس کی بادشاہت ہے؟ مگر کون ہے! جو جواب دے پھر خود ہی فرمائے گا: لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی صرف اللہ عزوجل واحد قہار کی سلطنت ہے۔ پھر جب اللہ عزوجل چاہے گا۔ اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا، صور پھونکتے ہی تمام اولین و آخرین ملائکہ اور انس و جن وغیرہ سب موجود ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبرِ انور سے یوں باہر تشریف لائیں گے کہ ان کے داہنے دست مبارک میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اور بائیں دست مبارک میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہوگا۔ پھر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدانِ حشر میں تشرف لے جائیں گے۔

حوضِ کوثر اور شفاعت

1۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ فِى الْجَنَّةِ اِذَا اَنَا بِنَهْرٍ حَا فَتَاهُ قِبَا بُ الدُّ رِ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَاجِبْرَئِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِىْ اَعْطَاكَ رَبُّكَ فَاِذَا طِيْنُهٗ مِسْكٌ اَذْفَرُ۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (معراج کی رات) جب میں جنت کی سیر کر رہا تھا تو میرا گزر ایک نہر پر سے ہوا جس کے دونوں طرف مجوّف

یعنی خولدار موتی کے گنبد تھے۔ میں نے پوچھا جبرائیل یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ وہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے میں نے دیکھا کہ اسکی مٹی نہایت خوشبودار خالص مشک کی ہے"۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَوْضِيْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ وَ زَوَايَاهُ سَوَاءٌ وَّ مَاءُهُ اَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيْحُهُ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيْزَانُهُ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ يَّشْرَبُ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ اَبَدًا۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میرے حوض (کوثر) کی مسافت کا ایک مہینہ (کا راستہ) ہے وہ مربع ہے یعنی اس کے چاروں کونے برابر ہیں۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کے کوزے چمک اور زیادتی میں آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں جو شخص اس میں سے پئے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا"۔

3- عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّشْفَعَ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ اَطْلُبُكَ قَالَ اُطْلُبْنِيْ اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِيْ عَلَى الصِّرَاطِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْمِيْزَانِ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّيْ لَا اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلٰثَ الْمَوَاطِنَ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے درخواست کی کہ حضور ﷺ قیامت کے دن میری سفارش فرمائی جائے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا میں کروں گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حضور کو کہاں تلاش کروں گا؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: پہلے مجھ کو پل صراط پر تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا اگر حضور ﷺ پل صراط پر نہ ملیں۔ فرمایا: میزان پر۔ میں نے عرض کیا اگر حضور ﷺ میزان پر بھی نہ ملیں۔ فرمایا تو حوض کوثر پر۔ میں ان تین جگہوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ (یعنی ان مقامات میں سے کسی ایک جگہ ضرور ملوں گا)"۔

4- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ (ترمذی، ابوداود، مشکوٰۃ)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری شفاعت ثابت ہے میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کیلئے"۔

5- عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَانِیْ اٰتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یَّدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِی الْجَنَّةَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِیَ لِمَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

"حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ آیا تو اس نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو میری آدھی امت جنت میں داخل ہو یا میں شفاعت کو اختیار کروں تو میں نے شفاعت کو منظور کیا۔ میری شفاعت ہر اس شخص کیلئے ہوگی کہ جو اس حال میں مرے اُس نے کسی کو خدائے تعالیٰ کا شریک نہ مانا ہو"۔

6- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنْ اُمَّتِیْ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِیْ یُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِیْنَ۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

"حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت میری شفاعت کی بدولت نارِ دوزخ سے نکالی جائیگی جس کا نام جہنمی پڑا ہوا تھا"۔

7- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثَلٰثَةٌ الْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

"حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے۔ پہلے انبیائے کرام علیہم السلام پھر علمائے دین۔ پھر شہدائے اسلام"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ تخصیص شفاعت بہ ایں سہ گروہ بجہت زیادت فضل کرامت ایشاں ست والا ہمہ اہل خیر از مسلماناں را ثابت ست۔ یعنی ان تین گروہ کے ساتھ شفاعت کی تخصیص ان کے فضل و بزرگی کی زیادتی کے سبب ہے ورنہ ہر اہل خیر مسلماں (سچا حاجی، باعمل حافظ) کیلئے (بھی شفاعت کا حق) ثابت ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد۴ صفحہ۴۰۸)

8- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْقَبِیْلَۃِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْعُصْبَۃِ [1] وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰی یَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ۔

’’حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے بعض لوگ کسی جماعت کی شفاعت کریں گے اور بعض لوگ ایک قبیلہ کی۔ اور بعض لوگ دس سے چالیس کی شفاعت کریں گے اور بعض لوگ صرف ایک آدمی کی۔ یہاں تک کہ میری کل امت جنت میں داخل ہو جائے گی‘‘۔

9- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ یَصْدُرُوْنَ مِنْھَا بِاَعْمَالِھِمْ فَاَوَّلُھُمْ کَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ کَالرِّیْحِ ثُمَّ کَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ کَالرَّاکِبِ فِیْ رَحْلِہٖ ثُمَّ کَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ کَمَشْیِہٖ۔ (ترمذی، دارمی، ابوداؤد)

’’حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ جہنم کی آگ کو (پل صراط سے گزر کر) عبور کریں گے۔ پھر اپنے اعمال صالح کے مطابق جہنم (کی لپیٹ وغیرہ) سے نجات پائیں گے تو ان میں سے جو سب سے بہتر ہوں گے وہ بجلی چمکنے کی مانند (پل صراط سے) گزر جائیں گے۔ پھر ہوا کے مثل۔ پھر دوڑنے والے گھوڑے کی طرح پھر اونٹ سوار کے مانند پھر دوڑنے والے آدمی کی طرح پھر پیدل چلنے والے کی طرح‘‘۔

---

[1] عصبۃ بضم العین وسکون صاد از دہ ۱۰ تا چہل ۴۰۔ ۱۲ منہ۔ اشعۃ اللمعات

انتباہ

1- قیامت کا قائم ہونا حق ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (بہارِ شریعت)

2- قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن بغیر ختنہ شدہ اٹھیں گے، کوئی پیادہ ہوگا کوئی سوار اور کافر منہ کے بل چلتے ہوئے میدانِ حشر کو جائیں گے کسی کو فرشتے گھسیٹ کر لے جائیں گے۔ میدانِ حشر ملک شام کی سرزمین پر قائم ہوگا۔ اس دن زمین تانبے کی ہوگی۔ سورج صرف ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔ ابھی چار ہزار برس کے فاصلہ پر ہے اور اس کی پیٹھ دنیا کی طرف ہے قیامت کے دن اس کا منہ اس طرف ہوگا۔ گرمی کی تپش سے بھیجے کھولتے ہوں گے۔ پسینہ اس کثرت سے نکلے گا کہ اوپر چڑھے گا کسی کے ٹخنوں تک ہوگا کسی کے گھٹنوں تک، کسی کی کمر، کسی کے سینہ کسی کے گلے تک اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثل لگام کے جکڑ جائے گا جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا اور گرمی کی حالت میں پیاس کی جو کیفیت ہوگی وہ محتاج بیان نہیں، زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی اور بعضوں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئیں گی۔ ان مصیبتوں کے باوجود کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا۔ بھائی بھائی سے بھاگے گا ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے۔ ہر ایک اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہوگا کوئی کسی کا مددگار نہ ہوگا قیامت کا دن جو کہ پچاس ہزار برس کا ہوگا اس پریشانی کی حالت میں قریب آدھے کے گزر جائے گا اب اہل حشر مشورہ کریں گے کہ کوئی سفارشی ڈھونڈنا چاہیے جو ہم کو ان مصیبتوں سے رہائی دلائے، لوگ گرتے پڑتے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے حضرت آدم آپ ابوالبشر ہیں خدائے تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ مبارک سے بنایا فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا۔ ہم لوگ سخت پریشانی میں مبتلا ہیں آپ ہماری شفاعت کیجئے کہ خدائے تعالیٰ ہمیں اس سے نجات بخشے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے۔ یہ میرا مرتبہ نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان کے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے کہ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ میں اس لائق

نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ مختصر یہ کہ لوگ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ وغیرہ جلیل القدر انبیائے کرام علیہم السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شفاعت کے لیے گریہ وزاری کریں گے مگر ہر جگہ سے یہی جواب ملے گا کہ یہ میرا مرتبہ نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ یہاں تک کہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ وہ لوگ عرض کریں گے آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے تم ان کے حضور حاضر ہو جن کے ہاتھ پر فتح رکھی گئی جو آج بے خوف ہیں اور وہ تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں تم محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو وہ خاتم النبیین ہیں۔ وہی آج تمہاری شفاعت فرمائیں گے اب لوگ پھرتے پھراتے ٹھوکریں کھاتے روتے چلاتے دہائی دیتے شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین جنابِ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر شفاعت کے لیے عرض کریں گے۔ حضور ﷺ فرمائیں گے۔ اَنَا لَھَا یعنی شفاعت کے لیے میں ہوں۔ یہ فرما کر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کریں گے ارشاد ہوگا یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔ یعنی اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی اور جو مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت مقبول ہے اب شفاعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے بھی کم ایمان ہوگا سرکارِ اقدس ﷺ اس کی بھی شفاعت فرمائیں گے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا وَ وَالِدَیْنَ وَاَسَاتِذَتِنَا وَمَشَایِخَنَا وَ تَلَامِذَنَا وَاَحْبَابَنَا وَجَمِیْعَ اَھْلِ السُّنَّۃِ شَفَاعَۃَ حَبِیْبِكَ الْمُصْطَفٰی وَنَبِیِّكَ الْمُجْتَبٰی عَلَیْهِ التَّحِیَّۃُ وَ الثَّنَا۔

”اے اللہ مجھے اور میرے والدین اور اساتذہ ومشائخ اور شاگردوں اور میرے احباب اور تمام اہل سنت کو اپنے چنے ہوئے حبیب اور نبی کی شفاعت عطا فرما“۔

3- شفاعت حق ہے اور اس کا انکار کرنا بد مذہبی و گمراہی ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”انکارِ شفاعت بدعت وضلالت ست چنانکہ خوارج وبعض معتزلہ بداں رفتہ اند (اشعۃ اللمعات جلد ۱، صفحہ ۴۰۸) اور حضرت ملا علی قاری

علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ فی شرح مسلم للنووی قال القاضی عیاض رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ مذھب اھل السنۃ جواز الشفاعۃ عقلا و وجوبھا سمعا لصریح قولہ تعالیٰ یومئذ لا تنفع اشفاعۃ الامن اذن لہ الرحمن و رضی لہ قولا و قد جاء ت الاثار التی بلغت بمجموعھا التواتر لِصِحَّۃِ الشَّفَاعَۃِ فی الاخرۃ و اجمع السلف الصالحون و من بعدھم من اھل السنۃ علیھا۔

یعنی امام نووی کتاب شرح مسلم میں ہے کہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ عقلاً شفاعت جائز ہے اور اس کا وجوب سمائی ہے اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے کھلم کھلا ارشاد فرمایا کہ

یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِیَ لَہٗ قَوْلاً۔

(سورۃ طٰہٰ آیت ۱۰۹)

’’اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی‘‘۔ (ترجمہ کنزالایمان)

اور (اس آیت کریمہ کے علاوہ بہت سی) حدیثیں وارد ہیں جن کا مجموعہ آخرت میں شفاعت کی صحت پر حد تواتر کو پہنچ چکا ہے۔ شفاعت کے حق ہونے پر سلف صالحین اور ان کے بعد اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے۔ حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

اَلشفاعۃ خمسۃ امام

اولھا مختصۃ بنبیّنا ﷺ و ھی الاراحۃ من حول الموقف و تعجیل الحساب

الثانیہ فی ادخال قوم الجنۃ بغیر حساب و ھذا ایضًا وَرَدَتْ فی نبینا ﷺ

الثالثۃ الشفاعۃ لقوم استوجبوا النار فیشفع فیھم نبینا ﷺ و من شاء اللّٰہ

الرابعۃ فیمن دخل النار من المذنبین فقد جاء ت الاحادیث باخراجھم من النار بشفاعۃ نبینا و الملائکۃ و اخوانھم من المؤمنین

ثم یخرج اللّٰہ تعالیٰ کل من قال لا الہ الا اللّٰہ

الخامسۃ الشفاعۃ فی زیادت الدرجات فی الجنۃ لا ھلھا و ھذہ لا تنکرھا ایضاً۔ (مرقاۃ جلد۵، صفحہ۲۷۸)

4- شفاعت کی چند قسمیں ہیں جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''نوع اول شفاعت عظمیٰ ست کہ عام ست مر تمامہ خلائق را و مخصوص ست بہ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہیچ کس را از انبیاء صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم مجال جرأت واقدام براں بنا شد و آں برائے اراحت و تخلیص از طول وقوف در عرصات و تعجیل حساب و حکم کردگار تعالیٰ وتقدس و برآوردن ازاں شدت و محنت۔ دوم از برائے درآوردن قومے در بہشت بغیر حساب و ثبوت آں نیز وارد شدہ برائے پیغمبر باوز د بعضے مخصوص بحضرت اوست۔ سوم در اقوامے کہ حسنات و سیئات ایشاں برابر باشد و بامدادِ بہ بہشت درآیند۔ چہار قومے کہ مستحق و مستوجب دوزخ شدہ باشند پس شفاعت کند و ایشاں را بہ بہشت در آرد۔ پنجم برائے رفع درجات و زیادت کرامات۔ ششم در گناہ گاراں کہ بدوزخ درآمدہ باشند بہ شفاعت برآیند و ایں شفاعت مشترک ست میاں سائر انبیاء و ملائکہ و علما و شہداء۔ ہفتم در استفتاح جنت۔ ہشتم در تخفیف عذاب از انہا کہ مستحق عذاب مخلد شدہ باشند۔ نہم برائے اہل مدینہ خاصہ دہم برائے زیارت کنندگان قبر شریف بروجہ امتیاز و اختصاص۔

ترجمہ: یعنی شفاعت کی پہلی قسم شفاعت عظمیٰ ہے جو کہ تمام مخلوقات کیلئے عام ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے یعنی انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی اور نبی کو اس پر جرأت اور پیش قدمی کی مجال نہ ہوگی۔ اور یہ شفاعت لوگوں کو آرام پہنچانے، میدان حشر میں دیر تک ٹھہرنے سے چھٹکارا دلانے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلہ اور حساب کے جلدی کرنے اور قیامت کے دن سختی و پریشانی سے نکالنے کیلئے ہوگی۔

دوسری قسم کی شفاعت ایک قوم کو بے حساب جنت میں داخل کرنے کیلئے ہوگی اور یہ شفاعت بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک یہ شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ خاص ہے۔ تیسری قسم کی شفاعت ان لوگوں کے بارے میں ہوگی

جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی اور شفاعت کی امداد سے جنت میں داخل ہوں گے۔ چوتھی قسم کی شفاعت ان لوگوں کیلئے ہوگی جو کہ دوزخ کے مستحق اور حقدار ہو چکے ہوں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرما کر ان کو جنت میں لائیں گے۔ پانچویں قسم کی شفاعت مرتبے کی بلندی اور بزرگی کی زیادتی کیلئے ہوگی۔ چھٹی قسم کی شفاعت ان گنہ گاروں کے بارے میں ہوگی جو کہ جہنم میں پہنچ چکے ہوں گے اور شفاعت کی وجہ سے نکل آئیں گے اور اس شفاعت میں دیگر انبیائے کرام علیہم السلام فرشتے، علماء اور شہداء بھی شریک ہوں گے۔

ساتویں قسم کی شفاعت جنت کھولنے کے بارے میں ہوگی۔

آٹھویں قسم کی شفاعت ان لوگوں کے عذاب کی تخفیف کے بارے میں ہوگی جو کہ دائمی عذاب کے مستحق ہوں گے۔ نویں قسم کی شفاعت خاص کر مدینہ منورہ والوں اور سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت کرنے والوں کیلئے اختصاص وامتیاز کے طریقہ پر ہوگی۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۴، صفحہ ۳۷۲)

5- حوض کوثر جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحمت ہوا حق ہے۔ (بہار شریعت)

6- قیامت کے دن ہر شخص کو اس کی نیکیوں کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور برائیوں کا بائیں ہاتھ میں۔ اور کافر کا نامۂ اعمال سینہ توڑ کر اس کا بایاں ہاتھ اس کی پشت سے نکال کر پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔ (بہار شریعت)

7- حساب حق ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ (بہار شریعت)

8- میزان حق ہے اس پر لوگوں کے نیک و بد اعمال تولے جائیں گے نیکی یا بدی کا پلہ بھاری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اوپر اٹھے یعنی دنیا جیسا معاملہ نہیں ہوگا کہ جو بھاری ہوتا ہے نیچے جھکتا ہے۔ (بہار شریعت)

9- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے تعالیٰ مقام محمود عطا فرمائے گا کہ تمام اولین و آخرین آپ کی تعریف کریں گے۔

10- سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا جس کا نام لواء الحمد ہے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامت تک کے سب مومنین اسی جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

جنت کا بیان

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَ لا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہے کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ ان کی خوبیوں کو کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کی ماہیت کا خیال گزرا"۔

2- عَنْ بُرِیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَ مِائَةُ صَفٍّ ثَمَانُوْنَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ اَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ۔ (ترمذی، دارمی، مشکوۃ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جنتوں کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں ہوں گی اور ان میں سے اسی (۸۰) صفیں اس امت کی ہوں گی اور چالیس (۴۰) صفیں دوسری امتوں کی ہوں گی۔

3- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ اَنَّ اِمْرَاَةً مِنْ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَتْ اِلَی الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَا بَیْنَهُمَا وَ لَمَلَاءَتْ مَا بَیْنَهُمَا رِیْحًا وَ لَنَصِیْفُهَا عَلٰی رَاْسِهَا خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا۔ (بخاری، مشکوۃ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر جنتیوں کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو آسمان سے زمین تک منور ہو جائے اور ساری فضا زمین سے آسمان تک خوشبو سے معطر ہو جائے اور اس کے سر کی اوڑھنی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے"۔

4- عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ اَنَّ مَا یُقِلُّ ظُفُرٌ مِّمَّا فِی الْجَنَّةِ لَتَزَخْرَفَتْ لَهٗ مَا بَیْنَ خَوَافِقِ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَ فَبَدَا اَسَاوِرُهٗ لَطَمَسَ ضَوْئُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ

كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جنت کی چیزوں میں سے ناخن برابر کوئی چیز ظاہر ہو جائے تو آسمان و زمین کے اطراف و جوانب اس سے آراستہ ہو جائیں اور اگر جنتیوں میں سے کوئی شخص (دنیا کی طرف) جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو مٹا دے جیسے کہ ستاروں کی روشنی کو سورج مٹا دیتا ہے۔

5- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُنَادِیْ مُنَادٍ اَنَّ لَكُمْ ان تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَ اَنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيُوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَ اَنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَ اَنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

"حضرت ابو سعید و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ (اے جنت والو!) تم تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے۔ تم زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے، تم جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے، تم آرام سے رہو گے کبھی محنت و مشقت نہ اٹھاؤ گے"۔

6- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَاْكُلُوْنَ فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ وَلَا يَنْفُلُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ قَالُوْا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَّرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ وَ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَ التَّحْمِيْدَ كَمَا تُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی، جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے لیکن نہ تھوکیں گے نہ پیشاب و پاخانہ کریں گے۔ اور نہ رینٹھ سینکیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کھانے کا فضلہ کیا ہو گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (فرحت بخش) ڈکار آئے گی اور ایسا پسینہ آئے گا جو مشک کی خوشبو کے مثل ہو گا اور سبحان اللہ و الحمد للہ کہنا جنتیوں کے دل میں ڈال دیا جائے گا۔ (جو ان کی زبان پر بے تکلف جاری

ہوگا) جیسے تم سانس لیتے ہو"۔

7- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ اَدْنٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لِمَنْ يَنْظُرُ اِلٰی جِنَانِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ نَعِيْمِهٖ وَ خَدَمِهٖ وَ سُرُرِهٖ مَسِيْرَةَ اَلْفِ سَنَةٍ وَ اَكْرَمَهُمْ عَلَی اللّٰهِ مَنْ يَنْظُرُ اِلٰی وَجْهِهٖ غُدْوَةً وَ عَشِيَّةً ثُمَّ قَرَاءَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ (احمد ترمذی، مشکوٰۃ)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرتبہ کے لحاظ سے ادنیٰ جنتی وہ شخص ہوگا جو اپنے باغوں اپنی بیویوں، اپنی نعمتوں، اپنے خدمتگاروں اور اپنی آرام گاہوں کو ایک ہزار برس کی مسافت کے اندر پھیلے ہوئے دیکھے گا اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑے مرتبہ کا جنتی وہ ہوگا جو صبح و شام دیدار الٰہی سے مشرف ہوگا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔ (پارہ ۲۹، سورۃ القیامہ) یعنی اس روز بہت سے چہرے اپنے پروردگار کے دیدار سے تروتازہ اور خوش وخرم ہوں گے"۔

انتباہ

1- جنتیوں کو جنت میں ہر قسم کے لذیذ میوے اور کھانے ملیں گے، جو چاہیں گے فوراً ان کے سامنے موجود ہوگا اگر کسی پرندے کا گوشت کھانے کو جی چاہے گا تو اسی وقت بھنا ہوا ان کے سامنے آجائے گا۔ اگر کسی چیز کے پینے کی خواہش ہوگی تو اسی چیز سے بھرا ہوا کوزہ فوراً ہاتھ میں آجائے گا۔

2- ادنیٰ جنتی کیلئے اسی (80) ہزار خادم اور بہتر 72 بیویاں ہوں گی اور ان کو ایسے تاج ملیں گے کہ اس میں ایک ادنیٰ موتی ساری دنیا کو روشن کردے۔

3- جنتی آپس میں ملاقات کرنا چاہیں گے تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس خود بخود چلا جائے گا۔

دوزخ کا بیان

1- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُوْقِدَ عَلَی النَّارِ

اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی اِحْمَرَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَیْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی ابْیَضَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَ عَلَیْهَا اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی اِسْوَدَّتْ فَهِیَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کی آگ کو ایک ہزار برس جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر اس کو ایک ہزار برس تک جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی پھر اسے ایک ہزار برس اور جلایا گیا یہاں تک کہ وہ کالی سیاہ ہوگئی اب وہ سیاہ وتاریک ہے''۔

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ وَهُوَ مُتَنَعِّلٌ بِنَعْلَیْنِ یَغْلِیْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا اس کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا''۔

3- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰی كَعْبَیْهِ وَ اِلٰی رُكْبَتَیْهِ و منهم مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰی حُجْزَتِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰی تَرْقُوَتِهٖ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

''حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں میں بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے ٹخنوں تک آگ ہوگی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے زانوؤں تک آگ کے شعلے پہنچیں گے اور بعض وہ ہوں گے جن کی کمر تک ہوگی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے گلے تک آگ کے شعلے ہوں گے''۔

4- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْاَنَّ دَلْوًا مِنْ غَسَّاقٍ یُهْرَقُ فِی الدُّنْیَا لَاَنْتَنَ اَهْلُ الدُّنْیَا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس زرد پانی کا ایک ڈول ''جو دوزخیوں کے زخموں سے جاری ہوگا'' دنیا میں ڈال دیا جائے تو دنیا والے بدبودار ہوجائیں''۔

5- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِى النَّارِ حَيَّاتٌ كَاَمْثَالِ الْبُخْتِ تَلْسَعُ اِحْدٰهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا وَاِنَّ فِى النَّارِ عَقَارِبَ كَاَمْثَالِ الْبِغَالِ الْمُوكَفَتِ تَلْسَعُ اِحْدٰهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمْوَتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا۔

(احمد، مشکوٰۃ)

''حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں بختی اونٹ کے برابر سانپ ہیں یہ سانپ ایک مرتبہ کسی کو کاٹے تو اس کا درد اور زہر چالیس برس تک رہے گا۔ اور دوزخ میں پالان بندھے ہوئے خچروں کے مثل بچھو ہیں تو ان کے ایک مرتبہ کاٹنے کا درد چالیس سال تک رہے گا''۔

6- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا شَقِىٌّ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنِ الشَّقِىُّ قَالَ مَنْ لَّمْ يَعْمَلْ لِلّٰهِ بِطَاعَتِهٖ وَلَمْ يَتْرُكْ لَهٗ بِمَعْصِيَتِهٖ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں صرف بدنصیب داخل ہوگا۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ بدنصیب کون ہے؟ فرمایا: بد نصیب وہ شخص ہے کہ جس نے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس کی اطاعت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے گناہ کو نہیں چھوڑا''۔

انتباہ

1- جنت و دوزخ حق ہیں ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (بہارِ شریعت)

2- دنیا کی آگ دوزخ کی آگ سے ستر جزوں میں سے ایک جز ہے۔ (بہارِ شریعت)

3- حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے قسم کھا کر عرض کیا کہ اگر جہنم کو سوئی کی نوک کے برابر کھول دیا جائے تو اس کی گرمی سے سب زمین والے مر جائیں اور قسم کھا کر کہا کہ اگر جہنم کا کوئی داروغہ دنیا والوں پر ظاہر ہو جائے تو زمین کے رہنے والے سب کے سب ان کی ہیبت سے مر جائیں اور قسم کے ساتھ بیان کیا کہ اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی

دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو کانپنے لگیں اور انہیں قرار نہ ہوگا یہاں تک کہ نیچے کی زمین تک دھنس جائیں۔ (بہار شریعت)

4- دوزخ کی گہرائی اتنی زیادہ ہے کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اس میں پھینکی جائے تو ستر 70 برس میں بھی تہ تک نہ پہنچے گی۔ (بہار شریعت)

5- جہنمیوں کو تیل کی جلی ہوئی تلچھٹ کی مثل سخت کھولتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا کہ منہ کے قریب ہوتے ہی اس کی تیزی سے چہرے کی کھال گر جائے گی۔ سر پر گرم پانی بہایا جائیگا جہنمیوں کے بدن سے جو پیپ بہے گی وہ پلائی جائے گی۔ خاردار تھوہڑ کھانے کو دیا جائے گا وہ گلے میں جا کر پھندا ڈالے گا اس کے اتارنے کیلئے پانی مانگیں تو ان کو ایسا کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا کہ منہ کے قریب آتے ہی منہ کی ساری کھال اس میں گر پڑے گی اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا تو وہ شوربے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی۔ (بہار شریعت)

6- جہنم والے گدھے کی آواز کی طرح چلا کر روئیں گے پہلے آنسو نکلیں گے جب آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون روئیں گے، روتے روتے گالوں میں خندقوں کی مثل گڑھے پڑ جائیں گے، رونے کا خون اور پیپ اس قدر ہوگا کہ اس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں۔ العیاذ باللہ۔

* * *

کتاب الطہارۃ

وضو

1- عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاکیزگی نصف ایمان ہے“۔

2- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے تو اس کے گناہ اس کے جسم میں سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں“۔

3- عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ یَذْكُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْهِ۔

”حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے وضو کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو (کامل) نہیں“۔

4- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا لَبِسْتُمْ وَاِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَؤُا بِاَیَا مِنِكُمْ۔ (احمد، ابوداؤد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کپڑا پہنو یا وضو کرو اپنے داہنے سے شروع کرو“۔

5- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّاءَ ثَلٰثاً ثَلٰثاً وَقَالَ هٰذَا وُضُوْئِیْ وَوَضُوْءُ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِیْ۔ (مشکوٰۃ)

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے تین تین مرتبہ وضو فرمایا اور فرمایا کہ یہ میرا اور مجھ سے پہلے جو انبیاء کرام علیہم السلام تھے ان کا وضو ہے۔

6- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ۔ (احمد، دارمی)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور پروردگار کو راضی کرنے والی چیز ہے“۔

7- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاخِيْرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت کیلئے دشوار نہ سمجھتا تو انہیں حکم دیتا کہ وہ عشاء کی نماز دیر سے پڑھیں اور ہر نماز کیلئے مسواک کریں“۔

وضو کرنے کا مسنون طریقہ

پہلے نیت کرے اور پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بعد کم سے کم تین تین مرتبہ اوپر نیچے کے دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے نہ کہ لمبائی میں اور اس طرح کہ پہلے داہنی جانب کے اوپر کے دانت مانجے پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت پھر داہنی جانب کے نیچے کے دانت پھر بائیں جانب کے نیچے کے دانت مانجے۔ اس کے بعد ہاتھوں پر گٹوں سمیت پانی ملے اور انگلیوں سے شروع کر کے گٹے تک تین بار پانی بہائے (یہ اس صورت میں ہے جب کسی برتن یا لوٹے وغیرہ سے وضو کر رہے ہوں) پھر لوٹے کو داہنے ہاتھ میں لے کر بائیں ہاتھ پر تین بار اسی طرح پانی بہائے اور اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں اور اگر حوض سے وضو کرتا ہو تو گٹوں تک ہاتھوں کو ملنے کے بعد حوض میں پہلے داہنا ہاتھ ڈال کر تین بار ہلائے اور پھر بایاں ہاتھ ڈال کر تین بار ہلائے پھر

تین بار کلی اس طرح کرے کہ منہ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو ہر کلی غرغرہ کے ساتھ کرے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا ناک میں ڈال کر اسے صاف کرے اور سانس کی مدد سے تین بار اس طرح دھوئے کہ ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اور پیشانی کے اوپر کچھ سر کے حصہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہر ہر حصے پر پانی بہہ جائے اور داڑھی کے بال و کھال کو دھوئے ہاں اگر داڑھی کے بال گھنے ہوں تو کھال کا دھونا فرض نہیں صرف مستحب ہے۔ اور داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کو بھی دھوئے اور داڑھی کا خلال کرے اس طرح کہ انگلیوں کو گردن کی طرف سے داخل کرے اور سامنے نکالے۔ پھر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پانی مل کر داہنے ہاتھ اور پھر بائیں ہاتھ اور پھر بائیں ہاتھ پر سر ناخن سے شروع کر کے کہنیوں کے اوپر تک بال اور ہر حصہ کھال پر تین بار پانی بہائے۔ پھر سر کا مسح اس طرح کرے کہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلیاں چھوڑ کر باقی تین تین انگلیوں کے سرے ملا کر پیشانی کے بال اگنے کی جگہ پر رکھے اور سر کے اوپر کے حصہ پر گدی تک انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرتا ہوا لے جائے اور ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں پھر وہاں سے ہتھیلیوں سے سر کی دونوں کروٹوں کو مسح کرتے ہوئے پیشانی تک واپس لائے۔ یا تین انگلیاں سر کے اگلے حصے پر رکھے اور ہتھیلیاں سر کی کروٹوں پر جمائے ہوئے گدی تک کھینچتا لے جائے اور بس۔ پھر اس کے بعد کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصہ کا مسح کرے اور انگوٹھوں کی پیٹ سے کان کے باہری حصہ کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹ سے گردن کا مسح کرے پھر پاؤں پر ٹخنوں سمیت پانی ملے اور پہلے داہنے پاؤں پھر بائیں پاؤں پر انگلیوں کیطرف سے ٹخنوں کے اوپر تک ہر بال اور ہر حصہ کھال پر تین تین بار پانی بہائے اور انگلیوں میں خلال بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے اس طرح کرے کہ داہنے پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیا پر ختم کرے اور ہر عضو دھوتے وقت درود شریف پڑھتا رہے کہ افضل ہے۔

ضروری انتباہ

1- کسی عضو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے۔ (بہارِ شریعت جلد۲ صفحہ۹۳) اور در مختار مع رد المحتار جلد ا صفحہ ۶۷ میں ہے۔ اِسَالَۃُ الْمَآءِ مَعَ التَّقَاطُرِ وَلَوْ قَطْرَۃً وَّفِی الْفَیْضِ اَقِلَّۃُ قَطْرَتَانِ فِی الْاَصَحِّ۔ اس عبارت کا حاصل معنی یہ ہے کہ تقاطر کے ساتھ پانی بہایا جائے اس طرح کہ عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے اور فتاوٰی عالمگیر جلد اول مصری صفحہ۴ میں۔ لَا یَجُوْزُ الْوُضُوْءُ مَا لَمْ یَتَقَاطَرِ الْمَاءَ یعنی جب تک کہ اعضائے وضو کے ہر حصہ پر پانی کی بوند یکے بعد دیگرے نہ گزر جائے وضو نہ ہوگا اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔ اَلْبَلَلُ بِالْمَآءِ فِی الْمغسولَاتِ یَقْسُطُ الْفَرْضَ یعنی جن اعضاء کا دھونا فرض ہے انہیں صرف پانی سے بھگو لینے پر فرض ادا نہ ہوگا لہٰذا جو لوگ وضو کرتے وقت اعضا پر تیل کی طرح پانی صرف چپڑ لیتے ہیں یا بعض حصے پر تو پانی بہاتے ہیں اور بعض حصے کو صرف بھگو کر چھوڑ دیتے ہیں مثلاً پیشانی کے بالائی حصے کان کے کنارے، ہاتھ کی کہنیوں اور پاؤں کے ٹخنوں پر تر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور پانی نہیں بہاتے ہیں ان کا وضو نہیں ہوتا اس لئے کہ قرآن کریم نے اعضاء کے دھونے کا حکم دیا ہے لہٰذا صرف بھگونے سے وضو نہ ہوگا۔

افسوس صد افسوس آج عوام اکثر خواص بھی اس مسئلہ سے لاپروائی برتتے ہیں اور آیت کریمہ عَامِلَۃٌ نَاصِبَۃٌ تَصْلٰی نَارًا حَامِیَۃً کے مصداق بنتے ہیں (یعنی کام کریں، مشقت جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں) العیاذ باللہ تعالیٰ۔

2- جب چھوٹے برتن مثلاً لوٹے یا بدھنے سے وضو کر رہا ہو تو گٹوں تک ہاتھ دھونے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں گٹوں تک خوب بھگو لے۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ میں برتن اٹھا کر داہنے ہاتھ پر ناخن سے گٹے کے اوپر تک تین بار پانی بہائے پھر اسی طرح داہنے ہاتھ میں برتن اٹھا کر بائیں ہاتھ پر گٹے تک تین بار پانی بہائے جیسا کہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی کان پور صفحہ ۵۹، طحطاوی مصری صفحہ ۳۹ فتاوٰی عالمگیری جلد ا مصری صفحہ ۶ اور عنایہ و کفایہ شرح ہدایہ میں ہے۔ وَاللَّفْظُ لِلْفَتَاوٰی الْھِنْدِیَّۃِ کَیْفِیَّتُہٗ

اِنْ کَانَ الْاِنَاءُ صَغِیْرًا اَنْ یَّاخُذَہٗ بِشِمَالِہٖ وَیُصِبُّ الْمَاءَ عَلٰی یَمِیْنِہٖ ثَلٰثًا ثُمَّ یَاخُذُہٗ بِیَمِیْنِہٖ وَیُصِبَّہٗ عَلٰی یَسَارِہٖ کَذٰلِکَ۔ اور مراقی الفلاح مع طحطاوی مصری صفحہ ۴۴ میں ہے۔ وَیسنُّ الْبَدَاءَۃُ بِالْغُسْلِ مِنْ رُؤُسِ الْاَصَابِعِ۔

3- بہت سے لوگ یوں کرتے ہیں کہ ناک یا آنکھ یا بھنوؤں پر چلو ڈال کر سارے منہ پر پھیر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ منہ دھل گیا حالانکہ پانی کا اوپر چڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا اس طرح منہ دھونے سے منہ نہیں دھلتا اور وضو نہیں ہوتا۔ (بہار شریعت)

4- وضو کرنے میں مندرجہ ذیل باتوں کی احتیاط ضروری ہے۔ پیشانی کے اوپر بال جمنے کی جگہ سے پانی کا بہنا فرض ہے۔ داڑھی مونچھ اور بھنوؤں کے بال اگر اتنے چھدرے ہوں کہ نیچے کی کھال جھلکتی ہو تو کھال پر پانی بہانا ضروری ہے۔ صرف بالوں کا دھونا کافی نہیں۔ آنکھ اندر گھسی ہو تو آنکھ اور بھنوؤں کے درمیانی حصہ پر پانی بہانے کا خاص خیال رکھے۔ منہ دھوتے وقت آنکھیں اور ہونٹ سمیٹ کر زور سے بند نہ کرے ورنہ کچھ حصہ رہ جانے کی صورت میں وضو نہ ہوگا۔ بعض اوقات آنکھ میں کیچڑ وغیرہ سخت ہو کر جم جاتا ہے اسے چھڑا کر پانی بہانا ضروری ہے۔ رخسار اور کان کے درمیانی حصہ یعنی کنپٹی پر کان کے کنارے تک پانی بہانا فرض ہے اس سے اکثر لوگ غفلت برتتے ہیں۔ ناک کے سوراخ میں کیل وغیرہ ہو یا نہ ہو بہر حال اس پر پانی ڈالنا ضروری ہے۔ جتنی داڑھی چہرے کی حد میں ہو اس کا دھونا فرض ہے اور لٹکی ہوئی داڑھی کا مسح کرنا سنت اور دھونا مستحب ہے۔ پانی بہانے میں انگلیوں کی گھائیوں اور کروٹوں کا لحاظ ضروری ہے خصوصاً پاؤں میں اس کی انگلیاں قدرتی طور پر ملی رہتی ہیں۔ بڑھے ہوئے ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہو اس کا دھلنا ضروری ہے۔ ناخنوں کے سرے سے کہنیوں کے اوپر تک ہاتھ کا ہر پہلو اور ایک ایک بال کی جڑ سے نوک تک دھل جانا ضروری ہے چلو میں پانی لے کر کلائی پر الٹ دینا ہرگز کافی نہ ہوگا۔ کہنیوں پر پانی بہانے کا خاص خیال رکھے کہ اکثر بے احتیاطی میں دھلتی نہیں صرف تر ہو کر رہ جاتی ہے بلکہ بعض لوگوں کی کہنیاں تر بھی نہیں ہوتیں۔ انگوٹھی، چوڑی، کلائی کے زیورات اور پاؤں کے ہر وہ زیور جو ٹخنے پر یا ٹخنے سے

نیچے ہوں انہیں ہٹا کر ان کے نیچے پانی بہانا ضروری ہے پورے سر کا مسح سنت ہے اور چوتھائی سر کا مسح فرض ہے۔ بعض لوگ صرف انگلیوں کے سرے سر پر گزار دیتے ہیں اور بس۔ جو فرض کی مقدار کو بھی کافی نہیں ہوتا اور بعض لوگوں کا مسح یہ ہے کہ ٹوپی اٹھا کر پھر سر پر رکھ دیتے ہیں اور بس۔ ایسے لوگوں کا وضو نہیں ہوتا اور نمازیں بے کار ہوتی ہیں۔ پاؤں دھونے میں ٹخنوں، تلوں، ایڑیوں اور کونچوں کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ اکثر بے احتیاطی میں یہ حصے دھلنے سے رہ جاتے ہیں اور وضو نہیں ہوتا۔

5- عضو کے ہر حصے پر تین بار پانی بہانا سنت ہے خواہ تین بار پانی بہانے کیلئے کئی چلو پانی لینا پڑے اس لئے کہ تین چلو پانی لینا سنت نہیں بلکہ پورے عضو پر تین بار پانی بہانا سنت ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۸۳ میں ہے۔ تَثْلِیْثُ الْغُسْلِ الْمُسْتَوعِبَ وَلَا عِبْرَةِ لِلْغُرْفَاتِ لہٰذا تین چلو پانی لینے کو سنت سمجھنا غلطی ہے۔

6- وضو کے پانی کے لیے شرعاً کوئی مقدار معین نہیں جیسا کہ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۳۲۶ میں ہے۔ اَلاِجْمَاعُ عَلٰی اِنَّہٗ لَا یَشْتَرط قَدْرٌ مُعَیَّنٌ فِیْ مَآءِ الْوَضُوْءِ وَالْغُسْلِ لہٰذا اتنا زیادہ پانی خرچ نہ کرے کہ اسراف ہو اور نہ اس قدر کم خرچ کرے کہ سنت ادا نہ ہو بعض لوگ صرف ایک چھوٹے سے پانی کے لوٹے سے وضو بنانے کی کوشش کرتے ہیں خدائے تعالیٰ انہیں دھونے اور بھگونے کا فرق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

7- اگر اتنا پانی نہ ہو کہ وضو میں ہر عضو کو تین تین بار دھویا جا سکے تو دو بار دھوئے اور اگر دو دو بار دھونے کے لیے کافی نہ ہو تو ایک ایک بار دھوئے اور اگر اتنا بھی نہ ہو کہ منہ اور دونوں کہنیوں سمیت اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت ایک بار دھو سکے تو اب تیمم کر کے نماز ادا کرے۔

8- غیر کے نابالغ لڑکے سے بلا معاوضہ پانی بھروا کر وضو کرنا یا کسی دوسرے کام میں لانا جائز نہیں (بہار شریعت) درمختار مع شامی جلد ۴ صفحہ ۵۳۱ میں ہے۔ لَا تَصِحُّ ھِبَۃُ صَغِیْرٍ۔

9- بعض مسجدوں میں چھوٹے حوض یا کسی بڑے برتن میں پانی ہوتا ہے اکثر لوگ جو بے وضو

ہوتے ہیں ہاتھ دھوئے بغیر چھوٹے برتن سے پانی نکالتے ہوئے انگلی کا پورا ناخن پانی میں داخل کر دیتے ہیں اس طرح وہ پانی مستعمل ہو جاتا ہے۔ اس سے وضو کرنا جائز نہیں۔

10- ڈول، بالٹی، گھڑا یا لوٹا یا پاٹ کے پانی میں بے وضو آدمی کے بے دھلے ہاتھ کا ناخن یا انگلی کا پورا چلا گیا تو وہ پانی مستعمل ہو گیا اس سے وضو کرنا جائز نہیں۔ اور اگر پہلے ہاتھ دھولیا تو جو حصہ دھلا ہوا ہے پانی میں ڈال سکتے ہیں پانی مستعمل نہ ہو گا لیکن اگر ہاتھ دھو لینے کے بعد کوئی سبب وضو ٹوٹنے کا پایا گیا مثلاً ریاح خارج ہوئی یا پیشاب کیا تو اب ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل ہو جائے گا۔

11- مستعمل پانی کو وضو کے قابل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ جو پانی مستعمل نہ ہوا ہو۔ اسے مستعمل میں اس قدر ملا دیا جائے کہ مستعمل کم اور غیر مستعمل زیادہ ہو جائے۔ یا مستعمل کے برتن میں غیر مستعمل پانی اتنا ڈالا جائے کہ وہ برتن بھر کر بہنے لگے تو سب پانی قابل وضو ہو جائے گا۔ (درمختار مع، ردالمختار)

12- ناخن پالش استعمال کیا جس سے ناخنوں پر ہلکی تہ جم گئی تو اگر ناخنوں سے پالش صاف کیے بغیر وضو کیا تو وضو نہ ہوا۔

13- استنجا کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے اسے پھینک دینا سخت ناجائز و گناہ ہے۔

14- وضو کے بچے ہوئے پانی کو پھینک دینا حرام ہے اور کھڑے ہو کر پینا ثواب ہے۔

15- جو وضو نماز جنازہ کے لیے کیا گیا اس سے ہر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

وضو توڑنے والی چیزیں

1- عَنْ عَلِیّ بْنَ طَلَقٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا فَسَا اَحَدُکُمْ فَلْیَتَوَضَّاءْ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

"حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی ہوا خارج ہو تو وہ وضو کرے"۔

2- عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَئَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ مِنَ الْمَذْیِ فَقَالَ مِنَ الْمَذْیِ

الْوُضُوْءُ۔ (ترمذی)

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے مذی کے متعلق دریافت کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ مذی نکلنے سے وضو واجب ہو جاتا ہے۔ (یعنی وضو ٹوٹ جاتا ہے)"۔

3- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْوُضُوْءَ عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعاً فَاِنَّهٗ اِذَا اضْطَجَعَ اِسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهٗ۔

(ترمذی، ابوداؤد)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لیٹ کر (نیند سے) سو جائے اس پر وضو واجب ہے اس لیے کہ جب آدمی لیٹتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں"۔

انتباہ

1- انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سونا ناقض وضو نہیں اس لئے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔ وَاللَّفْظُ لِلْبَحْرِ الرَّائِقِ اِنَّ النَّوْمَ مُضْطَجِعاً نَاقِضٌ اِلَّا فِيْ حَقِّ النَّبِيِّ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم صرح فی القَنِیة اور سعایہ جلد ا صفحہ ۲۳۶ میں ہے اِنَّ نَوْمَهٗ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس بناقض لِقَوْلِهٖ تَنَامُ عَيْنَایَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ جمع مِمَّنْ صَنَّفُوْا عَلَيْهِ فِي الْخَصَائِصِ اھ اور بخاری شریف جلد ا صفحہ ۵۰۴ میں ہے۔ اَلْاَنْبِيَاءُ تَنَامُ اَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ (الحدیث)۔ یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے قلوب بیدار رہتے ہیں۔

2- عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا ستر کھلنے، اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے یہ صحیح نہیں۔ (بہار شریعت جلد ۲)

3- مندرجہ ذیل چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ پاخانہ، پیشاب، ودی، مذی، منی، کیڑا، پتھری کا مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلنا، مرد یا عورت کے پیچھے سے ہوا خارج

ہونا، خون یا پیپ یا زرد پانی کا کہیں سے نکل کر ایسی جگہ بہنا جسکا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے۔ کھانا یا پانی یا صفرا کی منہ بھرتے آنا اس طرح سو جانا کہ جسم کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں۔ بیہوش ہونا، جنون ہونا، غشی ہونا کسی چیز کا اتنا نشہ ہونا کہ کہ چلتے میں پاؤں لڑکھڑائیں، بالغ آدمی کو رکوع وسجود والی نماز میں اتنی زور سے ہنسنا کہ آس پاس والے سنیں، دکھتی آنکھ سے آنسو بہنا (اور یہ آنسو ناپاک) مباشرت فاحشہ یعنی مرد اپنے آلہ کو تندی کی حالت میں عورت کی شرمگاہ یا کسی مرد کی شرمگاہ سے ملائے۔ یا عورت عورت باہم ملائیں بشرطیکہ کوئی شے حائل نہ ہونا ناقض وضو ہے۔ (بہار شریعت)

اِسْتِنْجَاء

1- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَہٗ۔ (ابوداود، ترمذی)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب استنجا خانہ میں جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے۔ (اس لیے کہ اس پر محمد رسول اللہ نقش تھا)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ "ازیں جا معلوم شد کہ داخل متوضا را باید کہ چیزے را کہ در وے نام خدا و رسول خدا و قرآن ست باخود نبرد و در بعض شروح گفتہ کہ ایں شامل ست اسمائے تمام انبیاء را صلوات اللہ و تسلیماتہ علیہم اجمعین۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۲۰۱)

یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت الخلاء میں داخل ہونے والے کو چاہیے کہ ایسی چیز کو جس میں خدا اور رسول کا نام قرآن کا کوئی کلمہ ہو تو اسے اپنے ہمراہ نہ لے جائے اور بعض شروح میں کہا گیا ہے کہ یہ حکم انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسماء کو بھی شامل ہے۔

2- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے جب استنجا خانے میں داخل ہوتے تو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ فرماتے۔

3- عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیّ قَالَ قَال رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا۔ (مسلم، بخاری)

''حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم پاخانہ (یا پیشاب) کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو اور نہ اس کی جانب پیٹھ کرو''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی باب الاستنجاء میں فرماتے ہیں کہ مذہب امام اعظم ابوحنیفہ آن ست کہ استقبال قبلہ و استدبار آں در بول و غائط حرام ست چہ در صحرا و چہ در خانہا۔ (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۱۹۸)

یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ پیشاب یا پاخانہ کرنے میں قبلہ جانب منہ یا پیٹھ کرنا حرام ہے خواہ جنگل میں ہو یا گھروں میں۔

4- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَۃَ لَمْ یَرْفَعْ ثَوْبَہٗ حَتّٰی یَدْنُوَ مِنَ الْاَرْضِ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو جب تک بیٹھتے ہوئے زمین کے قریب نہ پہنچ جاتے کپڑا نہ اٹھاتے''۔

5- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ جُحْرٍ۔ (ابوداؤد، نسائی)

''حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص سوراخ کے اندر ہرگز پیشاب نہ کرے''۔

6- عَنْ عُمَرَ قَالَ رَاٰنِیْ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبُوْلُ قَائِماً فَقَالَ یَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِماً فَمَا بُلْتُ قَائِماً بَعْدُ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میں کھڑے ہو کر پیشاب کر رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کرو اس کے بعد میں نے کھڑے ہو کر کبھی پیشاب نہ کیا''۔

انتباہ

1- طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وضو کر سکتے ہیں اسے پھینک دینا اسراف ہے۔

(بہار شریعت)

2- تہبند اور لنگی پہننے والے پیشاب کرنے کے لیے لوگوں کے سامنے ران کھول کر بیٹھ جاتے ہیں ناجائز وحرام ہے اس لئے کہ لوگوں کے سامنے ستر بالاجماع فرض ہے۔

(بہار شریعت)

اور جیسا کہ ردالمختار جلد ا صفحہ ۲۸۲ میں ہے۔ اِذَا کَانَ خَارِجَ الصَّلَاۃِ یَجبُ السَّتْرُ بِحَضْرَۃِ النَّاسِ اِجْمَاعًا اور درمختار میں ہے۔ ھِیَ لِلرِّجَالِ مَاتَحْتَ سُرَّتِہٖ اِلیٰ مَا تَحْتَ رُکْبَتِہٖ۔ اور عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۴ میں ہے رُکْبَتُہٗ عَوْرَۃٌ عِنْدَ عُلَمَائِنَا جَمِیْعاً ھٰکَذَا فِی الْمُحِیْطِ۔ اور بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۴۵۰ میں ہے کہ بعض بے باک ایسے ہیں کہ لوگوں کے سامنے گھٹنے بلکہ ران تک کھولے رہتے ہیں یہ بھی حرام ہے اور اسکی عادت ہے تو فاسق ہے۔

غسل

1- عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ یَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا یَذْکُرُ اِحْتَلَاماً قَالَ یَغْتَسِلُ وَعَنِ الرَّجُلِ الَّذِیْ یَرٰی اَنَّہٗ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا یَجِدُ بَللاً قَالَ لَاغُسْلَ عَلَیْہِ قَالَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ ھَلْ عَلَی الْمَرْاَۃِ تَرٰی ذٰلِکَ غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ اِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ۔

(ترمذی، ابوداؤد)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مرد کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جو تری پائے اور احتلام یاد نہ ہو۔ فرمایا غسل کرے اور اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جسے خواب کا یقین ہے اور تری نہیں پاتا فرمایا اس پر غسل نہیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، کیا عورت اس کو دیکھے تو اس پر غسل ہے؟ فرمایا ہاں، عورتیں مردوں کی مثل ہیں"۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا جَلَسَ اَحَدُ کُمْ بَیْنَ شُعُبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَحَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ لَّمْ یُنْزِلْ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عورت کی چاروں شاخوں یعنی ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بیٹھے پھر کوشش یعنی ہم بستری کرے تو غسل واجب ہو گیا اگرچہ منی نہ نکلے“۔

3- عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا کَانَ جُنُبًا فَاَرَادَ اَنْ یَّاْ کُلَ اَوْ یَنَامَ تَوَضَّاءَ وُضُوْئَهٗ لِلصَّلَاةِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب جنبی ہوتے پھر کچھ کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کر لیتے جس طرح کہ نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے“۔

4- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ کُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوْا الشَّعْرَ وَانْقُوا الْبَشَرَةَ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہے اس لئے ہر بال دھوؤ اور بدن کو صاف ستھرا کرو“۔

ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ فَلَوْ بَقِیَتْ شَعْرَةٌ وَّاحِدَةٌ لَمْ یَصِلْ اِلَیْهَا الْمَاءُ بَقِیَتْ جَنَابَتُهٗ (مرقاۃ جلد ۱ صفحہ ۳۲۷) یعنی اگر ایک بال بھی پانی پہنچنے سے رہ گیا تو اس کی جنابت باقی رہے گی۔

5- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَءَ فَغَسَلَ یَدَیْهِ ثُمَّ یَتَوَضَّأُ کَمَا یَتَوَضَّأُ ثُمَّ یَدْخُلُ اَصَابِعَهٗ فِی الْمَاءِ فَیُخَلِّلُ اُصُوْلَ شَعْرِهٖ ثُمَّ یَصُبُّ عَلٰی رَاْسِهٖ ثَلٰثَ غُرَفَاتٍ بِیَدَیْهِ ثُمَّ یُفِیْضُ الْمَاءَ عَلٰی جِلْدِهٖ کُلِّهٖ وَفِیْ رِوَایَةِ الْمُسْلِمِ یَبْدَاءُ فَیَغْسِلُ یَدَیْهِ قَبْلَ اَنْ یُدْ خِلَهُمَا الْاِنَاءَ ثُمَّ یُفْرِغُ بِیَمِیْنِهٖ عَلٰی شِمَالِهٖ فَیَغْسِلُ فَرْجَهٗ ثُمَّ یَتَوَضَّاءُ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ جب جنابت کا غسل فرماتے تو ابتدا یوں کرتے کہ پہلے ہاتھ دھوتے پھر نماز کے جیسا وضو کرتے پھر انگلیاں پانی

میں ڈال کر ان سے سر کے بالوں کی جڑیں تر فرماتے پھر سر پر دونوں ہاتھوں سے تین چلو پانی ڈالتے پھر تمام بدن پر پانی بہاتے اور امام مسلم کی روایت ہے کہ حضور ﷺ (جب غسل) شروع فرماتے تو ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھو لیتے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے بعد اپنی شرمگاہ دھوتے پھر وضو فرماتے۔

انتباہ

1- غسل کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر استنجا کی جگہ دھوئے اس کے بعد بدن پر اگر کہیں نجاست یعنی پیشاب یا پاخانہ یا منی وغیرہ ہو تو اسے دور کرے پھر نماز جیسا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے، ہاں اگر چوکی یا پتھر وغیرہ اونچی چیز پر نہاتا ہو تو پاؤں بھی دھو لے۔ اس کے بعد بدن پر تیل کی طرح پانی چپڑے۔ پھر تین بار پانی بہائے۔ تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور ملے۔ پھر غسل کرنے کی جگہ سے الگ ہٹ جائے۔ اگر وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھویا تو اب دھو لے اور فوراً کپڑا پہن لے۔

2- پردے کی جگہ میں ننگے بدن غسل کرنا جائز ہے ہاں عورتوں کو زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ (بہار شریعت)

3- لوگوں کے سامنے ران اور گھٹنا کھول کر نہانا یا اتنا باریک کپڑا پہن کر نہانا کہ بدن جھلکے سخت ناجائز و حرام ہے۔ (عامۂ کتب)

4- منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر عضو سے نکلنا، احتلام ہونا، حشفہ کا داخل ہونا، حیض سے فارغ ہونا، نفاس کا ختم ہونا ان تمام صورتوں میں غسل کرنا فرض ہے۔ اور جمعہ، عید، بقر عید، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت نہانا سنت ہے۔ (بہار شریعت)

* * *

کتاب الصلوٰۃ

اذان واقامت

1- عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (مسلم)

”حضرت معاویہ ؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے دراز ہوں گی“۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ؒ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ کنایت ست از بزرگی وگردن فرازی ایشاں دراں روز۔ یعنی اس حدیث میں قیامت کے دن مؤذنوں کی بزرگی اوراعلیٰ منصبی سے کنایہ کیا گیا ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۳۱۲)

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

”حضرت ابن عباس ؓ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صرف ثواب کی غرض سے سات برس اذان کہے اس کے لیے دوزخ سے نجات لکھی جاتی ہے“۔

3- عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ اِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ وَاِذَا اَقَمْتَ فَاحْدُرْ وَاجْعَلْ بَيْنَ اَذَانِكَ وَاِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا تَفْرُغُ الْاٰكِلُ مِنْ اَكْلِهٖ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهٖ وَالْمُعْتَصِرُ اِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ وَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ۔ (ترمذی)

”حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت بلال ؓ سے فرمایا کہ جب اذان کہو تو ٹھہر ٹھہر کر کہو اور جب تکبیر کہو تو جلدی جلدی کہو اور

اذان وتکبیر کے درمیان فاصلہ رکھو کہ فارغ ہو جائے کھانے والا اپنے کھانے سے اور پینے والا اپنے پینے سے اور قضائے حاجت کرنے والا اپنی حاجت کو دفع کرنے سے اور تاوقتیکہ مجھے دیکھ نہ لو نماز کے لیے کھڑے نہ ہو“۔

4- عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّیْ لَعِنْدَ مُعَاوِيَةَ اِذَا اَذَّنَ مُؤَذِّنُهٗ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمَا قَالَ مُؤَذِّنُهٗ حَتّٰى اِذَا قَالَ حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَلَمَّا قَالَ حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ وَقَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

”حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے مؤذن نے اذان پڑھی حضرت معایہ رضی اللہ عنہ نے بھی وہی الفاظ کہے جو مؤذن نے کہے۔ یہاں تک کہ جب موذن نے حی علی الصلوٰۃ کہا تو حضرت معاویہ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا اور جب مؤذن نے حی علی الفلاح کہا تو حضرت معاویہ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہا اور اس کے بعد حضرت معاویہ نے وہی کہا جو مؤذن نے کہا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ آپ اسی طرح فرماتے تھے

انتباہ

1- اذان منڈیر پر یا خارج مسجد پڑھی جائے۔ داخل مسجد اذان پڑھنا مکروہ و منع ہے خواہ اذان پنج وقتی نماز کیلئے ہو یا خطبۂ جمعہ کے لیے۔ دونوں کا حکم ایک ہے۔
(عالمگیری، فتح القدیر، بحر الرائق طحطاوی وغیرہ)

2- ناسمجھ بچے جنبی اور فاسق اگرچہ عالم ہی ہو ان کی اذان مکروہ ہے لہٰذا ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔ (درمختار، بہار شریعت)

3- اذان میں حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح مصری صفحہ ۱۲۲ اور ردالمحتار جلد اول مصری

صفحہ ۲۷۹ میں ہے۔ یَسْتَحِبُّ اَنْ یُّقَالَ عِنْدَ سِماعِ الاولیٰ مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِیهِ مِنْهَا قُرَّتُ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَیِ الابِهَامَیْنِ عَلَی الْعَیْنَیْنِ فَاِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم یَكُوْنُ قائِدًا لَّهٗ اِلَی الْجَنَّةِ كذافی كنز العبادة قهستانی ونحوه فی الفتاوٰی الصوفیه۔ یعنی مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سنے تو صلی اللّٰه علیك یا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہے اور جب دوسری بار سنے تو قُرَّتُ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پھر کہے کہ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اور رب اقدس اسے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مثل فتاوٰی صوفیہ میں ہے۔

4- اذان واقامت کے درمیان صلاۃ پڑھنا یعنی بلند آواز سے اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہنا جائز ومستحب ہے۔ اس صلاۃ کا نام اصطلاح شرع میں تثویب ہے اور تثویب کو فقہائے اسلام نے نماز مغرب کے علاوہ باقی تمام نمازوں کے لیے مستحسن قرار دیا ہے جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں ہے۔ والتثویب حسن عند المتاخرین فی کل صلاۃ الافی المغرب هكذا فی شرح النقاية للشيخ ابی المكارم وهو رجوع المؤذن الی الاعلام بالصلاة بين الاذان والاقامة وتثويب كل بلدة ما تعارفوه اما بالتنحنح وبالصلاة الصلاة او قامت قامت لانه للمبالغته فی الاعلام وانما يحصل ذلك بما تعارفوه كذافی الكافی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے۔ ويثوب بعد الاذان فی جميع الاوقات لظهور التوانی فی الامور الدينينة فی الاصح وتثويب كل بلد بحسب ما تعارفه اهلها۔ اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ للملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری جلد اول صفحہ ۴۱۸ میں ہے۔ واستحسن المتاخرون التثويب فی الصلوات كلها اور در المختار مع رد المحتار جلد ا صفحہ ۲۷۳ میں اذان کے بعد خاص صلاۃ و

سلام پڑھنے کے متعلق تصریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ **التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الاخر سنة سبع مائة واحدی وثمانین وهو بدعة حسنة ملخصا** یعنی اذان کے بعد اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنا ماہِ ربیع الآخر ۷۸۱ھ میں جاری ہوا اور یہ بہترین ایجاد ہے۔

5- اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور مکبر جب **حی علی الصلاۃ حیّ علی الفلاح** پر پہنچے تو اس وقت کھڑا ہو۔ فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں ہے۔ **اذا دخل الرجل عند الاقامة یکره له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قوله حی علی الفلاح کذا فی المضمرات** اور ردالمختار جلد اول صفحہ ۳۸۰ میں ہے۔ **ویکره له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح۔**

6- جو لوگ تکبیر کے وقت مسجد میں موجود ہیں بیٹھے رہیں جب مکبر **حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح** پر پہنچے تو اٹھیں اور یہی حکم امام کے لیے بھی ہے۔ فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں ہے۔ **یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلاثة وهو الصحیح۔** یعنی علمائے ثلاثہ حضرت امام اعظمؒ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب کہ مکبر **حی علی الفلاح** کہے اور یہی صحیح ہے اور شرح وقایہ جلد اول مجیدی صفحہ ۱۳۶ میں ہے **یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ** یعنی امام اور مقتدی حی علی الصلوٰۃ کہنے کے وقت کھڑے ہوں اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۱۹ میں ہے۔ **قال ائمتنا یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ** اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۳۲۱ میں فرماتے ہیں کہ فقہا گفتہ اند مذہب آنست کہ نزد حی علی الصلوٰۃ باید برخاست۔ یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مذہب یہ ہے حی علی الصلوٰۃ کے وقت اٹھنا چاہیے۔

نماز

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرَأَیْتُمْ لَوْاَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ یَغْتَسِلُ فِیْهِ كُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا هَلْ یَبْقٰی مِنْ بَدَنِهٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ بَدَنِهٖ شَیْئٌ قَالَ كَذَالِكَ مَثَلُ الصَّلٰوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بتاؤ اگر تم لوگوں میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا ان کے بدن پر کچھ میل باقی رہ جائے گا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ایسی حالت میں اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی نہ رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس یہی کیفیت ہے پانچوں نمازوں کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے بدلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے“۔

2- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ یَتَهَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَةٍ فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ یَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّیَ الصَّلَاةَ یُرِیْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَتَهَافَتُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا یَتَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ (احمد)

”حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز سردی کے موسم مین جب کہ درختوں کے پتے گر رہے تھے (یعنی پت جھڑ کا موسم تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تو آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں (اور انہیں ہلایا) تو ان شاخوں سے پتے گرنے لگے۔ آپ نے فرمایا اے ابوذر! حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حاضر ہوں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان بندہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے کہ پتے درخت سے جھڑ رہے ہیں“۔

3- عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ غَدَا اِلٰی صَلٰوةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَایَةِ الْاِیْمَانِ وَمَنْ غَدَا اِلَی السُّوْقِ غَدَا بِرَایَةِ اِبْلِیْسُ۔ (ابن ماجہ)

''حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص فجر کی نماز کو گیا وہ ایمان کا جھنڈا لے کر گیا۔ اور جو صبح سویرے بازار کی طرف گیا تو وہ شیطان کا جھنڈا لے کر گیا''۔

4- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمَرِو بْنِ العَاص عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ ذَکَرَ الصَّلَاۃَ یَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَّبُرْھَانًا وَّنَجَاۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْھَا لَمْ تَکُنْ لَّہٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْھَانًا وَّلَا نَجَاۃً فَکَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَعَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ ھَامَانَ وَ اُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ۔ (احمد، دارمی، بیہقی)

''حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک روز نماز کا ذکر کیا تو فرمایا کہ جو شخص نماز کی پابندی کرے گا تو نماز اس کیلئے نور کا سبب ہوگی، کمالِ ایمان کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن بخشش کا ذریعہ بنے گی۔ اور جو نماز کی پابندی نہیں کرے گا اس کیلئے نہ تو نور کا سبب ہوگی نہ کمالِ ایمان کی دلیل ہوگی اور نہ بخشش کا ذریعہ۔ اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ہمراہ ہوگا''۔

5- عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ یَا عَلِیُّ ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْھَا الصَّلٰوۃُ اِذَا اَتَتْ وَ الْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ وَ الْاَیِّمُ اِذَا وَجَدْتَّ لَھَا کُفُوًا۔ (ترمذی)

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی! تین کاموں میں دیر نہ کرنا۔ ایک تو نماز ادا کرنے میں جب وقت ہو جائے۔ دوسرے جنازہ میں جب کہ وہ تیار ہو جائے۔ تیسرے بیوہ کے نکاح میں جب کہ اس کو کفو مل جائے''۔

6- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تِلْکَ صَلَاۃُ الْمُنَافِقِ یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا صْفَرَّتْ وَ کَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطٰنِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ (مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہے کہ

بیٹھے ہوئے سورج کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ سورج پیلا پڑ جاتا ہے اور شیطان کی دونوں سینگوں کے بیچ میں آجاتا ہے تو کھڑا ہو کر چار چونچ مار لیتا ہے۔ نہیں ذکر کرتا اس (تنگ وقت) میں اللہ تعالیٰ کا مگر بہت تھوڑا"۔

7- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ۔ (ابوداؤد)

"حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کو مار کر نماز پڑھاؤ اور ان کے سونے کی جگہ علیحدہ کرو"۔

ضروری انتباہ

1- آہستہ قرآن پڑھنے میں اتنا ضروری ہے کہ خود سنے اگر حروف کی تصحیح کی مگر اس قدر آہستہ پڑھا کہ خود نہ سنا تو نماز نہ ہوئی (بہار شریعت جلد ۳، صفحہ ۲۷۷) اور فتاویٰ عالمگیری جلد ۱، مصری صفحہ ۶۵ میں ہے۔ اِنْ صَحَّحَ الْحُرُوْفَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يَسْمَعْ نَفْسَهٗ لَا يَجُوْزُ بِهٖ اَخَذَ عَامَّةُ الْمَشَايِخِ هٰكَذَا فِي الْمُحِيْطِ وهو المختار هكذا فى السراجيه وهو الصحيح هكذا فى النقايته۔

2- سجدہ میں پاؤں کی انگلی کا پیٹ زمین سے لگنا شرط ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کا لگنا واجب ہے تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے تو نماز نہ ہوئی (بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۲۷۹ فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۵۵۶) اور اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۳۹۴ میں ہے کہ اگر ہر دو پائے برادر نماز فاسد ست و اگر یک پائے برادر مکروہ است۔ اور درمختار مع المختار جلد اول صفحہ ۳۱۳ میں ہے وَ وَضْعُ اِصْبَعٍ وَّاحِدَةٍ مِنْهُمَا شَرْطٌ۔ اور اسی کتاب میں صفحہ ۳۵۱ پر ہے۔ فيه يفترض وضع اصابع القدم و لو واحدة نحو القبلة الالم تجز و الناس عنه غافلون۔ اور کنز الدقائق میں ہے۔ و

وجہ الاصابع رجلیہ نحو القبلہ اسی کے تحت۔ بحر الرائق جلد اول صفحہ ۳۲۱ میں ہے نص صاحب الھدایۃ فی التجنیس علی انہ ان لم یوجہ الاصابع نحوھا فانہ مکروہ۔

3- اکثر عورتیں اپنی نادانی سے فرض واجب سب نمازیں بغیر عذر بیٹھ کر پڑھتی ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ مردوں کی طرح عورتوں پر بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے۔ اگر کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے کمزوری ہوگئی ہیں لیکن خادمہ یا لاٹھی یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑی ہوسکتی ہیں تو فرض ہے کہ کھڑی ہو کر پڑھیں یہاں تک کہ اگر کچھ ہی دیر کیلئے کھڑی ہوسکتی ہیں اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑی ہو کر اللہ اکبر کہہ لیں تو فرض ہے کہ کھڑی ہو کر اتنا کہہ لیں پھر بیٹھ جائیں۔ (بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۳۷۷ بحوالہ غنیۃ) اور فتاوٰی رضویہ جلد سوم صفحہ ۵۲ میں تنویر الابصار و درمختار سے ہے۔ اِنْ قَدَرَ عَلَی بَعْضِ الْقِیَامِ وَلَوْ مُتَکِئاً عَلَی عَصَا اَوْ حَائِطٍ قَامَ لُزُوْمًا بِقَدْرِ مَا یَقْدِرُوْ وَلَوْ قَدْرَ اٰیَۃٍ اَوْ تَکْبِیْرَۃً عَلَی الْمَذْھَبِ۔

آج کل عموماً مرد بھی ذرا سی تکلیف پر بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ دیر تک کھڑے ہو کر ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ قیام کے بارے میں عورت مرد کا حکم ایک ہے۔

4- عورت نے اتنا باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھی کہ جس سے بالوں کی سیاہی چمکتی ہے تو نماز نہ ہوگی جب تک کہ اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے جس سے بالوں کا رنگ چھپ جائے۔ (بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۲۵۱) اور فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۴ میں ہے۔ اَلثَّوْبُ الرَّقِیْقُ الَّذِیْ یَصِفُ مَاتَحْتَہٗ لَا تَجُوْزُ الصَّلَاۃُ فِیْہِ کَذَا فِی التَّبْیِیْنِ۔

تراویح

1- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔ (مسلم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صدق دل

اور اعتقادِ صحیح کے ساتھ رمضان میں قیام کرے یعنی تراویح پڑھے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں"۔

2- عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَ الْوِتْرِ۔ (رواہ البیہقی والوتر)

"حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم صحابہ کرام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے"۔

اس حدیث کے بارے میں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد دوم صفحہ ۱۷۵ میں ہے۔ قال النووی فی الخلاصة اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ یعنی امام نووی نے خلاصہ میں فرمایا کہ اس روایت کے اسناد صحیح ہیں۔

3- عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلٰثٍ وَّ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ (امام مالک)

"حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ تئیس رکعت پڑھتے تھے۔ (یعنی بیس رکعت تراویح اور تین وتر)

بیس رکعت پر صحابہ کا اجماع ہے

ملک العلماء حضرت علامہ علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ رُوِيَ اَنَّ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنه جَمَعَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَصَلّٰى بِهِمْ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ اَحَدٌ فَيَكُوْنُ اِجْمَاعًا مِّنْهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ۔ یعنی مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے رمضان کے مہینہ میں صحابہ کرام کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع فرمایا تو وہ روزانہ صحابہ کرام کو بیس رکعت پڑھاتے تھے اور ان میں سے کسی نے مخالفت نہیں کی تو بیس رکعت پر صحابہ کا اجماع ہو گیا۔ (بدائع الصنائع جلد ۱ صفحہ ۲۸۸) اور عمدۃ القاری شرح بخاری جلد پنجم صفحہ ۳۵۵ میں ہے۔ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَبِهٖ قَالَ الْكُوْفِيُّوْنَ وَ الشَّافِعِيُّ وَ اَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَ هُوَ الصَّحِيْحُ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ مِنَ

الصَّحَابَۃِ یعنی علامہ ابن عبد البر نے فرمایا کہ (بیس رکعت تراویح) جمہور علماء کا قول ہے، علمائے کوفہ، امام شافعی اور اکثر فقہاء یہی فرماتے ہیں کہ اور یہی صحیح ہے۔ ابی ابن کعب سے منقول ہے اس میں صحابہ کا اختلاف نہیں۔ اور علامہ ابن حجر نے فرمایا اِجْمَاعُ الصَّحَابَۃِ عَلٰی اَنَّ التَّرَاوِیْحَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً یعنی صحابۂ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے اور مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں ہے۔ وَھِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً بِاِجْتِمَاعِ الصَّحَابَۃِ۔ یعنی تراویح بیس رکعت ہے اس لیے کہ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۱۷۵ میں لکھتے ہیں۔ ثَبَتَ اِھْتِمَامُ الصَّحَابَۃِ عَلٰی عِشْرِیْنَ فِیْ عَھْدِ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ فَمَنْ بَعْدَھُمْ اَخْرَجَہٗ مَالِکٌ وَ اِبْنُ سَعْدٍ وَ الْبَیْھَقِیْ وَ غَیْرُھُمْ۔ یعنی حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں اور ان کے بعد بھی صحابۂ کرام کا بیس رکعت تراویح پر اہتمام ثابت ہے۔ اس مضمون کی حدیث کو امام مالک، ابن سعد اور امام بیہقی وغیرہم نے تخریج کی ہے اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں اَجْمَعَ الصَّحَابَۃُ عَلٰی اَنَّ التَّرَاوِیْحَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً۔ یعنی صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے۔

(مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۱۷۵)

بیس رکعت جمہور کا قول ہے اور اسی پر عمل ہے

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اَکْثَرُ اَھْلِ الْعِلْمِ عَلٰی مَا رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ وَّ عُمَرَ وَغَیْرِھِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَّھُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیْ وَابْنِ الْمُبَارَکِ وَالشَّافِعِی وَقَالَ الشَّافِعِی ھٰکَذَا اَدْرَکْتُ بِبَلَدِنَا مَکَّۃَ یُصَلُّوْنَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ یعنی کثیر علماء کا اسی پر عمل ہے کو حضرت مولیٰ علی، حضرت فاروقِ اعظم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیس رکعت تراویح منقول ہے۔ اور سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی رحمہم اللہ بھی یہی فرماتے ہیں (کہ تراویح بیس رکعت ہے) اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے شہر مکہ شریف میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے ہوئے پایا۔ (ترمذی باب قیام شہر رمضان صفحہ ۹۹) اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح نقایہ میں تحریر فرماتے

ہیں فَصَارَ اِجْمَاعًا لِّمَا رُوٰی الْبَیْھَقِی بِاَسْنَاد صَحِیْحٍ کَانُوْ یُقِیْمُوْنَ عَلیٰ عَھْدِ عُمَرَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَّعُثْمَانَ وَعلی۔ یعنی بیس رکعت تراویح پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اس لیے کہ امام بیہقی نے صحیح اسناد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہم کے مقدس زمانوں میں صحابہ کرام اور تابعین عظام بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۲۲۴ میں ہے۔ ثَبَتَ الْعِشْرُوْنَ بِمَوَاظِبَۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ مَا عَدَا الصِّدِّیْق رَضِیَ اللّٰہ تعالی عنھم۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ کی مداومت سے بیس رکعت تراویح ثابت ہے اور علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: وَہِیَ عِشْرُوْن رَکْعَۃً ھُوَقَوْلُ الْجَمْھُوْرِوَعَلَیْہِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقًا وَّغَرْبًا۔ یعنی تراویح بیس رکعت ہے یہی جمہور علماء کا قول ہے اور مشرق و مغرب ساری دنیا کے مسلمانوں کا اسی پر عمل ہے (شامی جلد اول مصری صفحہ ۱۹۵) اور شیخ زین الدین ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ھُوَ قَوْلُ الْجَمْھُوْرِ لِمَافِی الْمَوَطَا عَنْ یَزِیْدِ بْنِ رُوْمَانَ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ فی زمن عمر بن الخطاب بثلاث وعشرین رکعۃ وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا۔ یعنی بیس رکعت تراویح کا جمہور علماء کا قول ہے اس لئے کہ موطا امام مالک میں حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صحابہ کرام تئیس رکعت پڑھتے تھے (یعنی بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر) اور اسی پر ساری دنیا کے مسلمانوں کا عمل ہے۔ (بحر الرائق جلد دوم صفحہ ۶۶)

اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے: کان الناس یصلونھا فرادی الی من عمر رضی اللّٰہ عنہ فقال عمر انی اری ان اجمع الناس علی امام واحد فجمعھم علی ابی ابن کعب فصلی بھم خمس ترویحات عشرین رکعۃ۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک امام پر صحابہ کرام کو جمع کرنا بہتر سمجھتا ہوں پھر انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر صحابہ کرام کو جمع فرمایا۔ حضرت ابی نے لوگوں کو پانچ ترویحہ میں بیس رکعت پڑھائی۔ اور کفایہ میں ہے۔ کانت جملتھا عشرین رکعۃ وھذا عندنا وعند

الشافعی یعنی تراویح بیس رکعت ہے۔ اور یہ ہمارا مسلک ہے اور یہی مسلک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے اور بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۲۸۸ میں ہے۔ امام قدرھا فعشرون رکعة فی عشر تسلیمات فی خمس ترویحات کل تسلیمتین ترویحة وھذا قول عامة العلماء۔ یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے۔ پانچ ترویحہ دس سلام کے ساتھ، ہر دو سلام کے بعد ایک ترویحہ ہے اور یہی عام علماء کا قول ہے اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: وھی عشرون رکعة یعنی تراویح بیس رکعت ہے۔ (احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۲۰۱)

اور شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۱۷۵ میں ہے: سن التراویح عشرون رکعة۔ یعنی تراویح بیس رکعت مسنون ہے اور فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۰۸ میں ہے۔ وھی خمس ترویحات کل ترویحة اربع رکعات بتسلیمتین کذافی السراجیه۔ یعنی تراویح پانچ ترویحہ ہے، ہر ترویحہ چار رکعت کا دو سلام کے ساتھ، ایسا ہی سراجیہ میں ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ عَدَدُهٗ عِشْرُوْنَ رَکْعَتَه یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۱۸)

بیس رکعت تراویح کی حکمت

بیس رکعت تراویح کی حکمت یہ ہے کہ رات اور دن میں کل بیس رکعت فرض و واجب ہیں سترہ رکعت فرض اور تین رکعت وتر اور رمضان میں بیس رکعت تراویح مقرر کی گئیں تا کہ فرض و واجب کے مدارج اور بڑھ جائیں اور ان کی خوب تکمیل ہو جائے جیسا کہ بحر الرائق جلد دوم صفحہ ۶۷ پر ہے۔ ذکر العلامة الحلبی ان الحکمة فی کونھا عشرین ان السنن شرعت مکملات للواجبات وَھِیَ عشرون بالوتر فکان التراویح کذلك لتقع المساوات بین المکمل والمکمل۔ یعنی علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا کہ تراویح کے بیس رکعات ہونے میں حکمت یہ ہے کہ واجب اور فرض جو دن رات میں کل بیس رکعات ہیں انہیں کی تکمیل کے لیے سنتیں مشروع ہوئیں ہیں تو تراویح بھی بیس رکعت ہوئی تا کہ مکمل کرنے والی تراویح اور جن کی تکمیل ہو گی یعنی فرض و واجب دونوں برابر ہو جائیں۔ اور مراقی الفلاح کے قول وھی عشرون رکعة کے تحت علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر فرماتے ہیں۔ الحکمۃ فی تقدیر ھا بھذ العدد مساواۃ المکمل وھی السنن للمکمل وھی الفرائض الا عتقادیہ و العملیۃ یعنی بیس رکعت تراویح مقرر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ مکمل کرنے والی سنتوں کی رکعات اور جن کی تکمیل ہوتی ہے یعنی فرض واجب کی رکعات کی تعداد برابر ہو جائیں اور درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۴۹۵ میں ہے۔ وھی عشرون رکعۃ حکمۃ مساواۃ المکمل و المکمّل۔ یعنی تراویح بیس رکعت ہے اور بیس رکعت تراویح میں حکمت یہ ہے کہ مکمِّل مکمَّل کے برابر ہو۔ درمختار کی اسی عبارت کے تحت شامی میں نہر سے منقول ہے۔ لا یخفی ان الرواتب وان کملت ایضا الا ان ھذا الشھر لمزید کما لہ زید فیہ ھذا المکمل فتکمل۔ یعنی واضح ہو کہ فرائض اگرچہ پہلے سے بھی مکمل ہیں لیکن ماہ رمضان میں اس کے کمال کی زیادتی کے سبب یہ مکمل یعنی بیس رکعت تراویح بڑھا دی گئی تو وہ خوب کامل ہو گئے۔

قرأۃ خلف الامام

1- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ سَاَلَ زَيْدَبْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْاِمَامِ فِيْ شَيْءٍ۔ (مسلم جلد ا صفحہ ۲۱۵)

"حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قرأت کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں قرأت جائز نہیں خواہ سری ہو یا جہری"۔

2- عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلَّيْتُمْ فَاَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا۔ (مسلم)

"حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفیں سیدھی کرو پھر تم میں کوئی امامت کرے تو جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تم چپ رہو"۔

3- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَائَةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَنِيْعٍ وَابْنُ الْهُمَامِ هٰذَا الْاِسْنَادُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ۔

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی تلاوت مقتدی ہی کی تلاوت ہے (مؤطا امام محمد صفحہ ۹۹) حضرت محمد بن منیع اور امام ابن الہمام نے فرمایا کہ یہ اسناد مسلم اور بخاری کی شرط پر صحیح ہے''۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ كَفَتْهُ قِرَائَتُهٗ۔ (مؤطا امام محمد صفحہ ۹۷)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی تلاوت اس کے لیے کافی ہے''۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا۔ (طحاوی صفحہ ۱۰۶)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام صرف اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے تو جب وہ تلاوت کرے تو تم خاموش رہو۔

مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۷۵ میں ہے۔ فقال له ابوبكر فحديث ابی هريره فقال هو صحيح يعنی واذا قرأ فانصتوا۔ یعنی ابوبکر نے سلیمان سے پوچھا کہ ابوہریرہ کی حدیث کیسی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ صحیح ہے یعنی یہ حدیث کہ جب امام تلاوت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ۔

انتباہ

صاحب ہدایہ نے امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے جیسا کہ ہدایہ جلد اول صفحہ ۸۲ میں ہے۔ لا يقراء الموتم خلف الامام و عليه اجماع الصحابة۔ یعنی مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے اور اسی پر صحابہ کا اجماع ہے اور عنایہ میں اسی کے تحت ہے۔ المراد به اجماع اكثر الصحابة فانه روى عن ثمانين نفرا من

الکبار الصحابة منع المقتدی عن القرأة خلف الامام وَقَالَ الشعبی ادرکت سبعین بدریا کلھم یمنعون المقتدی عن القرأة خلف الامام وقیل المُراد به اجماع مجتھدی الصحابة و کبارھم وقدروی عن عبد اللّٰه بن زید بن اسلم عن ابیه قال کان عشرة من اصحاب النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم ینھون عن القراءة خلف الامام اشد النھی ابوبکر الصدیق وعمر بن الخطاب وعثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب و عبدالرحمن بن عوف وسعد بن وقاص وعبداللّٰه بن مسعود و زید بن ثابت و عبدا للّٰه بن عمرو عبد اللّٰه بن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنھم۔

یعنی ہدایہ کے قول اجماع الصحابہ کا مطلب یہ ہے کہ اکثر صحابہ کا اجماع ہے اس لئے کہ امام کے پیچھے قرأت کرنے سے مقتدی کا منع کیا جانا بڑے بڑے اَسی (۸۰) صحابہ کرام سے مروی ہے۔ اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے جنگِ بدر میں شریک ہونے والے ستر (۷۰) صحابہ کرام سے ملاقات کی وہ سب کے سب امام کے پیچھے قرأت کرنے سے مقتدی کو منع فرماتے تھے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اجماع صحابہ کا مطلب مجتہدین صحابہ وکبار کا اجماع ہے اور بیشک حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے دس حضرات یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابوطالب، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن وقاص، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم یہ سب کے سب امام کے پیچھے قرأت کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرماتے تھے۔ اور کفایہ میں ہے۔ منع المقتدی عن القراءة ماثور عن ثمانین نفرا من کبار الصحابةِ منھم المرتضی و العباد الة رضی اللّٰه عنھم۔ یعنی بڑے بڑے اَسی (۸۰) صحابہ کے بارے میں روایت آئی ہے کہ وہ مقتدی کو قرأت سے رُوکتے تھے۔ ان میں حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود بھی ہیں اور درمختار میں ہے۔ المؤتم لا

یقرأ مطلقافان قرأ کرہ تحریما۔ یعنی مقتدی سورۂ فاتحہ یا کسی دوسری سورت کی قرأت نہیں کرے گا۔ اگر اس نے قرأت کی تو مکروہ تحریمی کا مرتکب ہوگا۔

آمین بالسِّر

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِیْنُهٗ تَاْمِیْنَ الْمَلٰٓئِکَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ قال اذا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِکَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ هٰذَا لَفْظُ البخاری ولمسلم نحوہ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۷۹)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، اس لیے کہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہوگی تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (بخاری، مسلم) اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اس لیے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے کے مطابق ہوگا اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے، یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں بھی اسی کے مثل ہے“۔

اس حدیث شریف سے دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں۔ اول یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس لئے کہ اگر مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یو فرماتے کہ جب تم ولا الضالین کہو تو آمین کہو۔ معلوم ہو کہ مقتدی صرف آمین کہے گا۔ ولا الضآلین کہنا امام کا کام ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آمین آہستہ کہنا چاہیے کہ فرشتے بھی آہستہ آمین کہتے ہیں اسی لئے ہم لوگ ان کے آمین کہنے کی آواز نہیں سنتے ہیں لہذا بلند آواز سے آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کی مخالفت کرنا ہے۔

کنز الدقائق اور بحر الرائق جلد اول صفحہ ۳۱۲ میں ہے۔ اَمَّنَ الْاِمَامُ وَالْمَامُوْمُ سِرًّا۔ یعنی امام اور مقتدی دونوں آہستہ آمین کہیں اور درمختار میں ہے۔ اَمَّنَ الْاِمَامُ سِرًّا كَمَا مُوْمٍ وَمُنْفَرِدٍ۔ یعنی امام آہستہ آمین کہے جیسے کہ مقتدی اور منفرد۔

رفع یدین

1- عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّى بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَبِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۵)

"حضرت علقمہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہارے سامنے حضور ﷺ کی نماز نہ پڑھوں؟ پس آپ نے نماز پڑھی اور صرف شروع نماز میں ہاتھوں کو اٹھایا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے اور بہت سے علمائے صحابہ اور علمائے تابعین یہی فرماتے ہیں کہ شروع نماز کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے۔

2- عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ ﷺ اِذَا كَبَّرَ لِاِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ قَرِيْبًا مِّنْ شَحْمَتَىْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ۔ (طحاوی صفحہ ۱۱۰)

"حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب نماز شروع فرمانے کے لیے تکبیر کہتے تو اپنے دست مبارک کو اٹھاتے یہاں تک کہ حضور ﷺ کے انگوٹھے کانوں کی لو کے قریب ہو جاتے پھر حضور ﷺ آخر نماز تک رفع یدین نہ فرماتے"۔

3- عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِىْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ۔ (طحاوی صفحہ ۱۱۱)

"حضرت اسود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا

کہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر آخر نماز تک ایسا نہیں کرتے تھے“۔

4- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلَاةِ۔ (طحاوی صفحہ ۱۱۰)

”حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں نماز پڑھی تو وہ صرف تکبیر اولیٰ میں رفع یدین کرتے تھے“۔

ان احادیث کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ، حضرت فاروقِ اعظم، حضرت عبداللہ بن عمر اور صحابہ وتابعین کے علاوہ دیگر جلیل القدر علماء رضوان اللہ علیہم اجمعین صرف تکبیر تحریمہ کے لیے رفع یدین کرتے تھے پھر آخر نماز تک ایسا نہیں کرتے تھے۔ اور بعض روایتوں سے جو رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع یدین ثابت ہے تو وہ حکم پہلے تھا بعد میں منسوخ ہو گیا جیسا کہ عینی شارح بخاری نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انه راى رجلا يرفع يديه فى الصلوة عند الركوع وعند رفع راسه من الركوع فقال له لاتفعل فانه شئى فعله رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ثم تركه۔ یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ ایسا نہ کرو اس لیے کہ یہ ایسی چیز ہے جس کو حضور ﷺ نے پہلے کیا تھا پھر بعد میں چھوڑ دیا تھا۔

درود شریف

1- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى صَلَاةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيّٰاتٍ وَرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔ (نسائی)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ﷺ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار

درود بھیجے گا خدائے تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہوں کو معاف فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا"۔

2- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلَاةً۔ (ترمذی)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہے۔

3- عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُکْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَیْكَ فَکَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِیْ فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبْعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَیْرٌ لَكَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَالثُّلُثَیْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِیْ کُلَّهَا قَالَ اِذًا یَکْفِیْ هَمَّكَ وَیُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ۔ (ترمذی)

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ ﷺ صَلَاةً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

"حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ پر کثرت سے درود پڑھنا چاہتا ہوں۔ اب اس کے لیے اوراد و وظائف کے اوقات میں سے کتنا وقت مقرر کروں؟ فرمایا جتنا تم چاہو؟ عرض کیا چوتھائی؟ فرمایا جتنا تم چاہو اور اگر زیادہ کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی نصف؟ فرمایا جتنا تم چاہو اور اگر اس سے بھی زیادہ کرلو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی؟ فرمایا جتنا تم چاہو اگر زیادہ کرلو تو تمہارے لیے اور بہتر ہے میں نے عرض کیا تو پھر سارا وقت درود ہی کے لیے مقرر کرلوں؟ فرمایا ایسا ہو تو وہ تمہارے سارے امور کے لیے کافی ہوگا اور تمہارے گناہ معاف کر دیا جائے گا"۔

4- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ (ترمذی)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاَصْحَابِهٖ و بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے“۔

5- عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ (ترمذی)

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ ﷺ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اصل بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے“۔

6- عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْهُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّكَ۔ (ترمذی)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

”حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اس میں سے کچھ اوپر نہیں چڑھتا جب تک تو اپنے نبی پر درود نہ بھیجے“۔

انتباہ

1- اکثر لوگ آج کل درود شریف کے بدلے ”صلعم، عم، ص“ لکھ دیتے ہیں یہ ناجائز و حرام ہے اور اگر معاذ اللہ استخفاف شان کا قصد ہو تو قطعاً کفر ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ رضی اللہ عنہ کی جگہ ”رض“ لکھنا مکروہ و باعث محرومی ہے۔ (فتاویٰ افریقہ، بہار شریعت)

2- جن کے نام محمد، احمد، علی، حسن، حسین......وغیرہ ہوتے ہیں بعض لوگ ان ناموں

پر "ؐ" بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے اس لئے کہ اس جگہ تو یہ شخص مراد ہے اس پر درود کا اشارہ کیا معنی؟

درود گنجِ عاشقاں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ اٰلِهٖ ﷺ صَلَاةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه۔

جو شخص حضور اقدس ﷺ سے سچی محبت رکھے، تمام جہان سے زیادہ حضور کی عظمت دل میں جمائے، حضور کی شان گھٹانے والے سے بیزار اور ان سے دور رہے۔ وہ اگر اس درود شریف کو بعد نماز جمعہ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑے ہو کر سو بار پڑھے تو اس کیلئے بے شمار فائدے ہیں جن میں سے بعض یہاں درج کئے جاتے ہیں:

1- اس درود شریف کے پڑھنے والے پر خدائے تعالیٰ تین ہزار رحمتیں نازل فرمائے گا۔

2- اس پر دو ہزار اپنا سلام بھیجے گا۔

3- پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا۔

4- اس کے مال میں ترقی دے گا۔

5- اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت رکھے گا۔

6- دشمنوں پر غلبہ دے گا۔

7- کسی دن خواب میں سرکار اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

8- ایمان پر خاتمہ ہوگا۔

9- قیامت میں حضور ﷺ کی شفاعت واجب ہوگی۔

10- اللہ تعالیٰ اس سے ایسا راضی ہوگا کہ کبھی ناراض نہ ہوگا۔

جماعت

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةُ الْجَمَاعِةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ نماز باجماعت کا

ثواب تنہا پڑھنے کے مقابلے میں ستائیس درجہ زیادہ ہے''۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْسَ صَلَاةٌ اَثْقَلَ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَ الْعِشَاءِ وَ لَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِیْهَا لَاَتَوْا هُمَا وَ لَوْ جَمَعُوْا۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضور ﷺ نے فرمایا کہ منافقوں پر فجر اور عشا کی نمازوں سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں۔ اگر لوگ جانتے کہ ان دونوں نمازوں میں کیا اجروثواب ہے تو گھسٹتے ہوئے چل کر ان میں شریک ہوتے''۔

3- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلَّی الْعِشَاءَ فِیْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ الَّیْلِ وَ مَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِیْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا صَلَّی الَّیْلَ كُلَّهٗ۔ (مسلم)

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عشا کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا آدھی رات تک عبادت میں کھڑا رہا اور جس نے فجر کی نماز بھی جماعت سے ادا کی تو گویا اس نے ساری رات نماز پڑھی''۔

4- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَبُ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَیُؤَذَّنُ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَیَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفُ اِلٰی رِجَالٍ وَ فِیْ رِوَایَةٍ لَا یَشْهَدُوْنَ الصَّلَاةَ وَ اُحَرِّقُ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں جب لکڑیاں جمع ہو جائیں تو نماز کا حکم کہ اس کی اذان دی جائے پھر کسی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے یہاں تک کہ ان کے گھروں کو جلا دوں''۔

5- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوْلَا مَا فِی الْبُیُوْتِ مِنَ النِّسَاءِ وَ الذُّرِّیَّةِ

اَقَمْتُ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ وَ اَمَرْتُ فِتْیَاتِیْ یُحَرِّقُوْنَ مَا فِی الْبُیُوْتِ بِالنَّارِ۔ (احمد)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں عشاء کی نماز قائم کرتا اور اپنے جوانوں کو حکم دیتا کہ جو کچھ (بے نمازیوں کے) گھروں میں ہے آگ سے جلادیں''۔

6- عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ ثَلٰثَۃٍ فِیْ قَرْیَۃٍ وَّلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِیْهِمُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَعَلَیْكَ بِالْجَمَاعَۃِ۔ (احمد، ابوداؤد)

''حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آبادی یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور ان میں نماز جماعت سے نہ قائم کی جائے تو شیطان ان پر غالب آجاتا ہے۔ لہٰذا جماعت کو لازم جانو''۔

انتباہ

عاقل، بالغ قادر پر جماعت واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہ گار مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق مردود الشہادۃ ہے اس کو سخت سزا دی جائے گی اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا یعنی کئی بار جماعت میں شریک ہونے کی تاکید نہ کی اور خاموش رہے وہ بھی گنہ گار ہوں گے۔ (بہار شریعت جلد۳، صفحہ۳۲۷) اور تنویر الابصار و درمختار میں ہے قیل واجبته و علیه العامة ای عامة مشائخنا و به جزم فی التحفة و غیرها قال فی البحر هو الراجع عند اهل المذهب اور طحطاوی صفحہ۱۷۱ میں ہے فی البدائع عامة المشایخ علی وجوب و به جزم فی التحفته و غیرها و فی جامع الفقه اعدل الاقوال و اقواها الوجوب۔ اور فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ۷۷ میں ہے۔ فی الغایة قال عامة مشایخنا انها واجبة و فی المفید...... و تسمیتها سنة لو جوبها بالسنته اور اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ۴۵۸ میں ہے۔ شیخ ابن ہمام نقل کردہ کہ اکثر مشائخ ما بریں اند کہ جماعت واجب ست وتسمیہ او بسنت بجہت آن ست کہ ثبوت وجوب آن بہ سنت ست یعنی شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا کہ ہمارے مشائخ کا مذہب یہ ہے کہ جماعت واجب ہے اور اس کا نام سنت اس وجہ سے ہے کہ اس کا وجود سنت سے ثابت ہے۔

مسجد

1- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدائے تعالیٰ (کی خوشنودی) کیلئے مسجد بنائے گا تو خدائے تعالیٰ اس کے صلے میں جنت میں گھر بنائے گا“۔

2- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَ اَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا۔ (مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک تمام آبادیوں میں محبوب ترین جگہیں اس کی مسجدیں ہیں اور بدترین مقامات بازار ہیں“۔

3- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ قَالَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لَنَا فِى التَّرَهُّبِ فَقَالَ اِنَّ تَرَهُّبَ اُمَّتِى الْجُلُوْسَ فِى الْمَسَاجِدِ اِنْتِظَارَ الصَّلٰوةِ۔

(شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

”حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تارک الدنیا ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کیلئے ترک دنیا یہی ہے کہ وہ مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرے“۔

4- عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ يَعْنِى الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَ قَالَ مَنْ اَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرُبَنَّ مَسْجِدَنَا وَ قَالَ اِنْ كُنْتُمْ لَابُدَّ اٰكِلِيْهِمَا فَاَمِيْتُوْهُمَا طَبْخًا۔ (ابوداؤد)

”حضرت معاویہ بن قرۃ رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو سبزیوں کے کھانے سے منع فرمایا، یعنی پیاز اور لہسن سے اور فرمایا

کہ انہیں کھا کر کوئی شخص ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے اور فرمایا کہ اگر کھانا ہی چاہتا ہو تو پکا کر ان کی بدبو دور کر لیا کرو"۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ہر چہ بوئے ناخوش دارد از ماکولات وغیر ماکولات دریں حکم داخل ست۔ (اشعۃ اللمعات جلد۱، صفحہ۳۳۸) یعنی ہر وہ چیز کہ جس کی بو ناپسند ہو اس حکم میں داخل ہے خواہ کھانے والی چیز میں سے ہو یا نہ ہو۔

5- **عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْتِیْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِیْ مَسَاجِدِهِمْ فِیْ اَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ۔** (بیہقی)

"حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بطریق مرسل روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ مسجدوں کے اندر دنیا کی باتیں کریں گے تو اس وقت تم ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا۔ خدائے تعالیٰ کو ان لوگوں کی کچھ پروا نہیں"۔

حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ کنایت است از بیزاری حق از ایشاں (اشعۃ اللمعات جلد۱، صفحہ۳۳۹) یعنی مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ ان لوگوں سے بیزار ہے۔

انتباہ

1- مسجدوں میں کچا لہسن اور پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں۔ جب تک کہ بو باقی ہو اور یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بو ہو جیسے بیڑی، سگریٹ پی کر یا مولی کھا کر جانا، نیز جس کو گندہ دہنی کی بیماری ہو یا کوئی بدبودار دوا لگائی ہو تو جب تک بو منقطع نہ ہو ان سب کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے۔ اسی طرح مسجد میں ایسی ماچس اور دیا سلائی جلانا کہ جس کے رگڑنے سے بو اڑتی ہو منع ہے۔ (درمختار، ردالمختار، بہار شریعت)

2- مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام ہے مگر جب کہ اس کی بو بالکل دور کر دی جائے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۵۹۸)

3- مسجد سے متصل کوئی مکان مسجد سے بلند ہو تو حرج نہیں اس لئے کہ مسجد ان ظاہری دیواروں کا نام نہیں بلکہ اس جگہ کے محاذ میں ساتوں آسمان تک سب مسجد ہے۔ درمختار،

میں ہے انہ مسجد الی عنان السماء ردالمختار میں ہے۔ و کذا الی تحت الثری کما فی البیری عن الاسبیجابی۔

4- مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے داہنا قدم اندر رکھے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ یعنی اے اللہ عزوجل تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے۔

5- مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم باہر رکھے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ یعنی اے اللہ عزوجل میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

جمعہ

1- عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا من يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ اَوْ يَمُسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اِثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غَفَرَلَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى۔ (بخاری)

”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس قدر ممکن ہو سکے طہارت اور نظافت کرے اور تیل لگائے یا خوشبو ملے جو گھر میں میسر آئے۔ پھر گھر سے نماز کیلئے نکلے اور دو آدمیوں کے درمیان (اپنے بیٹھنے یا آگے گزرنے کیلئے) شگاف نہ ڈالے۔ پھر نماز پڑھے جو مقرر کر دی گئی ہے۔ پھر جب امام خطبہ پڑھے تو خاموش بیٹھا رہے تو اس کے وہ تمام گناہ جو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس نے کئے ہیں معاف کر دیئے جاتے ہیں“۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَ مَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ يُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِیْ يُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر مسجد میں آنے والوں کی حاضری لکھتے ہیں جو لوگ پہلے آتے ہیں ان کو پہلے اور جو بعد میں آتے ہیں ان کو بعد میں اور جو شخص جمعہ کی نماز کو پہلے آ گیا اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کعبہ شریف میں قربانی کیلئے اونٹ بھیجا، پھر جو دوسرے نمبر پر آیا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے گائے بھیجی پھر جو اس کے بعد آئے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے دنبہ بھیجا پھر جو اس کے بعد آئے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے مرغی بھیجی اور جو اس کے بعد آئے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے انڈا، پھر جب امام خطبہ کیلئے اٹھتا ہے تو فرشتے اپنے کاغذ لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں"۔

3- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَرَكَ الْجُمْعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِيْنَارٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِيْنَارٍ۔ (احمد، ابوداؤد)

"حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے بغیر کسی عذر شرعی کے جمعہ کی نماز چھوڑ دی تو اسے چاہئے کہ ایک دینار (اشرفی) صدقہ کرے اگر اتنا ممکن نہ ہو تو آدھا دینار"۔

4- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم اُحْضُرُوا الذِّكْرَ وَادْنُوْا مِنَ الْاِمَامِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتّٰى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَاِنْ دَخَلَهَا۔ (ابوداؤد)

"حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حاضر رہو خطبہ کے وقت اور امام سے قریب رہو اس لئے کہ آدمی جس قدر دور رہے گا اسی قدر جنت میں پیچھے رہے گا اگرچہ وہ جنت میں داخل ضرور ہو گا"۔

5- عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ۔ (ترمذی)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو جمعہ کے دن اونگھ آئے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی جگہ تبدیل کر دے"۔

6- عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا شْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ يَعْنِيْ الْجُمُعَةَ (بخاری شریف)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ سخت سردی کے موسم میں جمعہ کی نماز سویرے پڑھتے اور سخت گرمی کے دنوں میں دیر سے پڑھتے''۔

انتباہ:

1- خطیب کے سامنے جو اذان ہوتی ہے مقتدیوں کو اس کا جواب ہرگز نہ دینا چاہئے۔ یہی احوط ہے۔ (فتاوی رضویہ) اور درمختار جلد اول صفحہ ۳۸۰ میں ہے۔ ینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقا فی الاذان بین یدی الخطیب اور درالمختار جلد اول صفحہ ۵۷۵ میں ہے۔ اجابة الاذن حینئیذ مکروھة۔

2- خطبہ میں حضور اقدس ﷺ کا نام پاک سن کر انگوٹھا نہ چومے یہ حکم صرف خطبہ کیلئے ہے ورنہ عام حالات میں نام نامی سن کو انگوٹھا چومنا مستحب ہے۔ اور درود شریف دل میں پڑھے...... زبان کو جنبش نہ دے اس لئے کہ زبان سے سکوت فرض (فتاوی رضویہ) اور در مختار مع ردالمحتار جلد اول صفحہ ۵۷۵ میں ہے الصواب انہ یصلی علی النبی ﷺ عند سماع اسمہ فی نفسہ۔

3- غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان کو بھی شامل کر لینا مکروہ اور سنت متواترہ کے خلاف ہے۔ (فتاوی رضویہ، بہار شریعت)

4- دیہات میں جمعہ جائز نہیں۔ (عامہ کتب) لیکن عوام اگر پڑھتے ہوں تو انہیں منع نہ کیا جائے۔

5- چونکہ دیہات میں جمعہ جائز نہیں کی اس لئے دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھنے سے اس دن کی نماز ظہر ساقط نہیں ہوتی لہٰذا دیہات میں جمعہ پڑھنے کے بعد چار رکعت ظہر فرض پڑھنا ضروری ہے۔ (کتب عامہ)

خطبہ کی اذان کہاں دی جائے

1- عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا جَلَسَ

عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ وَ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ۔

(ابوداؤد جلد اول صفحہ ۱۶۲)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ خطبہ کی اذان مسجد کے دروازہ پر پڑھنا سنت ہے۔ حضور سید عالم ﷺ اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ مبارکہ میں اذان مسجد کے دروازے پر ہوا کرتی تھی۔ اس لئے فقہائے کرام مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرماتے ہیں جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں جلد اول مصری صفحہ ۷۸ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۵ اور بحر الرائق جلد اول صفحہ ۲۶۸ میں ہے۔ لَا يُؤَذَّنُ فِي الْمَسْجِدِ یعنی مسجد کے اندر اذان دینا منع ہے۔ اور فتح القدیر جلد اول صفحہ ۲۱۵ میں ہے۔ قَالُوْا لَا يُؤَذَّنُ فِي الْمَسْجِدِ یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے اور طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح صفحہ ۱۷ میں ہے۔ يُكْرَهُ اَنْ يُؤَذَّنَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا فِي الْقُهُسْتَانِيْ عَنِ النَّظْمِ یعنی مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے اسی طرح قہستانی میں نظم ہے...... لہٰذا یہ جو رواج ہو گیا کہ اذان مسجد کے اندر دی جاتی ہے غلط ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس غلط رواج کو ترک کر کے حدیث و فقہ پر عمل کریں۔

عید اور بقر عید

1- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا فَقَالَ مَا هٰذَانِ الْيَوْمَانِ قَالَ كُنَّا نَلْعَبُ فِيْهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْاَضْحٰى وَ يَوْمَ الْفِطْرِ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضور ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہاں کے لوگ سال میں دو دن کھیل کود کرتے ہیں، خوشی مناتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ دو دن کیسے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا ان دنوں میں ہم لوگ زمانہ جاہلیت کے اندر خوشیاں مناتے اور کھیل کود کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان دنوں کو ان سے بہتر دنوں میں تبدیل کر دیا ہے ان میں سے ایک

دن عید الفطر اور دوسرا دن عید الاضحیٰ ہے''۔

2- عَنْ اَبِی الْحَوَیْرَثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَتَبَ اِلٰی عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَ ھُوَ بِنَجْرَانَ عَجِّلِ الْاَضْحٰی وَ اَخِّرِ الْفِطْرَ وَ ذَکِّرِ النَّاسَ۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت ابو الحویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے عمرو بن حزم کو جبکہ وہ نجران میں تھے لکھا کہ وہ بقرعید کی نماز جلد پڑھو اور عید الفطر کی نماز دیر سے پڑھو، اور لوگوں کو وعظ سناؤ''۔

3- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ الْعِیْدَیْنِ غَیْرَ مَرَّۃٍ وَ لَا مَرَّتَیْنِ بِغَیْرِ اَذَانٍ وَّ لَا اِقَامَۃٍ۔ (مسلم)

''حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز بغیر اذان و اقامت کے پڑھی ہے۔ ایک بار نہیں بلکہ کئی بار''۔

4- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَغْدُوْ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَاْکُلَ تَمَرَاتٍ وَ یَاْکُلُھُنَّ وِتْرًا۔ (بخاری)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عید الفطر کے دن جب حضور ﷺ چند کھجوریں نہ کھا لیتے عید گاہ کو تشریف نہ لے جاتے اور آپ طاق کھجوریں تناول فرماتے''۔

5- عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَطْعَمَ وَلَا یَطْعَمُ یَوْمَ الْاَضْحٰی حَتّٰی یُصَلِّیَ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عید الفطر کے دن جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ کھا نہ لیتے عید گاہ تشریف نہ لے جاتے اور عید الاضحیٰ کے دن اس وقت تک کچھ نہ کھاتے جب تک نماز نہ پڑھ لیتے''۔

6- عَنْ جَابِرٍ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدٍ خَالَفَ الطَّرِیْقَ۔ (بخاری)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ عید کے دن دو مختلف راستوں سے آتے جاتے تھے''۔

انتباہ

1- عیدین کی نماز کے بعد مصافحہ و معانقہ کرنا جیسا کہ عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے اس لئے کہ اس میں اظہار مسرت ہے۔ (بہارِ شریعت)

2- عورتوں کو عیدین کی نماز جائز نہیں۔ اس لئے کہ عیدگاہ میں مردوں کے ساتھ اختلاط ہوگا اور اسی لئے اب عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں۔ دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین خواہ وہ جوان ہو یا بڑھیا جیسا کہ تنویر الابصار و درمختار میں ہے۔ يكره حضور هن الجماعته و لو لجمعة و عيدو وعظ مطلقا و لو عجوز اليلا على المذهب المفتي به لفساد الزمان اور اگر صرف عورتیں جماعت کریں تو یہ بھی ناجائز ہے۔ اس لئے کہ صرف عورتوں کی جماعت ناجائز و مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۸۰ میں ہے۔ يكره امامة المراة لنساء فى الصلوات كلها من الفرائض و النوافل الافى الصلوة الجنازة هكذا فى النهاية اور جیسا کہ درمختار میں ہے۔ و يكره تحريما جماعة النساء و لو فى التراويح فى غير صلاة جنازة اور اگر فرداً فرداً پڑھیں تو بھی نماز جائز نہ ہوگی اس لئے کہ عیدین کی نماز کیلئے جماعت شرط ہے۔ و اذا فات الشرط فات المشروط۔ ہاں عورتیں اس دن اپنے اپنے گھروں میں فرداً فرداً نفل نمازیں پڑھیں تو باعث ثواب و برکت اور سبب ازدیادِ نعمت ہے۔

❀……❀……❀

کتاب الجنائز

بیماری

1- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَ لَاهَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا اَذًی وَلَا غَمٍّ حَتّٰی الشَّوْکَۃِ یُشَاکُھَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ خَطَایَاہُ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو کوئی رنج، کوئی دکھ، کوئی فکر، کوئی تکلیف، کوئی اذیت اور کوئی غم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ وہ کانٹا جو اسے چھبے مگر اللہ تعالیٰ ان کے سبب اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے“۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُصِیْبُہٗ اَذًی مِّنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاہُ اِلَّا حَطَّ اللّٰہُ بِہٖ سَیِّاٰتِہٖ کَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَۃُ وَرَقَھَا۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا کہ رسول کریم نے فرمایا کہ نہیں پہنچتی مسلمان کو اذیت مرض سے، یا اس کے سوا کچھ اور، لیکن اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے (صغیرہ) گناہوں کو ساقط کر دیتا ہے۔ جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں“۔

3- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ ذُکِرَتِ الْحُمّٰی عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَسَبَّھَا رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تَسُبُّھَا فَاِنَّھَا تَنْفِی الذُّنُوْبَ کَمَا تَنْفِی النَّارُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ۔
(ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کے حضور میں بخار کا ذکر کیا گیا تو ایک شخص نے بخار کو برا کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ برا نہ کہو اس لئے کہ وہ (مومن کو) گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے آگ لوہے کی میل کو صاف کر دیتا ہے“۔

4- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِنِ السُّلَمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَّمْ یَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ فِیْ جَسَدِهٖ اَوْ فِیْ مَالِهٖ اَوْ فِیْ وَلَدِهٖ ثُمَّ صَبَّرَهٗ عَلٰی ذٰلِكَ حَتّٰی یُبَلِّغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِیْ سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ۔ (احمد، ابوداؤد)

”حضرت محمد بن خالد سلمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بندہ کیلئے علم الٰہی میں جب کوئی مرتبہ کمال مقدر ہوتا ہے اور وہ اپنے عمل سے اس مرتبے کو نہیں پہنچتا تو خدائے تعالیٰ اس کے جسم یا مال یا اولاد پر مصیبت ڈالتا ہے پھر اس پر صبر عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ اسے اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔ جو اس کیلئے علم الٰہی میں مقدر ہو چکا ہے“۔

5- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا کَثُرَتْ ذُنُوْبُ الْعَبْدِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ مَا یُکَفِّرُهَا مِنَ الْعَمَلِ ابْتَلَاهُ بِالْحُزْنِ لِیُکَفِّرَهَا عَنْهُ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اس کے عمل میں کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جو گناہوں کا کفارہ بن سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو غم اور پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے تا کہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے“۔

6- عَنْ سَعْدٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ یُبْتَلَی الرَّجُلُ عَلٰی حَسَبِ دِیْنِهٖ فَاِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِهٖ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلَاءُهٗ وَاِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِهٖ رِقَّةٌ هُوِّنَ عَلَیْهِ فَمَا زَالَ کَذٰلِكَ حَتّٰی یَمْشِیَ عَلَی الْاَرْضِ مَالَهٗ ذَنْبٌ۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

”حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون لوگ سخت بلاؤں میں مبتلا ہوتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سب سے پہلے) انبیاء کرام پھر ان کے بعد جو افضل ہیں پھر ان کے بعد جو افضل ہیں یعنی حسب مراتب آدمی کا دین کے ساتھ جیسا تعلق ہوتا ہے اسی اعتبار سے بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے اگر

دین میں سخت ہے تو بلا بھی اس پر سخت ہوگی اور اگر دین میں کمزور ہے تو اس پر آسانی کی جاتی ہے۔ یہی سلسلہ ہمیشہ رہتا ہے۔ یہاں تک کہ زمین پر وہ یوں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا"۔

7- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِیْكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَی الْقَتْلِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَلْمَطْعُوْنُ شَهِیْدٌ وَ الْغَرِیْقُ شَهِیْدٌ وَ صَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِیْدٌ وَ الْمَبْطُوْنُ شَهِیْدٌ وَ صَاحِبُ الْحَرِیْقِ شَهِیْدٌ وَ الَّذِیْ یَمُوْتُ تَحْتَ الْهَدَمِ شَهِیْدٌ اَلْمَرْأَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَهِیْدٌ۔ (مالک، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

"حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں قتل کے علاوہ سات (7) شہادتیں اور ہیں جو طاعون میں مرے شہید ہے جو ڈوب کر مرے شہید ہے جو ذات الجنب (نمونیہ) میں مرے شہید ہے۔ جو پیٹ کی بیماری میں مرے شہید ہے جو عمارت کے نیچے دب کر مرجائے شہید ہے اور جو عورت بچہ کی پیدائش کے وقت مرجائے شہید ہے"۔

الحاصل

بیماری سے بظاہر تکلیف پہنچتی ہے لیکن حقیقت میں وہ بہت بڑی نعمت ہے جس سے مومن کو ابدی راحت و آرام کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے اس لئے کہ یہ ظاہری بیماری حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک بڑا زبردست علاج ہے بشرطیکہ آدمی مومن اور سخت سے سخت بیماری میں صبر و شکر سے کام لے اگر صبر نہ کرے بلکہ جزع فزع کرے تو بیماری سے کوئی معنوی فائدہ نہ پہنچے گا یعنی ثواب سے محروم رہے گا۔ بعض نادان بیماری میں نہایت بے جا کلمات بول اٹھتے ہیں اور بعض خدائے تعالیٰ کی جانب ظلم کی نسبت کرکے کفر تک پہنچ جاتے ہیں یہ ان کی انتہائی شقاوت اور دنیا آخرت کی ہلاکت کا سبب ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بیمار کی مزاج پرسی

1- عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا

مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت ومغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جو شام کے وقت عیادت کرتا ہے اس کیلئے ستر ہزار فرشتے صبح تک دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہے"۔

2- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَعَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوْعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ سِتِّيْنَ خَرِيْفًا۔ (احمد)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اچھا وضو کیا اور محض ثواب حاصل کرنے کی غرض سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی تو اس کو ساٹھ برس کی مسافت کے فاصلے پر دوزخ سے دور کر دیا جاتا ہے"۔

3- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا نَادٰى مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا۔ (ابن ماجہ)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بیمار کی عیادت کو جاتا ہے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ تو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا اور جنت کی ایک منزل کو تو نے (اپنا) ٹھکانا بنا لیا"۔

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ يَخُوْضُ الرَّحْمَةَ حَتّٰى يَجْلِسَ فَاِذَا جَلَسَ اِغْتَمَسَ فِيْهَا۔ (احمد، مالک)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو وہ رحمت کے دریا میں غوطہ زن رہتا ہے جب تک کہ بیٹھ نہیں جاتا اور

جب بیٹھ جاتا ہے تو غریق دریائے رحمت ہو جاتا ہے"۔

5- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَی الْمَرِیْضِ فَنَفِّسُوْا لَہٗ فِیْ اَجَلِہٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَیَطِیْبُ بِنَفْسِہٖ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

"حضرت ابو سعید ؓ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم بیمار کی مزاج پرسی کو جاؤ تو موت کے بارے میں اس کا رنج و غم دور کرو اگرچہ اس سے اس کی موت کا وقت نہیں ٹل سکتا لیکن اس کا دل خوش ہو جائے گا"۔

6- عَنِ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَفْضَلُ الْعِیَادَۃِ سُرْعَۃُ الْقِیَامِ۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

"حضرت سعید بن مسیب ؓ سے مرسلاً منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بہترین عیادت یہ ہے کہ مزاج پرسی کے بعد فوراً اٹھ جائے۔

7- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَعُوْدُ مُسْلِمًا فَیَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَكَ اِلَّا شُفِیَ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُہٗ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

"حضرت ابن عباس ؓ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی کی عیادت کو جائے تو سات بار یہ دعا پڑھے (یعنی اللہ بزرگ و برتر سے دعا کرتا ہوں جو عرش عظیم کا مالک ہے کہ تجھے شفا بخشے) اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَكَ اگر موت کا وقت نہیں آگیا ہے تو اسے ضرور شفا ہوگی۔

دواء

1- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَاءً۔ (بخاری شریف)

"حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں کی جس کے لیے شفا یعنی دوا نہ اتاری ہو"۔

2- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَاِذَا اُصِيْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَاَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر بیماری کی دوا ہے۔ جب بیماری کو (اس کی صحیح) دوا پہنچا دی جاتی ہے تو خدائے تعالیٰ کے حکم سے بیمار اچھا ہو جاتا ہے“۔

3- عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَوَوْا بِحَرَامٍ۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے بیماری پیدا کی ہے دوا بھی اور ہر بیماری کی دوا مقرر فرمائی ہے۔ لہٰذا دوا کرو لیکن حرام چیز سے دوا نہ کرو“۔

4- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبْثِ۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے نجس دوا (کے استعمال) سے منع فرمایا ہے“۔

انتباہ

انگریزی دوائیں بکثرت ایسی موجود ہیں جن میں اسپرٹ اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۲۷)

دعا تعویذ

1- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ النَّبِىُّ ﷺ اَنْ نَسْتَرْقِىَ مِنَ الْعَيْنِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ ہم نظر بد کیلئے دعا تعویذ کرائیں“۔

2- عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِىْ بَيْتِهَا

جَارِيَةً فِيْ وَجْهِهَا سَفْعَةٌ يَعْنِيْ صُفْرَةً فَقَالَ اِسْتَرْقُوْا لَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت اِم سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا جس کا چہرہ زرد تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے دعا تعویز کراوَ، اسے نظر بد لگی ہے"۔

3- عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ الْاَشْجَعِي قَالَ كُنَّا نَرْقِىْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرىٰ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَاْسَ بِالرُّقىٰ مَالَمْ يَكُنْ فِيْهِ شَرْكٌ۔ (مسلم شریف)

"حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتے تھے (اسلام لانے کے بعد) ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان منتروں کی بابت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے منتر مجھے سناوَ۔ ان منتروں میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ ان میں شرک نہ ہو"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں یعنی اسمائے جن وشیاطین نباشد واز معانی آن کفر لازم نیاید ولہٰذا گفتہ اند کہ آنچہ معنی او معلوم نہ باشد رقیہ باآں نتواں کرد مگر آنکہ بہ نقل صحیح از شارع آمدہ باشد۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۶۰۴)

یعنی منتر میں جن وشیاطین کے نام نہ ہوں اور اس منتر کے معانی سے کفر لازم نہ آتا ہو (تو اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں) اور اس لئے علمائے سلف نے فرمایا ہے کہ جس منتر کا معنی معلوم نہ ہو اسے نہیں پڑھ سکتے لیکن جو شارع اسلام سے صحیح طور پر منقول ہو (اسے پڑھ سکتے ہیں اگرچہ اس کا معنی معلوم نہ ہو)

موت

1- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَكْثِرُوْا ذِكْرَهَا ذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتَ۔ (ترمذی۔ نسائی)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز (موت) کو اکثر و بیشتر یاد کرو"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ باب تمنی الموت وذکرہ میں فرماتے ہیں کہ ذکر موت کنایت ست از خوف وخشیت حق وعمل بمقتضائے آں وتوبہ واستغفار وتقدیم وترجیح نفع در آخرت والا ذکر موت و یاد داشتن آں بے عمل چیزے نیست بلکہ تو اند کہ سبب قساوت قلب گردد چنانکہ ذکر حق سبحانہ وتعالیٰ بہ غفلت۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۶۵۳)

یعنی موت کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دل میں خدائے تعالیٰ کا خوف وخشیت ہو اور اسی کے حکم کے مطابق عمل ہو نیز توبہ واستغفار کرے اور آخرت کے نفع کو (دنیا کے نفع پر) مقدم رکھے اور ترجیح دے۔ ورنہ بغیر عمل کے موت کا چرچا کرنا اور اس کو یاد رکھنا کوئی چیز نہیں ہے بلکہ (ایسا کرنا) دل کی قساوت اور سختی کا سبب ہو سکتا ہے جیسے کہ غفلت اور بے عملی کے ساتھ خدائے تعالیٰ کو (صرف زبانی طور پر) یاد کرنا (قساوت قلبی کا سبب ہے)

2- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَاِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّهٗ یَسْتَعْتِبَ۔ (بخاری شریف)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی موت کی آرزو نہ کرے (اس لئے کہ) وہ یا تو نیکوکار ہوگا تو ممکن ہے اس کے لیے نیک عمل میں زیادتی ہو جائے اور یا بدکار ہوگا تو ہو سکتا ہے آئندہ توبہ کر کے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر لے"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ از روئے مرگ بجہت ضرر دنیا مانند مرض یا فقر یا مانند آن مکروہ است زیرا کہ آں علامت بے صبری وبستوہ آمدن از تقدیر الٰہی وناراض بودن از آن ست۔ اما از جہت محبت وشوق بلقائے الٰہی تعالیٰ وخلاص از تنگنائے ایں سرائے ومحنت آں وصول بملک آخرت ونعیم آں نشان ایمان وکمال اوست وہمچنیں مکروہ نیست از جہت خوف ضرر دینی یعنی دنیوی نقصان جیسے بیماری یا غریبی وغیرہ کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا نیز اس دنیا کی تنگی اور پریشانی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے موت کی تمنا کرنا

مکروہ ہے۔ اور ملک آخرت اور جنت میں پہنچنے کے لیے موت کی آرزو کرنا ایمان اور اس کے کمال کی نشانی ہے۔ اسی طرح دینی ضرر کے خوف سے موت کی تمنا کرنا مکروہ نہیں ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۶۵۳)

3- عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَابٍ وَھُوَ فِی الْمَوْتِ فَقَالَ کَیْفَ تَجِدُکَ قَالَ اَرْجُوْ اللّٰہَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنِّیْ اَخَافُ ذُنُوْبِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ مَا یَرْجُوْا وَاٰمَنَہٗ مِمَّا یَخَافُ۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے جو قریب المرگ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو اپنے آپ کو کس حال میں پاتا ہے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خدائے تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں (یعنی خوف ورجا) اس موقع پر جس بندہ کے دل میں ہوں گے خدائے تعالیٰ اسے وہ چیز دے گا جس کی وہ امید رکھتا ہے اور اس چیز سے محفوظ رکھے گا جس سے وہ ڈرتا ہے‘‘۔

4- عَنْ مَعْقَلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَؤُا سُوْرَۃَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ۔ (احمد، ترمذی)

’’حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کے قریب سورۃ یٰسین شریف پڑھو‘‘۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ظاہر آنست کہ مراد محتضر باشد عمل نیز ہم بریں ست واحتمال دارد کہ مراد بعد از موت درخانہ یا بر سر قبر۔

یعنی مراد یہ کہ موت کے وقت سورۃ یٰسین پڑھی جائے اور اسی پر عمل بھی ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ مراد ہو کہ موت کے بعد گھر میں پڑھی جائے یا قبر کے سرہانے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۲۶۲)

5- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا

اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ (مسلم شریف)

"حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرو"۔

تلقین کی صورت یہ ہے کہ موت کے وقت حاضرین بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھیں لیکن مرنے والے کو اس کے پڑھنے کا حکم نہ دیں

غسل و کفن

1- عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَہٗ فَقَالَ اِغْسِلْنَہَا وِتْرًا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا وَابْدَأْنَ بِمَیَامِنِہَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْہَا۔ (بخاری)

"حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کو غسل دے رہے تھے تو حضور نے فرمایا کہ اسے غسل دو طاق یعنی تین یا پانچ یا سات بار، غسل کا سلسلہ داہنی جانب سے اور وضو کے اعضاء سے شروع کریں"۔

میت کو غسل دینے میں کلی نہ کرائے اور نہ ناک میں پانی ڈالا جائے۔ (بہار شریعت)

2- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا کَفَّنَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُحْسِنْ کَفَنَہٗ۔ (مسلم شریف)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو چاہئے کہ اچھا کفن دے"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ مراد بہ تحسین کفن آنست کہ تمام باشد و نظیف و سفید و بے اسراف و تبذیر، و نو و شستہ دراں برابر ست اما آنچہ مسفر قان کند بریا و تکبر حرام و مکروہ است اشد حرمت و کراہت۔

یعنی اچھے کفن کا مطلب یہ ہے کہ کفن پورا ہو اور صاف ستھرا اور سفید ہو اور اس میں

اسراف و بے جا خرچ نہ ہو۔ نیا کفن اور پرانا جو دھویا ہو دونوں کا حکم ایک ہے لیکن اسراف و فضول خرچی کرنے والے جوریا اور تکبر سے کرتے ہیں وہ سخت مکروہ اور شدید حرام ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۶۷۲)

3- عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّھَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ وَکَفِّنُوْا فِیْھَا مَوْتَاکُمْ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ وہ عمدہ قسم کے کپڑے ہیں اور سفید کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو''۔

ضروری انتباہ

1- عوام میں جو مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کاندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منہ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے۔ صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔ (بہار شریعت جلد ۴ صفحہ ۵۱۹)

2- میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔ درمختار مع ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۰۰ میں ہے۔ یُوْضَعُ یَدُہٗ فِیْ جَانِبَیْہِ لَا عَلٰی صَدْرِہٖ لِاَنَّہٗ مِنْ عَمَلِ الکفار۔

3- بعض جگہ میت کے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اسطرح رکھتے ہیں کہ ''جیسے نماز کے قیام میں'' یہ بھی منع ہے۔

4- تہبند چوٹی سے قدم تک ہونا چاہئے یعنی لفافہ سے اتنا چھوٹا جو بندش کے لیے زیادہ تھا۔ فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۵۰ ہدایہ جلد اول صفحہ ۱۳۷ اور ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۰۳ میں ہے اَلْاِزَارُ مِنَ الْقَرْنِ اِلَی الْقَدَمِ یعنی تہبند کی مقدار چوٹی سے قدم تک ہے۔ اسی طرح بہار شریعت میں ہے، لہٰذا بعض لوگ جو ناف سے پنڈلی تک رکھتے ہیں یہ صحیح نہیں۔

5- عورت کی اوڑھنی نصف پشت سے سینہ تک ہونی چاہئے جس کا اندازہ تین ہاتھ یعنی

ڈیڑھ گز ہے اور عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہونا چاہئے اور جو لوگ زندگی کی طرح اوڑھنی رکھتے ہیں یہ بے جا اور خلاف سنت ہے۔ (بہار شریعت)

6- عورت کے لیے سینہ بند پستان سے ناف تک ہو اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ وَالْاَوْلٰی اَنْ تَکُوْنَ الْخِرْقَۃُ مِنَ الثَّدْیَیْنِ اِلَی الْفَخِذِ کَذَا فِی الْجَوْھَرَۃِ النَّیِّرَۃِ۔

7- سینہ بند لفافہ کے اوپر چاہئے، فتاوٰی عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۵۱ میں ہے ثم الخرقة بعد ذلك تربط فوق الا كفان فوق الثديين كذا في المحيط اور فتح القدیر میں ہے۔ في شرح الكنز فوق الا كفان یعنی شرح کنز الدقائق میں سینہ بند کی جگہ سب کپڑوں کے اوپر مذکور ہے کہ لہٰذا سینہ بند کو سب کپڑوں سے پہلے لپیٹنے کا جو رواج ہے وہ غلط ہے۔

جنازہ

1- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَۃِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَۃً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَھَا اِلَیْہِ وَاِنْ تَكُ سِوٰی ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَہٗ عَنْ رِقَابِکُمْ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنازہ کے لیے جانے میں جلدی کرو اس لئے کہ اگر وہ نیک آدمی ہے تو اسے خیر کی (منزل) کی طرف جلد پہنچانا چاہئے اور اگر بدکار کا جنازہ ہے تو برے کو اپنی گردنوں سے جلد اتار دینا چاہئے''۔

2- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَۃَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّکَانَ مَعَہٗ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْھَا وَیَفْرُغَ مِنْ دَفْنِھَا فَاِنَّہٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ کُلُّ قِیْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیْھَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّہٗ یَرْجِعُ بِقِیْرَاطٍ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایمان کا تقاضا سمجھ کر اور حصول ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اس کی نماز پڑھے اور اس کے دفن سے فارغ ہو تو وہ دو قیراط ثواب لے کر واپس لوٹتا ہے جس میں ہر قیراط احد (پہاڑ) کے برابر ہے اور جو شخص صرف جنازہ کی نماز پڑھ کر واپس آجائے اور دفن میں شریک نہ ہو تو وہ ایک قیراط کا ثواب لے کر واپس ہوتا ہے''۔

3- عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيرًا فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرىٰ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ مَا وَجَبَتْ فَقَالَ هٰذَا اَثْنَيْتُمْ خَيْرً فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِى الْاَرْضِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چند صحابہ کرام حضور ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ کے قریب سے گزرے تو خیر کے ساتھ اس کا ذکر کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ واجب ہوگئی پھر لوگوں کا دوسرے جنازہ پر گزر ہوا تو برائی کے ساتھ اس کا ذکر کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا واجب ہوگئی۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا (یا رسول اللہ ﷺ کیا چیز واجب ہوگئی۔ فرمایا جس میت کا تم لوگوں نے بھلائی کے ساتھ ذکر کیا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم لوگوں نے برائی کی اس کے لیئے دوزخ واجب ہوگئی تم لوگ زمین پر خدائے تعالیٰ کے گواہ ہو''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ مراد ثنائے اہل خیر و صلاح و صدق تقویٰ بے مدخلیت غرض نفسانی ست کہ آن علامت بودن مردست از اہل جنت والا اگر بعضے از فساق و فجار بغرضے از اغراض یکے از اہل فسق بستایند یا یکے صالحے را نکوہش کنند قطع بداں نتواں کرد۔ یعنی خیر و صلاح اور صدق و تقویٰ والوں کی ایسی تعریف مراد ہے جس میں نفسانی غرض شامل نہ ہو اس لیے ہی تعریف آدمی کے جنتی ہونے کی نشانی ہوتی ہے ورنہ اگر بعض فاسق و فاجر کسی غرض سے کسی فاسق کی تعریف کریں یا

کسی نیک صالح آدمی کی برائی کریں تو اس کی وجہ سے (جنتی یا جہنمی ہونے کا) یقین نہیں کر سکتے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۶۸۲)

4- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَسُبُّوْ االْاَمْوَاتِ۔ (بخاری شریف)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مُردوں کو گالی نہ دو"۔

5- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَا کُم وَکُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْھِمْ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مُردوں کی نیکیوں کا چرچا کرو اور ان کی برائیوں سے چشم پوشی کرو"۔

حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ ایں مخصوص ست بمسلماناں وصالحان و آنکہ آشکار افسق نکنند وظلم نہ کنند (اشعۃ اللمعات جلد ا) یعنی یہ حکم نیک مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے جو علانیہ فسق وظلم نہیں کرتے۔

6- عَنْ مُحَمَّدِبْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ اِنَّ جَنَازَۃَ بَالْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ وَلَمْ یَقُمْ اِبْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ اَلَیْسَ قَدْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِجَنَازَۃِ یَھُوْدِیٍّ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ جَلَسَ۔

"حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ حضرت امام حسن بن علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے قریب سے گزرا تو حضرت امام حسن کھڑے ہو گئے اور حضرت ابن عباس نہیں کھڑے ہوئے۔ حضرت امام حسن نے حضرت ابنِ عباس سے فرمایا کیا حضور ﷺ ایک یہودی کا جنازہ دیکھ کر کھڑے نہیں ہوئے تھے؟ حضرت ابن عباس نے کہا ہاں لیکن پھر اس کے بعد بیٹھے رہتے تھے (اور کھڑے نہ ہوتے تھے)۔

اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت ہے کہ پس حکم سابق منسوخ شد و این نسخ در جنازہ یہود باشد یا مطلق واللہ اعلم وظاہر ثانی ست۔

یعنی یا تو پہلا حکم منسوخ ہو گیا اور یہ منسوخ ہونا صرف یہودی جنازہ کے بارے میں ہے

یا ہر ایک کے لیے، خدائے تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ سب کے لیے ہے۔ عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۵۲ میں ہے۔ لَا یَقُوْمُ لِلْجَنَازَةِ اِلَّا اَنْ یُّرِیْدَ یَشْهَدُهَا یعنی جنازے کے لیے نہ کھڑا ہو لیکن اس میں شرکت کا ارادہ ہو تو کھڑا ہو سکتا ہے اور طحطاوی صفحہ ۳۶۷ میں ہے۔ فَهُوَ مَكْرُوْهٌ كَمَا فِی القهستانی یعنی جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا مکروہ ہے جیسا کہ قہستانی میں ہے۔

دفن میت

1۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْآخَرُ لَا يَلْحَدُ فَقَالُوا اَيُّهُمَا جَاءَ اَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَهُ فَجَاءَ الَّذِیْ يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ (شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

”حضرت عروہ بن زبیر ؓ نے فرمایا کہ مدینہ شریف میں دو آدمی قبر کھودا کرتے تھے۔ ایک ان میں سے (حضرت ابوطلحہ انصاری ؓ تھے جو) لحد یعنی بغلی کھودتے تھے اور دوسرے (حضرت ابوعبید بن الجراح ؓ تھے) جو بغلی نہیں کھودتے تھے (بلکہ شق یعنی صندوقی قبر بناتے تھے) حضور ﷺ کے وصال پر صحابہ نے آپس میں طے کیا کہ جو جوان دونوں میں سے پہلے آئے گا وہ اپنا کام کرے گا۔ تو پہلے وہ صحابی آئے جو لحد کھودا کرتے تھے تو انہوں نے حضور ﷺ کے لیے بغلی قبر تیار کی“۔

2۔ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ قَالَ شَهِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَنَازَةَ رَجُلٍ فَقَالَ يَا عَلِيُّ اسْتَقْبِلْ بِهٖ اِسْتِقْبَالًا وَقُوْلُوْا جَمِيْعًا بِاسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَضَعُوْهُ لِجَنْبِهٖ وَلَا تَكُبُّوْهُ لِوَجْهِهٖ وَلَا تُلْقُوْهُ لِظَهْرِهٖ۔ (بدائع الصنائع)

”حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے ایک آدمی کے جنازہ میں شرکت کی تو فرمایا اے علی مردہ کو قبلہ کی جانب متوجہ کرو اور سب لوگ باسمه اللّٰه وعلی ملة رسول اللّٰه ﷺ پڑھو اور اس کو کروٹ پر رکھو۔ منہ کے بل اوندھا نہ کرو اور نہ پیٹھ کے بل چت لٹاؤ“۔

اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ میت کو داہنی کروٹ پر لٹایا جائے اور یہی صحیح ہے جیسا کہ بہار شریعت جلد چہارم صفحہ ۵۴۵ میں ہے، میت کو داہنی کروٹ پر لٹائیں اور فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۵۵ میں ہے۔ وَيُوْضَعُ فِي الْقَبْرِ عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ كَذَافِي الْخُلَاصَةِ اور درمختار جلد اول صفحہ ۶۲۶ میں ہے۔ وَيَنْبَغِيْ كَوْنُهٗ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ اور بحرالرائق جلد ثانی صفحہ ۱۹۴ میں ہے۔ تَكُوْنُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ اور بدائع جلد اول صفحہ ۳۱۹ میں ہے۔ يُوْضَعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ مُتَوَجِّهًا اِلَى الْقِبْلَةِ اور مراقی الفلاح میں ہے۔ يُوَجِّهُ اِلَى الْقِبْلَةِ ان عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ میت کو قبر میں داہنے پہلو لٹانا بہتر ہے فتح القدیر جلد ثالث صفحہ ۹۵ پر ہے۔ اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْقَبْرِ الشَّرِيْفِ الْمُكَرَّمِ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ یعنی حضور ﷺ عظمت والی قبر شریف میں قبلہ رو اپنے داہنے پہلو پر (رونق افروز) ہیں اور طحطاوی صفحہ ۲۶۹ میں ہے۔ وَيُسْنَدُ الْمَيِّتُ مِنْ وَّرَائِهٖ بِنَحْوِ تُرَابٍ لِئَلَّا يَنْقَلِبَ یعنی میت کو کروٹ پر لٹانے میں اس کی پیٹھ کی جانب مٹی وغیرہ کی ٹیک لگا دی جائے تاکہ وہ پلٹ نہ جائے۔

3- عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ اَنَّهٗ رَاٰى قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ مُسَنَّمًا۔ (بخاری)

"حضرت سفیان تمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر شریف کو دیکھا جو اونٹ کے کوہان کی طرح (اٹھی ہوئے) تھی۔

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ رُشَّ قَبْرُ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ الَّذِيْ رَشَّ الْمَاءَ عَلٰى قَبْرِهٖ بِلَالُ بْنُ رُبَاحٍ بِقِرْبَةٍ بَدَاَ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى رِجْلَيْهِ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر شریف پر پانی چھڑکا گیا اور پانی چھڑکنے والے حضرت بلال بن رباح تھے۔ انہوں نے مشک سے پانی سرہانے کی طرف سے چھڑکنا شروع کیا اور قدموں تک چھڑکا"۔

انتباہ

1- مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھ سے تین بار مٹی ڈال لیں۔ پہلی بار مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری بار وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری بار وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى

پڑھیں۔ (طحطاوی، بہارِ شریعت)

2- شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں۔ (بہارِ شریعت)

3- میت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ لکھنا بہتر ہے۔ درمختار ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۳۳ میں ہے۔ كتب على جبهة الميت اوعمامته او كفنه عهد نامه يرجى ان يغفر اللّٰه للميت۔

4- پیشانی پر بسم اللہ شریف یا سینہ پر کلمہ طیبہ لکھنا جائز ہے مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پہلے کلمہ انگلی سے لکھیں روشنائی سے نہ لکھیں۔ (ردالمحتار جلد ۱ صفحہ ۶۳۴)

5- دفن کے بعد قبر کے سرہانے اذان پڑھنا جائز بلکہ مستحسن ہے۔

6- علماء سادات اور مشائخ کرام کی قبروں پر قبہ یا عمارات بنانا جائز ہے ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۲۷ میں ہے۔ قِيْلَ لَا يَكْرَهُ الْبِنَاءُ اِذَا كَانَ الْمَيِّتَ مِنَ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ وَالسَّادَاتِ۔ نیز مختار باب الدفن اور طحطاوی صفحہ ۳۷۰ میں ہے۔ لايرفع عليه بناء وقيل لا باس به وهو المختار۔

7- اولیائے کرام کی اظہار عظمت کے لیے ان کے مزارات پر چادر ڈالنا، پھول رکھنا اور ان کے مزارات کے قریب چراغ روشن کرنا جائز ہے۔ (ردالمحتار عالمگیری، حدیقہ ندیہ)

میت پر رونا

1- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَال رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَاتَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُّعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ اَوْيَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو کر سن لو کہ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم کے سبب خدائے تعالیٰ عذاب نہیں فرماتا (اور زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) لیکن اس کے سبب عذاب یا رحم فرماتا ہے اور گھر

والوں کے رونے کی وجہ سے میت پر عذاب ہوتا ہے جبکہ اس نے رونے کی وصیت کی یا وہاں رونے کا رواج ہو اور اس نے منع نہ کیا ہو یا یہ مطلب ہے کہ ان کے رونے سے میت کو تکلیف ہوتی ہے"۔

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهٗ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ، وَمِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَمِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطَانِ۔ (مشکوٰۃ)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آنسو آنکھ سے ہو اور جو غم دل سے ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اسکی رحمت کا حصہ ہے اور غم کا جو اظہار ہاتھ اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے"۔

3- عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمَلٰٓئِكَتِهٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ ابْنُوْا لِعَبْدِیْ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ۔ (احمد، ترمذی)

"حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی مومن بندہ کا بیٹا مر جاتا ہے تو خدائے تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندہ کے بیٹے کی روح قبض کر لی تو وہ عرض کرتے ہیں ہاں۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے اس کے دل کے میوہ کو توڑ لیا تو وہ عرض کرتے ہیں ہاں۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے (اس مصیبت پر) میرے بندہ نے کیا کہا؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تیری تعریف کی اور انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا، تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کیلئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو"۔

4- عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يُتَوَفّٰی لَهُمَا ثَلَاثَةٌ اِلَّا اَدْخَلَهُمَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمَا فَقَالُوْا يَا

رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِثْنَانِ قَالَ لَوْ اثنان قَالُوْا اَوْ وَاحِدٌ قَالَ اَوْ وَاحِدٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّ السِّقْطَ لَیَجُرُّ اُمَّهٗ بِسَرَرِهٖ اِلَی الْجَنَّةِ اِذَا احْتَسَبَتْهُ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن دو مسلمان یعنی میاں بیوی کے تین بچے مرجائیں تو خدائے تعالیٰ ان دونوں کو اپنے فضل و رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر دو بچے انتقال کر جائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کا بھی یہی اجر ہے پھر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر ایک فوت ہو جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کا بھی یہی اجر ہے پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ خام حمل جو ساقط ہو جاتا ہے وہ اپنی ماں کو آنول کے ذریعہ جنت کی طرف کھینچے گا جبکہ ماں (اس تکلیف پر) صبر اور ثواب کی طالب ہوئی ہو"۔

5- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رضی اللّٰه عنهما قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْیُ جَعْفَرٍ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم اصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاهُمْ مَا یُشْغِلُهُمْ۔

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

"حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو اس لئے کہ ان کو وہ مصیبت پہنچی ہے جو انہیں کھانا پکانے سے باز رکھے گی"۔

اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دریں حدیث دلیل ست برآنکہ مستحب ست خویشاں و ہمسایگاں و دوستان را تہیہ طعام مر اہل میت را۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول)

یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دوستوں کو میت کے گھر پکا ہوا کھانا لانا مستحب ہے۔

انتباہ

1- نوحہ یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بین کہتے

ہیں بالا جماع حرام ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ جوہرہ)

2- گریبان پھاڑنا، منہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر مٹی ڈالنا، ران پر ہاتھ مارنا اور سینہ کوٹنا سب جاہلیت کے کام ہیں، ناجائز اور گناہ ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ا مصری صفحہ ۱۵۷)

3- آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں۔ (بہار شریعت)

4- تعزیت مسنون ہے اور اس کا وقت موت سے تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے اور اگر کوئی موجود نہ تھا یا علم نہ تھا تو بعد میں حرج نہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری)

5- تعزیت میں یہ کہ یہ کہے کہ خدائے تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر کی توفیق دے اور مصیبت پر ثواب عطا فرمائے یا اسی کی مثل دوسرے جملے کہے۔

6- میت کے گھر صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے۔ اس کے بعد مکروہ ہے۔

(بہار شریعت بحوالہ عالمگیری)

7- میت کے گھر والے تیجہ کے دن اس کے بعد میت کے ایصالِ ثواب کے لیے فقرا اور مساکین کو کھانا کھلائیں تو بہتر ہے لیکن دوست احباب اور عام مسلمانوں کی دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۵۷) میں ہے۔ **لا یباح اتخاذ الضیافة عند ثلاثة ایام کذافی التتار خانیة** اور ردالمحتار جلد ا صفحہ ۲۶۹ اور فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۱۰۲ ہے۔ **ویکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام اهل المیت لانه شرع فی السرور لا فی الشرورو هی بدعة مستقبحة۔**

8- تیجہ وغیرہ کا کھانا اکثر میت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ ورثہ میں نابالغ نہ ہو ورنہ سخت حرام ہے لیکن بالغ اگر اپنے حصہ سے کرے تو حرج نہیں۔

(بہار شریعت، بحوالہ خانیہ)

شہید

1- عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِ یْکَرَبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلشَّهِیْدِ عِنْدَ

اللّٰہِ سِتُّ خِصَالٍ یُغْفَرُلَہٗ فِیْ اَوَّلِ دَفْعَةٍ وَیُرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَیُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَیَامَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَکْبَرِ وَیُوْضَعُ عَلٰی رَاْسِہٖ تَاجُ الْوَقَارِ الْیَاقُوْتَةُ مِنْھَا خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا وَیُزَوَّجُ ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ زَوْجَةً مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ وَیَشَفَّعُ فِیْ سَبْعِیْنَ مِنْ اَقْرَبَائِہٖ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

''حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک شہید کے لیے چھ باتیں ہیں، پہلی ہی مرتبہ یعنی خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اسے بخشا جائے گا اور اس کا ٹھکانا جنت میں دکھا دیا جائے گا۔ عذاب قبر سے محفوظ رکھا جائے گا۔ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔ اس کے سر پر وقار کا ایسا تاج رکھا جائے گا کہ جس کا یاقوت دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا۔ اس کے نکاح میں بڑی بڑی آنکھوں والی بہتر (72) حوریں دی جائیں گی اور اس کے عزیزوں میں سے ستر آدمیوں کے لیے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی''۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاص اَنَّ النبی ﷺ قَالَ الْقَتْلُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ یُکَفِّرُ کُلَّ شَیءٍ اِلَّا الدَّیْنَ۔ (مسلم شریف)

''حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جانا قرض کے علاوہ ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے''۔

3- عَنْ سَھْلِ بْنِ حُنَیْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ سَاَلَ اللّٰہَ الشَّھَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَہُ اللّٰہُ مَنَازِلَ الشُّھَدَاءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِہٖ۔ (مسلم شریف)

''حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدائے تعالیٰ سے سچے دل سے شہادت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا مرتبہ عطا فرما دیتا ہے اگر چہ وہ اپنے بستر پر مرے''۔

4- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ بِہٖ نَفْسُہٗ مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِّنْ نِفَاقٍ۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مر گیا اور جہاد نہ

کیا نہ جہاد کا خیال دل میں لایا تو اس کی موت نفاق کی ایک قسم پر ہوئی''۔

5- عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ جَاهِدُوْا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ۔ (ابوداؤد، نسائی)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جان و مال اور زبانوں کے ذریعہ مشرکین سے جہاد کرو''۔

6- عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمُغْنِمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانَهُ فَمَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَاء فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا کہ کوئی مالِ غنیمت کے لیے لڑتا ہے کوئی شہرت و ناموری کے لیے لڑتا ہے اور کوئی اپنی بہادری و شجاعت کیلیے لڑتا ہے تو ان میں راہ حق میں لڑنے والا کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جو اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا ہو تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے''۔

قبروں کی زیارت

1- عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا۔ (مسلم)

''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیات سے منع کیا تھا (اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کرو''۔

2- عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ۔ (ابن ماجہ)

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا تو اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ ان کی

زیارت کرو۔ اس لئے کہ قبروں کی زیارت کرنا دنیا سے بیزار کرتا ہے۔ اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔

انتباہ

1- قبروں کی زیارت کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ پائینتی کی جانب سے جا کر میت کے سینہ کے سامنے کھڑا ہو اور یہ کہے۔ اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَا حِقُوْنَ نَسْالُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمُ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَة پھر تین یا پانچ یا سات یا گیارہ بار درود شریف پڑھے اس کے جس قدر ہو سکے قرآن شریف کی سورتیں اور آیتیں تلاوت کرے۔ مثلاً سورہ یٰسین، سورہ ملک، چاروں قل، سورہ فاتحہ، الم سے مفلحون تک آیۃ الکرسی اور امن الرسول وغیرہ پھر آخر میں درود شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرے اور افضل یہ ہے کہ ایصال ثواب میں سب مومنین و مومنات کو شامل کرے کہ ہر ایک کو پورا پورا ثواب ملے گا اور کسی کے اجر میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔ (ردالمحتار)

2- اولیائے کرام کے مزاراتِ مقدسہ کی زیارت کیلئے سفر کرنا جائز ہے۔

(بہار شریعت، بحوالہ ردالمحتار)

3- اولیائے کرام کی زیارت کرنا خدائے تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے اور زائرین کو کافر و بدعتی کہنا کھلی گمراہی اور بدعقیدگی ہے۔ تفسیر صاوی جلد اول صفحہ ۲۴۵ آیت کریمہ ابتغو الیہ الوسیلۃ کے تحت ہے کہ من الضلال البین والخسران الظاھر تکفیر المسلمین زیارۃ اولیاء اللّٰہ زاعمین ان زیارتھم من عبادۃ غیر اللّٰہ کلابل ھی من جملۃ الی المحبۃِ الیٰ اللّٰہ۔ یعنی اولیاء اللہ کی زیارت کے سبب مسلمانوں کو اس خیال سے کافر کہنا کہ ان کی زیارت، عبادت غیر اللہ ہے کھلی ہوئی گمراہی اور خسارے کا سبب ہے۔ (اولیاء کی زیارت عبادت غیر اللہ) ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ الحب فی اللہ میں سے ہے۔

منکرات شرعیہ اگر ایام عرس میں پائے جائیں تو ان کی وجہ سے زیارت ترک نہ کرے اس لیے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا بلکہ اسے برا جانے اور اصلاح کی

جدوجہد کرے جیسا کہ ردالمختار جلد اول صفحہ ۶۳۱ میں ہے۔ قال ابن حجر فی فتاوٰی والتبرك لما يحصل عندها من منكرات ومفاسد كاختلاط الرجال بالنساء و غير ذلك لان القربات لا تترك لمثل ذلك بل على الا نسان فعلها وانكار البدع بل وازالتها ان امكن اقلت ويويد مامر من عدم ترك اتباع الجنارة وان كان معها نساء ونائحات تامل۔

4- عورتوں کو عزیزوں کی قبروں پر جانا ممنوع ہے اس لئے کہ وہ جزع فزع کریں گی۔

5- اولیائے کرام کے مزارات مقدسہ پر برکت کیلئے حاضر ہونے میں بوڑھی عورتوں کے لیے حرج نہیں ہے اور جوان عورتوں کیلئے ناجائز ہے۔ جیسا کہ ردالمختار جلد اول صفحہ ۶۳۱ میں ہے والتبرك بزيارة قبور الصالحين فلاباس ازا كن عجائز ويكره ازا كن شواب كحضور الجماعة فى المساجد۔ اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ اسی کی مثل لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حاصله ان الرخصة لهن اذا كانت الزيارة على وجه ليس فيه فتنة۔ (طحطاوی صفحہ ۳۷۶) یعنی حاصل یہ ہے کہ عورتوں کیلئے اجازت صرف اس صورت میں ہے جبکہ زیارت ایسے طریقہ پر ہو کہ اس میں کوئی فتنہ نہ ہو اور حضرت الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقا (یعنی جوان ہوں یا بوڑھی سب) منع کی جائیں۔ (بہار شریعت چہارم صفحہ ۵۴۹)

6- مزارات قدسیہ پر ہاتھ پھیرنا، بوسہ دینا، ان کے سامنے جھکنا اور زمین پر چہرہ ملنا منع ہے۔ باب زیارت القبور صفحہ ۱۶۷ میں ہے مسح نہ کند قبر را و بوسہ ندہد آنرا و منحنی نہ شود و روئے بہ خاک نہ مالد کہ ایں عادت نصاری ست اور فتاوٰی عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ ۳۰۴ میں ہے۔ وَلَا يَمْسَحُ الْقَبْرَ وَلَا يُقَبِّلُهُ فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَادَةِ النَّصَارٰى یعنی قبر پر ہاتھ نہ پھیرے اور نہ اسے بوسہ دے اس لئے کہ وہ عادات نصاریٰ میں سے ہے اور فتاوٰی رضویہ جلد چہارم صفحہ ۸ میں ہے مزار کو بوسہ نہ دینا چاہئے۔

قبر کو سجدہ کرنا حرام ہے اور عبادت کی نیت ہو تو کفر ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۳۰ میں ہے السجدة حرام لغيره سبحانه یعنی غیر اللہ کے لیے سجدہ حرام ہے اور فتاوٰی عالمگیری جلد ۵

مصری صفحہ ۲۳۱ میں جواہر الاخلاطی سے ہے قال الفقیہ ابو جعفر رحمۃ اللّٰہ ان سجد للسلطان بنیۃ العبادۃ اولم تحضرہ البنیۃ فقد کفر یعنی فقیہ ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر عبادت کی نیت سے بادشاہ کو سجدہ کیا یا کوئی نیت اس وقت نہ تھی تو کافر ہو گیا۔

ایصالِ ثواب

1- عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَّقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗد وَالنِّسَائی۔

(ابوداؤد، نسائی، مشکوۃ)

”حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ ام سعد یعنی میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے۔ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی (بہترین صدقہ ہے تو حضور کے ارشاد کے مطابق) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایا (اور اسے اپنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے) کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے۔ (یعنی) اس کا ثواب ان کی روح کو ملے“۔

2- عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوْصِ وَاَظُنُّهَا تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَلَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ۔ (مسلم جلد اول صفحہ ۳۲۴)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا۔ اور وہ کسی بات کی وصیت نہ کر سکی۔ میرا گمان ہے کہ انتقال کے وقت اگر اسے کچھ کہنے کا موقع ملتا تو صدقہ ضرور دیتی تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کی روح کو ثواب پہنچے گا؟ سرکار اقدس نے فرمایا کہ ہاں پہنچے گا“۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ اِنَّ

الصَّدَقَةَ عَنِ الْمَيِّتِ تَنْفَعُ الْمَيِّتَ وَيَصِلُ ثَوَابُهَا وَهُوَ كَذٰلِكَ بِاِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ (نووی شرح مسلم جلد اول صفحہ ۳۲۴) یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اگر میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو میت کو فائدہ اور ثواب پہنچتا ہے۔ اسی پر علماء کا اتفاق ہے۔ (ان احادیث کریمہ سے مندرجہ ذیل باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں)

1- میت کے ایصال ثواب کیلئے پانی بہترین صدقہ ہے کنواں وغیرہ کھدوا کر اس کا ثواب میت کو بخش دیا جائے۔

2- میت کو کسی کار خیر کا ثواب بخشنا بہتر ہے تفسیر عزیزی پارہ عم صفحہ ۱۱۳ میں ہے مردہ در آن حالت مانند غریقی ست کہ انتظار فریادرسی می برد وصدقات وادعیہ وفاتحہ دریں وقت بسیار بکار می آید وازیں جاست کی طوائف بنی آدم تا یکسال وعلی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام می نمایند۔

3- ثواب بخشنے کے لیے الفاظ زبان سے ادا کرنا صحابی کی سنت ہے۔

4- کھانا یا شیرینی وغیرہ کو سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے اس لئے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اشارہ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا **هذه لام سعد** یہ کنوں سعد کی ماں کیلئے ہے۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ اس کنویں کے پانی کا ثواب میری ماں کو عطا فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔

5- غریب و مسکین کو کھانا وغیرہ دینے سے پہلے بھی ایصال ثواب کرنا جائز ہے جیسا کہ صحابی رسول نے کیا کہ کنواں تیار ہونے کے ساتھ ہی انہوں نے ایصال ثواب کیا حالانکہ لوگوں کے پانی استعمال کرنے کے بعد ثواب ملے گا۔ اسی طرح اگرچہ غریب و مسکین کو کھانا دینے پر ثواب مرتب ہوگا لیکن اس ثواب کو پہلے ہی سے بخش دینا بھی جائز ہے۔

6- کسی چیز پر میت کا نام آنے سے وہ چیز حرام نہ ہوگی مثلاً غوث پاک کا بکرا اور غازی میاں کا مرغا وغیرہ۔ اس لئے ایک جلیل القدر صحابی نے اس کنوئیں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو آج تک بئر اُم سعد ہی کے نام سے مشہور ہے۔

* * *

کتاب الزکاۃ

زکوٰۃ

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اسْتَفَادَ مَالاً فَلَا زَكٰوةَ فِيْهِ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلَ۔ (ترمذی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مال حاصل کرے تو اس پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں جب تک کہ اس پر ایک سال نہ گزر جائے“۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ وَّلَا يُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحَ مَنْ نَّارٍ فَاُحْمِیَ عَلَيْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰی بِهَا جَنْبُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا رُدَّتْ اُعِيْدَتْ لَهٗ۔ (مسلم)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سونے چاندی کے شرعی نصاب کا مالک ہو اور وہ اس کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے اس سونے اور چاندی کی سلیں بنائی جائیں گی اور انہیں آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر ان آتشیں سلوں سے اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر دوزخ کی آگ میں تپا کر داغا جائے گا اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا“۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِیْ شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ

شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (بخاری)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو خدائے تعالیٰ نے مال عطا کیا تو اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اس کے مال کو قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر وہ سانپ اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے پارہ ۴ رکوع ۹ کی آیت کریمہ تلاوت کی ولا یحسبن الذین (الاخر) یعنی اور جو لوگ بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو خدائے تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی (تو انجام کار) ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں گے بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے۔ عنقریب وہ مال کہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق ہوگا"۔

4- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكُوْنُ كَنْزُ اَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يَطْلُبُهٗ حَتّٰى يَلْقَمَهٗ اَصَابِعَهٗ۔ (احمد)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا خزانہ قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بنے گا۔ اس کا مالک اس سے بھاگے گا اور وہ سانپ اس کو ڈھونڈتا پھرے گا یہاں تک کہ اس کو پالے گا اور اس کی انگلیوں کو لقمہ بنائے گا"۔

5- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ اَتَتَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ اَيْدِيْهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُمَا اَتُؤَدِّيَانِ زَكٰوتَهٗ قَالَتَا لَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتُحِبَّانِ اَنْ يُّسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ بِسِوَارَيْنِ مِنْ نَّارٍ قَالَتَا لَا قَالَ فَاَدِّيَا زَكٰوتَهٗ۔ (ترمذی)

"حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ دو عورتیں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ

خدائے تعالیٰ تم کو آگ کے دو کنگن پہنائے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر ان کی زکوٰۃ ادا کیا کرو"۔

6- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَاْمُرُنَا اَنْ نُّخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِىْ نُعِدُّ لِلْبَيْعِ۔ (ابوداود)

"حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ہم کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم تجارت کے لیے تیار کی جانے والی چیزوں کی زکوٰۃ نکالا کریں"۔

7- عَنْ مُوْسٰى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ عِنْدَنَا كِتَابُ مَعَاذِبْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ اِنَّمَا اَمَرَهُ اَنْ يَّاْخُذَ الصَّدَقَةَ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالتَّمَرِ۔ (شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

"حضرت موسیٰ بن طلحہ ؓ نے فرمایا کہ ہمارے پاس حضرت معاذ بن جبل ؓ کا وہ خط موجود ہے جسے حضور ﷺ نے انہیں بھیجا تھا۔ راوی نے کہا کہ حضور ﷺ نے معاذ بن جبل کو حکم فرمایا تھا کہ وہ گیہوں، جو، انگور اور کھجور کی پیداوار میں (مسلمانوں سے) زکوٰۃ وصول کریں۔

انتباہ

1- زکوٰۃ کے سلسلہ میں مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کا مالک ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے سامانِ تجارت کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد اور قرض سے فارغ ہوں۔ (1)

2- زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گنہگار اور مردود الشہادۃ ہے (بہار شریعت) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۶۰ میں ہے۔ تجب علی الفور عند الحول حتی باثم بتاخیر من غیر عذر

3- زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز و تکفین یا مسجد کی تعمیر میں نہیں لگایا جاسکتا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۷۶ میں ہے۔ لا یجوزان یبنی بالزکوۃ المسجد و کذا

2- مالک نصاب کی یہ تعریف اموال باطنہ کے لحاظ سے ہے۔ ۱۲ منہ

الحج وَكُلُّ مَا لَا تَمْلِيْكَ فِيْهِ وَلَا يَجُوْزُاَنْ يّكفن بها ميت ولا يقضى بها دين الميت كذا فى التبين ملخصا

4- مالِ زکوٰۃ سے اگر مسجد اور مدرسہ وغیرہ کی تعمیر میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی غریب آدمی کو دے دیں پھر وہ صرف کرے تو ثواب دونوں کو ملے گا۔

(ردالمحتار، بہارِ شریعت)

5- وہابیہ زمانہ کہ توہینِ خدا و تنقیصِ شانِ رسالت کرتے ہیں جن کو اکابر حرمین طیبین نے بالاتفاق کافر و مرتد فرمایا ہے اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں انہیں زکوٰۃ دینا حرام اور سخت حرام ہے اور اگر دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔ (بہارِ شریعت)

6- گیہوں، جو، جوار، باجرہ، دھان اور ہر قسم کے غلے، السی، کسم، اخروٹ بادام اور ہر قسم کے میوے، روئی، پھول، گنا، خربوزہ، تربوز، کھیرا، ککڑی، بینگن اور ہر قسم کی ترکاریاں سب میں عشر واجب ہے۔ تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔ (عالمگیری، بہارِ شریعت)

7- جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چرسے یا ڈول سے ہو اس میں نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہے اور اگر پانی خرید کر آبپاشی کی تب بھی بیسواں حصہ واجب ہے۔ (1)

(درمختار، ردالمحتار)

8- جس چیز میں عشر یا نصف عُشر واجب ہو اس میں کل پیداوار کا عشر یا نصف عشر دیا جائے گا۔ کھیتی کے اخراجات یعنی ہل، بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اجرت یا بیج وغیرہ کی قیمت، ان میں سے کوئی خرچ بھی عشر میں سے منہا نہیں کیا جائے گا۔

(درمختار، بہارِ شریعت)

صدقہ فطر

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمَرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَرَبِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى

کنویں اور ٹیوب ویل سے سیراب کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔ (تابش)

الصَّلٰوۃِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب ٹھہرایا صدقہ فطر کو غلام، آزاد، مرد، عورت بچے اور بوڑھے ہر مسلمان پر، ایک صاع جو یا کھجور، اور حکم فرمایا کہ نماز (عید) کے لیے نکلنے سے پہلے اس کو ادا کیا جائے''۔

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِیْ اٰخِرِ رَمَضَانَ اَخْرِجُوْا صَدَقَةَ صَوْمِكُمْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ اَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ اَوْ مَمْلُوْكٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ۔ (ابوداؤد، نسائی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے روزوں کا صدقہ ادا کرو۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صدقہ کو ہر مسلمان پر مقرر فرمایا ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چھوٹا، ہو یا بڑا۔ ہر ایک کی طرف سے صاع کھجور یا جو یا نصف صاع گیہوں''۔

3- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ اَوْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ صَغِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَاعٌ مِّنْ بُرٍّ اَوْقَمْحٍ عَنْ كُلِّ اثْنَيْنِ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ وَعَبْدٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى اَمَّا غَنِيُّكُمْ فَيُزَكِّيْهِ اللّٰهُ وَاَمَّا فَقِيْرُكُمْ فَيَرُدُّ عَلَيْهِ اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهُ۔ (ابوداؤد)

''حضرت عبداللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبداللہ بن ابو صغیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک صاع گیہوں دو آدمی کی طرف سے کافی ہے خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ، آزاد ہوں یا غلام، مرد ہوں یا عورت۔ خدائے تعالیٰ اس کی بدولت تمہارے غنی کو پاک کرتا ہے فقیر کو اس سے زیادہ دیتا ہے جتنا کہ اس نے دیا ہے''۔

4- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَ الصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِّلْمَسَاكِيْنِ۔ (ابوداؤد)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر اس لیے مقرر فرمایا تا کہ لغو اور بے ہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور دوسری طرف مساکین کے لیے خوراک ہو جائے''۔

5- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَ مُنَادِیًا فِیْ فِجَاجِ مَکَّۃَ اَلَا اِنَّ صَدَقَۃَ الْفِطْرِ وَاجِبَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَغِیْرٍ اَوْ کَبِیْرٍ۔ (ترمذی)

''حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ شریف کی گلیوں میں اعلان کر دے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، نابالغ ہو یا بالغ''۔

انتباہ

1- صدقہ فطر مالک نصاب پر واجب ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے نکالے جبکہ بچہ مالک نصاب نہ ہو اور اگر ہو تو بچہ کو صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے۔ (درمختار، بہارِ شریعت)

2- صدقہ فطر کے مسئلے میں مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کا مالک ہو۔ یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامانِ تجارت یا سامانِ غیر تجارت کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں اس کی حاجت اصلیہ سے زائد ہوں۔

3- صدقہ فطر واجب ہونے کیلئے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر مثلاً سفر، مرض بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔ (بہارِ شریعت)

اور جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۷۶ میں ہے۔ تجب الفطرۃ وان افطر عامدا۔ پھر دو سطر کے بعد ہے۔ من افطر لکبرا ومرض او یلزمہٗ صدقۃ الفطر۔

4- اگر باپ غریب ہو یا مر گیا تو دادا پر اپنے غریب یتیم پوتے کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ درمختار باب صدقۃ الفطر میں ہے۔ والجد کالاب عند فقدہ او فقرہ۔

5- گیہوں، جو، کھجور اور منقیٰ کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہیں مثلاً چاول، باجرہ، اور کوئی غلہ تو آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا۔

(بہارِ شریعت)

6- عید کے دن طلوع فجر کے بعد عید گاہ سے پہلے صدقہ فطر نکالنا مستحب ہے۔ فتاوٰی عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۸۰ میں ہے کہ والمستحب للناس ان یخرجوا الفطرة بعد طلوع الفجر یوم الفطر قبل الخروج الی المصلی کذا فی الجوهرة النیرة۔

7- ماہِ رمضان اور رمضان سے پیشتر صدقہ فطر ادا کرنا جائز ہے فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۷۹ میں ہے۔ ان قدموها علی یوم الفطر جاز ولا تفصیل بین مدة ومدة وهو الصحیح۔ اور درمختار میں ہے۔ صح ادائوها اذ قدمه علی یوم الفطر او آخره۔

8- صاع کا وزن تین سو اکیاون ۳۵۱ روپیہ بھر ہے یعنی انگریزی سیر سے چار سیر چھ چھٹانک ایک روپیہ بھر۔ اور نصف صاع ایک سو ساڑھے پچھتر (175.5) روپیہ بھر ہے یعنی دو سیر تین چھٹانک آٹھ آنہ بھر۔ اس لیے کہ صاع وہ پیمانہ ہے جس میں آٹھ رطل اناج آئے۔ شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۲۳۹ میں ہے۔ صاع کیل یسع فیه ثمانیة ارطال اور ایک رطل نصف من ہے۔ شامی جلد دوم صفحہ ۷۹ میں ہے والرطل نصف من تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں چار من اناج آئے۔ من کو مد بھی کہتے ہیں جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۷۹ پر ہے۔ المُدو المن سواءٌ کل منهما ربع صاع اور من جس کو مد بھی کہتے ہیں چالیس استار کا ہوتا ہے اور ہر استار ساڑھے چار (4.5) مثقال تو ہر من ایک سو اسی 180 مثقال کا ہوا۔ شرح وقایہ جلد اول میں صفحہ 240 میں ہے۔ ان المن اربعون استار ووالاستار اربعة مثاقیل ونصف مثقال فالمن مائة و ثمانون مثقالا۔ تو صاع وہ پیمانہ ہوا جس میں (4 من X180 مثقال=720 مثقال) سات سو بیس مثقال اناج آئے۔ پھر اناج ہلکے بھاری بھی ہوتے ہیں۔ صاع کی تقدیر

میں کس اناج کا اعتبار ہے؟ تو بعض ائمہ نے ماش وعدس یعنی مسور اور اُرد کا اعتبار کیا ہے۔ اور صدر الشریعہ صاحب شرح وقایہ نے فرمایا کہ ماش وعدس گیہوں سے بھاری ہوتے ہیں لہٰذا وہ پیمانہ کہ جس میں آٹھ رطل یعنی سات سو بیس مثقال گیہوں آئے بڑا ہوگا لہٰذا زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ گیہوں کا اعتبار کیا جائے۔ صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے۔ **الماش اثقل من الحنطة والحنطة من الشعير فالمكيال الذى يملا بثمانيةِ ارطال من المج يملا باقَل من ثمانية ارطال من الحنطه الجيدة المكتنزة فالا حوط فيه ان يفدر الصاع بثمانيةارطال من الحنطة الجيده** (شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۲۳۹) اور چونکہ گیہوں جو سے بھاری ہوتا ہے لہٰذا وہ پیمانہ کہ جس میں آٹھ رطل یعنی سات سو بیس 720 مثقال جو آئے بڑا ہوگا اس لئے علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب شرح وقایہ کی اس احتیاط کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا سب سے زیادہ احتیاط یہ ہے کہ جو کا اعتبار کیا جائے بلکہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ بعض علماء نے حاشیہ زیلعی سے نقل کیا ہے کہ حرم شریف مکہ معظّمہ کے مشائخ موجودین و سابقین کا عمل اور فتویٰ اسی پر ہے کہ صاع کی تقدیر میں جو کا اعتبار کیا جائے جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۸۰ پر ہے۔

ولكن على هذاالاحوط تقديره بالشعير ولهذا نقل بعض المحثين عن حاشية الزيلعى للسعيد مخمد امين مير غني ان الذى عليه مشايخنا بالحرم الشريف المكى ومن قبلهم من مشايخهم وبه كانو يفتون تقديره بثمانية ارطال من الشعير لعل ذلك ليحا طوافى الخروج عن الواجب بيقين لما فى مبسوط السرخسى من ان الاخد بلا حتياط فى باب العبادات واجب اھ فاذا قدر بذالك فهو يسع ثمانية ارطال من العدس ومن الحنطة ويزيد عليها البتة بخالف العكّس فالذا كان تقدير الصاع بالشعيرا حوط۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صاع وہ پیمانہ ہے کہ جس میں سات سو بیس ۷۲۰ مثقال جو آئیں اسی میں سب سے زیادہ احتیاط ہے اور یہی حرم شریف مکہ معظّمہ کے مشائخ کا معمول و مفتی بہ ہے اور مثقال

کاوزن ساڑھے چار ماشہ ہے تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (720 مثقال x4.5 ماشہ=3240) سات سوبیس مثقال یعنی تین ہزار دو سو چالیس ماشے جو آئیں۔ پھر چونکہ بارہ ماشے کا تولہ ہوتا ہے تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (3240 ماشے ÷12=270 تولے) تین ہزار دو سو چالیس ماشے یعنی 270 تولے جو آئیں۔ اور چونکہ ایک روپیہ کا وزن سوا گیارہ ماشے ہوتا ہے ن لئے صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (3240 ماشے ÷1/4 11 ماسے =288 روپیہ بھر) تیس سو چالیس ماشے یعنی دو سو اٹھاسی روپیہ بھر جو آئیں۔ اور نصف صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر جو آئیں پھر چونکہ گیہوں جو سے بھاری ہوتا ہے تو جس پیمانہ میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر جو آئے گا اسی پیمانہ میں گیہوں ایک سو چوالیس روپیہ سے زیادہ آئے گا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے اس کا تجربہ کیا تو وہ پیمانہ کہ جس میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر کے جو آئے اسی پیمانہ میں ایک 1/2 175 روپیہ اٹھنی بھر گیہوں آئے۔ فتاوٰی رضویہ جلد اول لاہوری صفحہ ۱۴۵ میں ہے کہ فقیر نے ۲۷ رمضان المبارک ۲۷ھ کو نیم صاع شعیری کا تجربہ کیا جو ٹھیک چار رطل جو کا پیمانہ تھا اس میں گیہوں برابر ہموار سطح بھر کر تولے تو ایک سو چوالیس روپیہ بھر جو کی جگہ ایک سو پچھتر روپیہ آٹھ آنہ بھر گیہوں آئے تو نصف صاع گیہوں صدقہ فطر کا وزن ایک سو پچھتر روپیہ آٹھ آنہ بھر ہوا جو انگریزی سیر سے دو سیر تین چھٹانک اور آٹھ آنے بھر ہے اس لئے کہ انگریزی سیر اسی ۸۰ روپیہ بھر ہے یعنی پورے پچھتر تولے کا ہے۔ (منظر الفتاوٰی) اور نئے پیمانے سے نصف صاع گیہوں کا وزن ۲ کلوگرام 123/160 46 کلوگرام یعنی دو کلو اور تقریباً 47 گرام ہوگا کیونکہ اسی ۸۰ روپیہ بھر کا سیر نو سو تینتیس ۹۳۳ گرام کا ہوتا ہے۔ یہیں سے یہ بات متحقق ہوگئی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کا مسلک غایت احتیاط اور اعلیٰ درجہ تحقیق پر مبنی ہے۔

سخی اور بخیل

1- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ یَّتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِیْ حَیٰوتِهٖ

بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِمِأَةٍ عند مَوْتِهٖ۔ (ابوداؤد)

''حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کا اپنی زندگی کے ایام میں صدقہ کرنا مرنے کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے''۔

2- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ۔ (ترمذی)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخی اللہ تعالیٰ کے قریب ہے جنت سے قریب ہے۔ لوگوں سے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور جنت سے دور لو لوا) سے دور ہے اور جہنم کے قریب ہے اور جاہل سخی خدا کے نزدیک عبادت گزار بخیل سے کہیں بہتر ہے''۔

3- عَنْ اَبِىْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَّلَا بَخِيْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ۔ (ترمذی)

''حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکار اور بخیل جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ وہ شخص جو خیرات دے کر احسان جتائے''۔

4- عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِىْ مُؤْمِنٍ الْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ۔ (ترمذی)

''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن میں دو باتیں یعنی بخل اور بد خلقی جمع نہیں ہوتیں''۔

5- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ ثَلٰثَةً مِنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰى فَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ مَلَكًا فَاَتَى الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَىُّ شَىْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ، قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّى الَّذِىْ قَدْ قَذِرَنِى النَّاسُ قَالَ

فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهٗ وَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا وَّجِلْدًا حَسَنًا قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ الْاِبِلُ اَوْقَالَ الْبَقَرُ شَكَّ اِسْحَاقُ اِلَّا اَنَّ الْاَبْرَصَ اَوِالْاَقْرَعَ قَالَ اَحَدُهُمَا الْاِبِلُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الْبَقَرُ قَالَ فَاُعْطِیَ نَاقَةً عُشَرَاءَ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا قَالَ فَاَتَی الْاَقْرَعَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَّیَذْهَبُ عَنِّیْ هٰذَا الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَالَ وَاُعْطِیَ شَعْرًا حَسَنًا قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ الْبَقَرُ فَاُعْطِیَ بَقَرَةً حَامِلًا قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا قَالَ فَاَتَی الْاَعْمٰی فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ اَنْ یَّرُدَّ اللّٰهُ بَصَرِیْ فَاَبْصُرُبِهِ النَّاسَ فَمَسَحَهٗ فَرَدَّ اللّٰهُ بَصَرَهٗ قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ الْغَنَمُ فَاُعْطِیَ شَاةً وَالِدًا فَاَنْتَجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْاِبِلِ وَلِهٰذَ اوَادٍ مِّنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ اِنَّهٗ اَتَی الْاَبْرَصَ فِیْ صُوْرَتِهٖ وَهَیْاَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِیْنٌ قَدِ انْقَطَعَتْ لِیَ الْحِبَالُ فِیْ سَفَرِیْ فَلَا بَلَاغَ لِیَ الْیَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْاَلُكَ بِالَّذِیْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِیْرًا اَتَبَلَّغُ بِهٖ فِیْ سَفَرِیْ فَقَالَ الْحُقُوْقُ كَثِیْرَةٌ فَقَالَ اِنَّهٗ كَاَنِّیْ اَعْرِفُكَ اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ یَقْذُرُكَ النَّاسُ فَقِیْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ اِنَّمَا وُرِّثْتُ هٰذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَیَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰی مَا كُنْتَ قَالَ وَاَتَی الْاَقْرَعَ فِیْ صُوْرَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا وَرَدَّ عَلَیْهِ مِثْلَ مَارَدَّ عَلٰی هٰذَا فَقَالَ اَنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَیَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰی مَا كُنْتَ وَاَتَی الْاَعْمٰی فِیْ صُوْرَتِهٖ وَهَیْاَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِیْنٌ وَابْنُ سَبِیْلٍ انْقَطَعَتْ بِیَ الْحِبَالُ فِیْ سَفَرِیْ فَلَا بَلَاغَ لِیَ الْیَوْمَ اِلَّا بَاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْئَلُكَ بِالَّذِیْ رَدَّ عَلَیْكَ بَصَرَكَ شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِیْ سَفَرِیْ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ اَعْمٰی فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَیَّ بَصَرِیْ فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا اَجْهَدُكَ الْیَوْمَ بِشَیْءٍ اَخَذْتَهٗ لِلّٰهِ فَقَالَ اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا ابْتُلِیْتُمْ فَقَدْ رَضِیَ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلٰی صَاحِبَیْكَ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے ایک کوڑھی، دوسرا گنجا، اور تیسرا اندھا، اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان لینا چاہا اور ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز پسند ہے اس نے کہا کہ اچھا رنگ اور خوبصورت جلد اور اس عیب کا دور ہو جانا جس کے سبب لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سن کر فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا اور اس کا کوڑھ زائل ہو گیا اور اس کے جسم کا رنگ نکھر گیا اور جلد خوش رنگ ہو گئی اس کے بعد فرشتہ نے کہا کہ تجھ کو کس قسم کا مال پسند ہے؟ اس نے اونٹ کہا یا گائے (حدیث کے راوی حضرت اسحاق کو شک ہے کہ اس نے اونٹ کہا یا گائے) بہر حال کوڑھی اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ بتلائے اور دوسرے نے گائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی خواہش کے مطابق اس کو حاملہ اونٹنیاں دی گئیں اور فرشتہ نے اس کو یہ دعا دی کہ خدا تیرے لیے ان میں برکت عطا فرمائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد فرشتہ گنجے آدمی کے پاس آیا اور پوچھا کہ تجھ کو کون سی چیز پسند ہے اس نے کہا کہ خوبصورت بال اور اس عیب کا دور ہو جانا جس کے سبب لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں یعنی گنجا پن۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کا گنجا پن زائل ہو گیا اور خوبصورت بال اسے عطا کئے گئے پھر فرشتہ نے اس سے پوچھا کہ تجھ کو کون سا مال پسند ہے، اس نے کہا گائیں۔ چنانچہ اس کو گائیں عطا کر دی گئیں اور فرشتہ نے دعا دی کہ خدا تیرے اس مال میں برکت دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسکے بعد فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور پوچھا تجھ کو کونسی چیز بہت پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ میری بینائی مجھ کو واپس کر دے تا کہ میں اپنی آنکھوں سے لوگوں کو دیکھوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور خدا نے اس کو بینائی مرحمت فرما دی پھر فرشتہ نے اس سے پوچھا کس قسم کا مال تجھ کو پسند ہے؟ اس نے کہا کہ بکریاں چنانچہ اس کو زیادہ بچے دینے والی بکریاں دے دی گئیں۔ پس ان تینوں کے مال میں

خدا نے برکت دی اور کوڑھی اور گنجے کے اونٹوں اور گائیوں سے جنگل بھر گئے اور اندھے کی بکریوں کے ریوڑ وادیوں میں نظر آنے لگے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد فرشتہ کوڑھی کی صورت میں اس کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں۔ میرا وسیلہ سفر مفقود ہے اب منزل مقصود تک پہنچنا خدا کی مہربانی اور تیری مدد سے ہو سکتا ہے پس میں تجھ سے اس کی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تجھ کو اچھا رنگ اچھی جلد اور مال دیا ہے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچ جاؤں کوڑھی نے اس کے جواب میں کہا کہ میرے اوپر بہت سے حقوق ہیں (اتنی گنجائش نہیں ہے کہ میں تیری کچھ مدد کرسکوں) فرشتے نے اس کے جواب میں کہا میں گویا تجھ کو پہچانتا ہوں تو وہی کوڑھی ہے جس سے لوگ نفرت کرتے تھے اور تو فقیر تھا۔ خدا نے تجھے مال دیا۔ کوڑھی نے کہا یہ مال مجھ کو نسلاً بعد نسل اپنے خاندان سے (وراثت میں) ملا ہے۔ فرشتہ نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھ کو پھر ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر فرشتہ گنجے کی صورت میں اسی گنجے آدمی کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی کہا جو کوڑھی سے کہا تھا اور اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا جو کوڑھی نے جواب دیا تھا تو فرشتے نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھ کو پھر ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک مرد مسکین اور مسافر ہوں میرا سامانِ سفر جاتا رہا، پس اب منزلِ مقصود تک پہنچنا خدا کی عنایت سے پھر تیرے ذریعہ ممکن ہے تو میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تجھ کو دوبارہ بینائی بخشی ہے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس کے ذریعہ اپنا سفر پورا کرلوں۔ اندھے نے یہ سن کر کہا کہ بے شک میں اندھا تھا خدا نے میری بینائی مجھ کو واپس بخشی پس تجھ کو جس قدر چاہئے لے جا اور جس قدر تیرا جی چاہے چھوڑ جا۔ قسم ہے خدا کی میں تجھ کو تکلیف نہیں دوں گا اس چیز کو واپس کرنے کی جو تو لے گا۔ فرشتے نے یہ سن کر کہا کہ تم اپنا مال اپنے پاس رکھو تم لوگوں کا امتحان لیا گیا تھا خدا تجھ سے راضی اور خوش ہوا۔ اور تیرے ساتھیوں سے خدائے تعالیٰ ناراض ہوا۔

بھیک مانگنا کیسا ہے؟

1- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَاْتِىَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِىْ وَجْهِهٖ مُضْعَةُ لَحْمٍ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم نے فرمایا کہ جو آدمی ہمیشہ لوگوں سے بھیک مانگتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کی بوٹی نہ ہوگی یعنی نہایت بے آبرو ہو کر آئے گا"۔

2- عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَيَاْتِىْ بِحُزْمَةِ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعُهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ۔ (بخاری)

"حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص اپنی رسی لے کر اور لکڑیوں کا ایک گٹھا پیٹھ پر لاد کر لائے اور ان کو بیچے اور اللہ تعالیٰ بھیک مانگنے کی ذلت سے اس کے چہرے کو بچائے تو یہ بہتر ہے اس بات سے کہ لوگوں سے بھیک مانگے اور وہ اس کو دیں یا نہ دیں"۔

3- عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِىَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى هِىَ الْمُنْفَقَةُ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ صدقہ اور بھیک مانگنے سے بچنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا"۔

4- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَسَائِلُ كُدُوْحٌ يَّكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهٗ فَمَنْ شَاءَ اَبْقٰى عَلٰى وَجْهِهٖ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهٗ اِلَّا اَنْ يَّسْاَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ اَوْفِىْ اَمْرٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا۔

(ابوداؤد، ترمذی)

’’حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھیک مانگنا ایک قسم کی خراش ہے کہ آدمی بھیک مانگ کر اپنے منہ کو نوچتا ہے تو جو چاہے اپنے منہ پر خراش کو نمایا کرے اور جو چاہے اس سے اپنا چہرہ محفوظ رکھے۔ ہاں اگر آدمی صاحب سلطنت سے اپنا حق مانگے یا ایسے امر میں سوال کرے کہ اس سے چارہ کار نہ ہو تو جائز ہے‘‘۔

5- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَاَلَ النَّاسَ اَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا يَسْاَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْ لِيَسْتَكْثِرْ۔ (مسلم)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مال بڑھانے کیلئے بھیک مانگتا ہے وہ گویا انگارہ مانگتا ہے تو اس کو اختیار ہے کہ بہت مانگے یا کم مانگے‘‘۔

انتباہ

1- آج کل بہت سے لوگوں نے بھیک مانگنا اپنا پیشہ بنالیا ہے۔ گھر میں ہزاروں روپے ہیں، ہل بیل والے ہیں کھیتی کرتے ہیں مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے حالانکہ ایسے لوگوں کو بھیک مانگنا حرام ہے۔ اور ان کو بھیک دینے والے گنہگار ہوتے ہیں۔ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (پارہ ۶ رکوع ۵)

2- ڈھول، ہارمونیم، سارنگی بجانے والوں اور گانے والوں کو بھیک دینا منع ہے۔ اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۳۰ میں ہے۔ ’’بناید داد سائلے را کہ طبل زدہ برور ہامی گردد و مطرب را کہ از ہمہ افحش ست‘‘۔

3- آج کل اکثر اندھے، لولے، لنگڑے، اپاہج کو بھیک نہیں دیتے اور گانے والی جوان نامحرم عورتوں سے گانا سنتے ہیں اور انہیں بھیک دیتے ہیں یہ سخت ناجائز اور حرام ہے۔

❀……❀……❀

کتاب الصوم

روزہ

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ۔

(بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ماہِ رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں“۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ کشادہ شدن درہائے آسمان کنایت از پیاپے فرستادن رحمت وصعود اعمال بے مانع واجابت دعا۔ وکشادہ شدن درہائے بہشت از بذل توفیق وحسن قبول۔ وبستہ شدہ درہائے دوزخ از تنزیہہ نفوس روزہ داران از آلودگی فواحش وتخلص از بواعث معاصی وقمع شہوات ودر زنجیر کردن شیاطین از بستہ شدن طرف معاصی ووساوس۔ (اشعۃ اللمعات جلد۲ صفحہ۷۲)

یعنی آسمان کے دروازے کھول دیئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ پے در پے رحمت کا بھیجا جانا اور بغیر کسی رکاوٹ کے بارگاہِ الٰہی میں اعمال کا پہنچانا اور دعا کا قبول ہونا اور جنت کے دوازے کھول دیئے جانے کا معنی ہے نیک اعمال کی توفیق اور حسن قبول عطا فرمانا۔ اور دوزخ کے دروازے بند کیے جانے کا مطلب ہے کہ روزہ داروں کے نفوس کو ممنوعات

شرعیہ کی آلودگی سے پاک کرنا اور گناہوں پر ابھارنے والی چیزوں سے نجات پانا اور دل سے لذتوں کے حصول کی خواہشات کو توڑنا اور شیاطین کو زنجیروں کو جکڑ دیئے جانے کا معنی ہے برے خیالات کے راستوں کا بند ہو جانا۔

2- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے روزہ رکھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام یعنی عبادت کرے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے شب قدر میں قیام کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔

3- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَۃٍ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتْ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَۃُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْھَا بَابٌ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْھَا بَابٌ وَیُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰہِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَۃٍ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے اور شیاطین اور سرکش جن قید کر لیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں (پھر رمضان بھر) ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کے طلب کرنے والے۔ متوجہ ہو اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والے برائی سے باز رہ۔ اور اللہ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے

آزاد کرتا ہے اور ہر رات ایسا ہوتا ہے"۔

4- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهٗ تُفْتَحُ فِيْهِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَحِيْمِ وَتُغَلُّ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ لِلّٰهِ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ۔ (احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان آیا یہ برکت کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو طوق پہنائے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جو اس کی برکتوں سے محروم رہا وہ بے شک محروم ہے"۔

5- عَنْ سُلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَّقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُّزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلَ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَیْءٌ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِی اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مُذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَةً لَا يَظْمَاُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ۔ (بیہقی)

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر میں وعظ فرمایا۔ اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا برکت والا مہینہ آیا۔ وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام کرنا (نماز پڑھنا) تطوع یعنی نفل قرار دیا ہے جو اس میں نیکی کا کوئی کام یعنی عبادت کرے تو ایسا ہے جیسے اور مہینہ میں فرض ادا کیا۔ اور جس نے ایک فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کیے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ غم خواری کا مہینہ ہے اور اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے اس کے گناہوں کے لیے مغفرت ہے اور اس کی گردن دوزخ سے آزاد کر دی جائے گی اور اس میں افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ اس کے ثواب میں کچھ کمی واقع ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے سیراب کرے گا۔ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے گا یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اس کا درمیانی حصہ مغفرت ہے اور اس کا آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔ اور جو اپنے غلام پر اس مہینہ میں تخفیف کرے یعنی کام لینے میں کمی کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرمائے گا''۔

6- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اِنَّهٗ قَالَ يُغْفَرُ لِاُمَّتِهٖ فِیْ اٰخِرِ لَيْلَةٍ فِیْ رَمَضَانَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَهِیَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا يُوَفّٰى اَجْرُهٗ اِذَا قَضٰى عَمَلَهٗ۔ (احمد)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کی اخیر رات میں اس امت کی مغفرت ہوتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ وہ شب قدر ہے؟

فرمایا نہیں۔ لیکن کام کرنے والوں کو اس وقت مزدوری پوری دی جاتی ہے جب وہ کام پورا کرے"۔

7- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو روزہ کی حالت میں خودبخود قے آجائے اس پر قضا واجب نہیں۔ اور جو قصداً قے کرے اس پر قضا واجب ہے"۔

8- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔ (بخاری)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص (روزہ رکھ کر) بری بات کہنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کرے خدائے تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے"۔

اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ایں کنایت ست از عدم قبول یعنی مقصود از ایجاب صوم وشریعت آں ہمیں گرسنگی و تشنگی نیست بلکہ کسر شہوت واطفائے نائرہ نفسانیت است تانفس از امارگی برآید و مطمئنہ گردو۔

یعنی مطلب یہ ہے کہ روزہ قبول نہ ہوگا اس لئے کہ روزہ کے مشروع اور واجب کرنے کا مقصد یہی بھوک اور پیاس نہیں ہے بلکہ لذتوں کی خواہشات کا توڑنا اور خودغرضی کی آگ بجھانا مقصود ہے تاکہ نفس خواہشات کی جانب راغب ہونے کے بجائے حکم الٰہی پر چلنے والا ہو جائے۔ (اشعۃ اللمعات جلد۲ صفحہ ۸۵)

9- عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ لَهٗ حَمُوْلَةٌ تَاْوِیْ اِلٰى شِبَعٍ فَلْيَصُمْ رَمَضَانَ حَيْثُ اَدْرَكَهٗ۔ (ابوداؤد)

"حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس ایسی سواری ہو جو آرام سے منزل تک پہنچا دے تو اس کو چاہئے کہ روزہ رکھے جہاں بھی

رمضان آئے"۔

10-عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نِ الْكَعْبِیُّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهِ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمُوْضِعِ وَالْحُبْلٰی۔

(ابوداؤد، ترمذی)

"حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (شرعی) مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی مسافر چار رکعت والی نماز دو پڑھے) اور مسافر، دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت سے روزہ معاف کردیا (یعنی ان لوگوں کو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھیں بعد میں قضا کرلیں)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ: "الافطار مرضع وحبلی رابر تقدیرے است کہ اگر زیاں کند بچہ رایا نفس ایشاں را (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۹۴) یعنی دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت کو روزہ رکھنے اس صورت میں ہے کہ بچے کو یا خود اس کو اس کے روزہ سے نقصان پہنچے۔ (ورنہ رخصت نہیں ہے)

11-عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِیَامِ الدَّهْرِ۔ (مسلم)

"حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان کا روزہ رکھا پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے تو اس نے گویا ہمیشہ روزہ رکھا"۔

12-عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صِیَامُ یَوْمِ عَرَفَةَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ یُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِیْ قَبْلَهٗ وَالسَّنَةَ الَّتِیْ بَعْدَهٗ۔ (مسلم)

"حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خدائے تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے گناہ دور کردے گا"۔

واضح ہو کہ عرفہ کا روزہ میدان عرفات میں منع ہے۔ (بہار شریعت)

13-عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ اَرْبَعٌ لَمْ تَكُنْ يَدْعُهُنَّ النَّبِیُّ ﷺ صِيَامُ عَاشُوْرَاءَ وَالْعَشْرِ وَثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ۔ (نسائی)

”حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں چھوڑتے تھے۔ عاشور کا روزہ، ذی الحجہ کے روزے (ایک سے نو تک) ہر مہینہ کے تین روزے دو رکعتیں فجر کی فرض سے پہلے“۔

14-عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَصُمْ ثَلٰثَ عَشَرَةَ وَاَرْبَعَ عَشَرَةَ وَخَمْسَ عَشَرَةَ۔ (ترمذی، نسائی)

”حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے ابوذر! جب (کسی) مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا ہو تو تیرہ ۱۳ چودہ ۱۴ اور پندرہ ۱۵ کو (روزہ) رکھو“۔

انتباہ

1- یکم شوال اور ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو روزہ رکھنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔

(طحطاوی صفحہ ۳۸۷، درمختار، ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۸۶)

2- احتلام ہو جانے یا ہمبستری کرنے کے بعد غسل نہ کیا اور اسی حالت میں پورا دن گزار دیا تو وہ نمازوں کو چھوڑ دینے کے سبب سخت گنہ گار ہوگا مگر روزہ ادا ہو جائے گا۔ بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ میں ہے۔ **لو اصبح جنبا لَا یضرہ کذا فی المحیط** اور فتاوٰی عالمگیری اور جلد اول مصری صفحہ ۱۸۲ میں **مَنْ اصبح جنبا او احتل فی النھا رلم یضرہ کذافی محیط السّرخسی**۔

3- مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو تو روزہ توڑنے کی اجازت ہے۔ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں۔ اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے۔ یا اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے۔ یا کسی سُنّی مسلمان طبیب حاذق مستور الحال یعنی غیر فاسق نے اس کی خبر دی ہو۔ اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ، نہ اس قسم کے طبیب نے بتایا بلکہ کسی کافر یا فاسق یا بدمذہب ڈاکٹر یا طبیب کے کہنے سے روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۱۲۰، بہارِ شریعت)

4- جو شخص رمضان میں بلا عذر اعلانیہ قصداً کھائے تو سلطانِ اسلام اسے قتل کردے۔

(شامی، بہارِ شریعت)

5- معتکف کے سوا دوسروں کو مسجدوں میں روزہ افطار کرنا کھانا پینا جائز نہیں۔

(درمختار، فتاویٰ رضویہ)

لہٰذا دوسرے لوگ اگر مسجد میں افطار کرنا چاہتے ہیں تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائیں کچھ ذکر یا درود شریف پڑھنے کے بعد اب کھا پی سکتے ہیں مگر اس صورت میں بھی مسجد کا احترام ضروری ہے۔ آج کل بمبئی وغیرہ کی اکثر مساجد میں بلکہ بعض دیہاتوں میں بھی افطار کے وقت مسجدوں کی بڑی بے حرمتی کرتے ہیں جو ناجائز وحرام ہے۔ امام اور متولیان مسجد کو اس امر پر توجہ کرنا ضروری ہے ورنہ قیامت کے دن ان سے سخت باز پرس ہوگی۔

رویت ہلال

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلٰثِيْنَ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور جب تک چاند نہ دیکھ لو افطار نہ کرو۔ اور اگر ابر یا غبر ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو (تیس ۳۰ دن کی) مقدار پوری کرلو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مہینہ کبھی اُنتیس ۲۹ دن کا ہوتا ہے پس تم جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور اگر تمہارے سامنے ابر یا غبار ہو جائے تو تیس ۳۰ کی گنتی پوری کرلو''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ''قول منجمین نامقبول و نامعتبر ست در شرع واعتماد برآن نہ توان کرد وآنحضرت ﷺ واصحاب واتباع رضی اللہ عنہم وسلف وخلف رحمہم اللہ بداں عمل نمودہ اند واعتبار کردہ اند۔

یعنی شرع میں نجومیوں کا قول نامقبول وغیر معتبر ہے، اس پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ اور حضور ﷺ، صحابہ کرام وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ نیز سلف وخلف رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر عمل نہیں کیا اور نہ اعتبار فرمایا۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِهٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاکْمَلُوْ عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلٰثِیْنَ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر ابر ہو تو شعبان کی گنتی تیس تک پوری کرلو“۔

3- عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْهِلَالَ یَعْنِیْ هِلَالَ رَمَضَانَ فَقَالَ اَتَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ قَالَ یَا بِلَالُ اَذِّنْ فِی النَّاسِ اَنْ یَّصُوْمُوْا غَدًا۔ (ابوداود، ترمذی، نسائی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک اعرابی نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عرض کیا ہاں فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے بلال! لوگوں میں اعلان کردو کہ کل روزہ رکھیں“۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”دریں حدیث دلیل ست بر آنکہ یک مرد مستور الحال یعنی آنکہ فسق او معلوم نہ باشد مقبول ست خبر وے در ماہ رمضان وشرط نیست لفظ شہادت۔ (اشعۃ اللمعات جلد۲ صفحہ۷۹)

یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ایک مرد مستور الحال یعنی جس کا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو اس کی خبر ماہِ رمضان میں مقبول ہے لفظ شہادت کی شرط نہیں

انتباہ

1- چاند کے ثبوت کی چند صورتیں ہیں:

اول: چاند کی خبر ۲۹ شعبان کو مطلع صاف نہ ہو تو ایک مسلمان مرد یا عورت عادل یا مستور الحال کی خبر سے رمضان المبارک کا چاند ثابت ہو جائے گا اور مطلع صاف ہونے کی صورت میں با اوصاف مذکورہ ایک شخص کا آبادی سے باہر کھلے میدان میں یا بلند مکان پر دیکھنا کافی ہے ورنہ کثیر جماعت چاہئے جو اپنی آنکھ سے چاند کا دیکھنا بیان کرے باقی گیارہ مہینوں کے چاند کے لیے مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں دو لوگوں کی گواہی ضروری ہے مطلع صاف ہونے کی صورت میں اتنی بڑی جماعت درکار ہے جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً مشکل ہو۔

درمختار مع ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۹۳ میں ہے۔ قُبِلَی بلا دعوی و بلا لفظ اشهد و حکم و مجلس قضاء للصوم مع علة کغیم و غبار خبرُ عدل او مستور لا فاسق اتفاقا۔ ملخصًا پھر اس کتاب کے صفحہ ۹۵ پر ہے۔ قُبِلَ بلاعلةٍ جمع عظیم یقع العلم الشرعی وهو غلبة الظن بخبر هم۔ وصحح فی الا قضیة الا کتفاء بواحدٍ اِنْ جَاءَ مِن خارج البلد او کان علی مکانٍ مرتفع واختاره ظهیر الدین۔ اور بحرالرائق دوم صفحہ ۲۶۹ میں ہے۔ اما فی هلال الفطر والاضحی وغیرهما من لاهلة فانه لا یقبل فیها اِلَّا شَهَادَةُ رَجُلیْنِ اورجل و امراتین عدول احرار غیر محده دین کما فی سائر الاحکام۔

دوم: شهادة علی الشهادة۔ یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے جبکہ گواہان اصل حاضری سے معذور ہوں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ گواہان اصل میں سے ہر ایک دو آدمیوں سے کہیں کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ کہ میں نے فلاں سنہ کے فلاں مہینہ کا چاند فلاں دن کی شام کو دیکھا۔ پھر ان گواہان فرع میں سے ہر ایک آ کر یوں شہادت دیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ انہوں نے فلاں سنہ کے فلاں مہینہ کا چاند فلاں دن کی شام کو دیکھا اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ۔ درمختار مع ردالمحتار جلد چہارم صفحہ ۴۰۹ میں ہے۔ الشهادة علی الشهادة مقبولة وان کثرت استحسانا۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد سوم

مصری صفحہ۴۱۰ میں ہے۔ ینبغی ان یذکر الفرع اسم الشاھد الاصل واسم ابیہ وجدہ حتی لو ترك ذالك فالقاضی لا یقبل شھادتھما۔

سوم: شھادۃ علی القضا۔ یعنی کسی دوسرے شہر میں قاضی شرع یا مفتی کے سامنے چاند ہونے پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا۔ اس گواہی اور حکم کے وقت دو شاہد عادل دار القضا میں موجود تھے۔ انہوں نے یہاں آ کر مفتی کے سامنے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کے فلاں مفتی کے پاس گواہیاں گزریں کہ فلاں ہلال کی رویت فلاں دن کو شام ہوئی ہے اور مفتی نے ان گواہیوں پر ثبوت ہلال فلاں روز کا حکم دیا تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے جیسا کہ فتاویٰ الامام الغزی صفحہ ۶ فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۲۴۳ میں ہے۔ لو شھدوا ان قاضی بلدۃ کذا شھد عندہ اثنان بروۃ الھلال فی لیلۃ کذا وقضی بشھادتھما جاز لھذا القاضی ان یحکم بشھادتھما لان قضاء القاضی حجۃ وقد شھدا وبہ وکذا فی شرح الکنز۔

چھارم: استفاضہ۔ یعنی جس اسلامی شہر میں مفتی اسلام مرجع عوام ومتبع الاحکام ہو کہ روزہ اور عیدین کے احکام اسی کے فتویٰ سے نافذ ہوتے ہوں۔ عوام خود عید ورمضان نہ ٹھہرا لیتے ہوں وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب بیک زبان خبریں دیں کہ وہاں فلاں دن چاند دیکھ کر روزہ ہوا یا عید کی گئی تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ لیکن صرف بازاری افواہ اڑ جائے اور کہنے والے کا پتہ نہ ہو۔ پوچھنے پر جواب ملے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں تو ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں نیز ایسا شہر جہاں کوئی مفتی اسلام نہ ہو یا ہو مگر نااہل ہو یا محقق اور معتمد ہو۔ مگر وہاں کے عوام جب چاہتے ہیں اپنی مرضی سے عید اور رمضان خود مقرر کر لیتے ہیں جیسا کہ آج کل عام طور پر ہو رہا ہے تو ایسے شہروں کی شہرت بلکہ تواتر بھی قابل قبول نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۴ صفحہ ۵۵۲) اور جیسا کہ درمختار بحث رویت ہلال میں ہے۔ لو استفاض الخبر فی البلدۃ الاخری لزمھم علی الصحیح من المذھب مجتبیٰ وغیرہ اور شامی جلد دوم صفحہ ۹۷ پر ہے۔ قال الرحمتی معنی الاستفاضۃ ان تاتی من تلك البلدۃ جماعات متعددون کل منھم یخبر عن تلك البلدۃ انھم صاموا عن

روية لا مجرد الشيوع من غير علم بمن اشاعه كماتد تشيع اخبار يتحدث بها سائر اهل البلدة ولا يعلم من اشاعها كما وردان في اخر الزمان يجلس الشيطان بين الجماعة فيتكلم بالكلمة فيتحدثون بها ويقولون لا ندري من قالها فمثل هذا لا ينبغي ان يسمع فضلا عن ان يثبت به حكم اه قلت وهو كلام حسن۔

پنجم: 1- کمال عدت۔ یعنی جب ایک مہینہ تیس ۳۰ دن پورا ہو جائے تو دوسرے مہینہ کا چاند ثابت ہو جائے گا لیکن اگر ایک گواہ کی شہادت پر رمضان کا چاند مان لیا گیا اور اس حساب سے تیس ۳۰ دن پورے ہو گئے مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا تو یہ کمال عدت کافی نہیں بلکہ ایک روزہ اور رکھنا پڑے گا۔ درمختار ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۹۷ میں ہے۔ بعد صوم ثلثين بقول عدلين حل الفطر وبقول عدل لا لكن نقل ابن الكمال عن الذخيرة اِنْ غَمَّ هِلَالُ الفطر حلَّ اتفاقا ملخصا۔

2- اگر چاند شرعی طریقہ سے ثابت ہو جائے تو اہل مغرب کا دیکھنا اہل مشرق کے لیے لازم جیسا ہوگا کہ فتاوٰی الامام الغزی صفحہ ۵ میں ہے۔ يلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب على ماهو ظاهر الرواية عليه الفتوى كمافي فتح القدير والخلاصة۔

3- جنتری، سے چاند کا ثبوت ہرگز نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے۔ لا عبرة يقول الموقتين ولو عدولا على المذهب۔ اور شامی جلد دوم صفحہ ۹۴ پر ہے۔ لا يعتبر قولهم بالاجماع ولا يجوز للمنجم ان يعمل بحساب نفسه۔

4- اخبار، سے بھی چاند کا ثبوت ہرگز نہ ہوگا اس لئے کہ اخباری خبریں بسا اوقات گپ نکلتی ہیں اور اگر خبر صحیح بھی ہو تو بھی بغیر ثبوت شرعی کے ہرگز قابل قبول نہیں۔ فانهم لا يشهدوا بالروية ولا على شهادة غيرهم وانما حكوا روية غيرهم كذا في فتح القدير۔ (ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۹۷)

5- خط، خط سے بھی چاند کا ثبوت نہ ہوگا۔ اس لئے کہ ایک تحریر دوسری تحریر سے مل جاتی ہے

لہٰذا اس سے علم یقین حاصل نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے **لا یعمل بالخط** ہدایہ میں ہے **الخط یشبه الخط فلا یعتبر**

6- تار اور ٹیلیفون، بے اعتباری میں خط سے بڑھ کر ہیں اس لئے کہ خط میں کم از کم کاتب کے ہاتھ کی علامت ہوتی ہے تار و ٹیلیفون میں وہ بھی مفقود۔ نیز جب گواہ پردے کے پیچھے ہوتا ہے تو گواہی معتبر نہیں ہوتی اس لئے کہ ایک آواز سے دوسری آواز بھی مل جاتی ہے تو تار اور ٹیلی فون کے ذریعہ گواہی کیسے معتبر ہو سکتی ہے۔ فتاوٰی عالمگیری جلد ۳ مصری صفحہ ۳۵۷ میں ہے۔ **لو سمع من وراء الحجاب لا یسمع ان یشهد لاحتمال ان یکون غیره اذا لنغمة تشبه النغمة۔**

7- ریڈیو اور ٹیلی ویژن، میں تار اور ٹیلیفون سے بھی زیادہ دشواریاں ہیں اس لئے کہ تار و ٹیلیفون پر سوال و جواب بھی کر سکتے ہیں مگر ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

غرضیکہ نئے آلات خبر پہنچانے میں تو کام آ سکتے ہیں لیکن شہادتوں میں معتبر نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے خط، تار، ٹیلی فون، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی خبروں پر کچہریوں کے مقدموں کا فیصلہ نہیں ہوتا بلکہ گواہوں کو حاضر ہو کر گواہی دینی پڑتی ہے۔ پھر فیصلہ ہوتا ہے۔

تعجب ہے کہ جب دنیوی جھگڑوں میں موجودہ کچہری کا قانون ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ گواہی ماننے کو تیار نہیں تو پھر دینی امور میں شریعت کا قانون ان کے ذریعہ گواہی کیونکر مان سکتا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی اوپر گزر چکا ہے کہ **فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلثین۔** یعنی اگر چاند مشتبہ ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔ (بخاری، مسلم) مگر افسوس کہ موجودہ زمانے کے بہت سے مسلمان ان میں اکثر بے نمازی و بے روزہ دار ہوتے ہیں، ٹیلیفون اور ریڈیو وغیرہ کی خبر پر ایک ہنگامہ کھڑا کر کے قیامت برپا کر دیتے ہیں۔

خدائے تعالیٰ ان ناسمجھ مسلمانوں کو اپنے نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ **امین بجاہ حبیبه سید المرسلین صلوات الله تعالیٰ وسلامه علیه و علیهم اجمعین۔**

8- جہاں سلطانِ اسلام اور قاضی شرع کوئی نہ ہوتو شہر کا سب سے بڑا سنی صحیح العقیدہ مفتی اس کا قائم مقام ہے اور جہاں کوئی مفتی نہ ہوتو عامہ مومنین کے سامنے چاند کی گواہی دی جاتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۴، صفحہ ۵۴۷) اور حدیقہ ندیہ میں ہے۔ **اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایة فالا مور مؤ کلة الی العلماء ویلزم الامة المرجوع الیھم و یصیرون ولاۃ فاذا عسر جمعھم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائه فان کثروا فالمتبع اعلمھم فان استووا اقرع بینھم۔**

یعنی جب زمانہ ایسے سلطان سے خالی ہو جو معاملات شرعیہ میں کفایت کر سکے تو سب شرعی کام علماء کے سپرد ہوں گے اور تمام معاملات شرعیہ میں ان کی طرف رجوع کرنا مسلمانوں پر لازم ہوگا۔ وہی علماء قاضی و حاکم سمجھے جائیں گے۔ پھر اگر سب مسلمانوں کا ایک عالم پر اتفاق مشکل ہو تو ہر ضلع کے لوگ اپنے علماء کی اتباع کریں۔ پھر اگر ضلع میں عالم بہت زیادہ ہوں تو جو ان میں سب سے زیادہ احکام شرع جانتا ہو اس کی پیروی ہوگی اور اگر علم میں برابر ہوں تو ان میں قرعہ ڈالا جائے۔

9- بے نمازی، یا نماز پڑھتا ہو مگر ترکِ جماعت کا عادی ہو، داڑھی منڈے داڑھی کتروا کر ایک مشت سے کم رکھانے والے یہ سب فاسق معلن ہیں ان کی گواہی شرعاً معتبر نہیں۔ یونہی کافر، بدمذہب، مجنوں، نابالغ کی گواہی بھی شرع کے نزدیک قابل اعتبار نہیں۔ (عامہ کتب)

10- چاند دیکھ کر اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے اگرچہ دوسرے کو بتانے کے لیے ہو۔ (بہار شریعت پنجم صفحہ ۶۸۵) اور جیسا کہ درمختار میں ہے۔ **اذا راوا الهلال یکرہ ان یشیروا الیه۔** یعنی چاند دیکھ کر اس کی جانب اشارہ کرنا مکروہ ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیر جلد اول مصری صفحہ ۱۸۴ میں ہے۔ **تکرہ الاشارۃ عند رویة الهلال کذا فی الظهیریة۔** یعنی چاند دیکھ کر اشارہ کرنا مکروہ ہے۔ ایسا ہی ظہیریہ میں ہے۔

11- مسلمانوں کو اپنے معاملات میں عربی اسلامی تاریخ و سنہ کا اعتبار کرنا واجب ہے دوسری تاریخ و سنہ کا اعتبار کرنا جائز نہیں جیسا کہ تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۴۴۵ میں ہے۔

قال اهل العلم الواجب علی المسلمین بحکم هذه (ا)((ای ان عدة الشهور عند اللّٰه اثنا عشر شهرا (پاره۱۰رکوع۱۱))) الایة ان یعتبرو فی بیوعهم و مدد دیونهم و احوال زکواتهم وسائر احکامهم السنة العربیة بالاهلة ولا یجوز لهم اعتبار النسة العجمیة والرومیة۔

شب قدر

1- عَنْ اَنَسِ بِنْ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حَرُمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كَلَّهٗ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ۔ (ابن ماجہ)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ مہینہ تم میں آیا ہے۔ اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے تو جو شخص اس کی برکتوں سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور نہیں محروم رکھا جاتا اس کی بھلائیوں سے مگر وہ جو بالکل بدنصیب ہو“۔

2- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ وَالْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔ (بخاری)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو“۔

3- عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَىَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا قَالَ قُوْلِىْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّى۔ (ترمذی)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر مجھ کو شب قدر معلوم ہو جائے تو میں اس میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّى۔ (1)

1- اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے معاف کرنا تجھے پسند ہے تو مجھے معاف کر دے۔

4- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِيْ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَالَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ۔ (مسلم)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جس قدر رمضان کے آخری عشرہ میں (طاعت وعبادت کے لیے) کوشش فرماتے تھے اتنی کسی دوسرے عشرہ میں نہ فرماتے تھے“۔

5- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ كُبْكُبَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَاِذَا كَانَ يَوْمَ عِيْدِهِمْ يَعْنِيْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلَائِكَتَهٗ فَقَالَ يَا مَلَائِكَتِيْ مَا جَزَاءُ اَجِيْرٍ وَفّٰى عَمَلَهٗ قَالُوْ رَبَّنَا جَزَاءُهٗ اَنْ يُّوَفّٰى اَجْرُهٗ قَالَ مَلَائِكَتِيْ عَبِيْدِيْ وَاِمَائِيْ قَضَوْا فَرِيْضَتِيْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا يَعِجُّوْنَ اِلَى الدُّعَاءِ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكَرَمِيْ وَعُلُوِّيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِيْ لَاُجِيْبَنَّهُمْ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّاٰتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَهُمْ۔ (بیہقی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب شب قدر آتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور ہر اس بندہ کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر خدائے تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے پھر جب انہیں عید الفطر کا دن نصیب ہوتا ہے تو خدائے تعالیٰ اپنے ان بندوں پر اپنے فرشتوں کے سامنے اپنی خوشنودی کا اظہار کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اس مزدور کی اجرت کیا ہے جو اپنا کام پورا کردے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار اس کی اجرت یہ ہے کہ اس کو پورا معاوضہ دیا جائے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور میری لونڈیوں نے (میرے مقرر کیے ہوئے) فرض کو ادا کر دیا اب وہ گھروں سے دعا کے لیے عیدگاہ کی طرف نکلے ہیں۔ قسم ہے اپنی عزت، اپنے جلال، اپنی

بخشش و رحمت، اپنی عظمت شان، اور اپنی رفعت مکان کی کہ میں ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔ فرمایا نبی ﷺ نے کہ پس مسلمان واپس ہوتے ہیں۔ عیدگاہ سے اس حال میں کہ ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں''۔

6- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِیْزَرَهٗ وَاَحْیٰی لَیْلَهٗ وَاَیْقَظَ اَهْلَهٗ۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا ہے تو حضور ﷺ اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے (یعنی عبادت میں بہت کوشش فرماتے) راتوں کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شَدَّ مِیْزَرَهٗ کے تحت فرماتے ہیں۔ ''کنایت ست از اجتہاد در عبادت زیادہ بر عادت یا کنایت از گوشہ گرفتن از زناں۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۱۱۵)

انتباہ:

1- بعض جگہ شب قدر میں عشاء کی نماز کیلئے سات بار اذان کہتے ہیں یہ بے اصل ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

اعتکاف

1- عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ یَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ (اسی طریقے پر) وصال فرمایا''۔

2- عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَعْتَكِفُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَلَمْ

یَعْتَکِفْ عَامًا فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اِعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور ایک سال اعتکاف نہیں فرمایا تو دوسرے سال بیس ۲۰ دن اعتکاف فرمایا"۔

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے۔ "اعتکاف در ظاہر مذہب حنیفہ سنت مؤکدہ است از جہت مواظبت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم برآں تا آنکہ گذشت ازیں عالم۔ (اشعۃ اللمعات جلد۲ صفحہ ۱۱۸) یعنی ظاہر ہے کہ مذہب حنفیہ میں اعتکاف سنت موکدہ ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

انتباہ

1- اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ واجب کہ اعتکاف کی منت مانی مثلاً یوں کہا کہ میرا بچہ تندرست ہوگیا تو میں تین دن کا اعتکاف کروں تو بچہ کے تندرست ہونے پر روزہ کے ساتھ تین دن کا اعتکاف واجب ہوگا۔ سنت مؤکدہ کہ بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو اور تیسویں ۳۰ رمضان کو غروب کے بعد یا انتیس کو چاند ہونے کے بعد نکلے یہ اعتکاف سنت موکدہ ہے یعنی اگر سب لوگ ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور ایک نے کرلیا تو سب بری الذمہ ہوگئے۔ ان دونوں کے علاوہ جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب ہے۔ جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۹۷ میں ہے۔ ینقسم الی واجب وھو المنذور تنجیزا اوتعلیقا والی سنۃ موکدۃ وھو فی العشر الاخیر من رمضان والی مستحب وھو ما سواھما ھکذا فی فتح القدیر۔

2- اعتکاف کرنے والا دنیوی بات نہ کرے، قرآن مجید کی تلاوت کرے حدیث شریف پڑھے اور درود شریف کی کثرت کرے۔ علم دین پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام کی سیرت کی کتابیں

پڑھے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۹۸ میں ہے۔ لا یتکلم الا بخیر ویلازم التلاوۃ والحدیث والعلم وتدریسہ وسیر النبی ﷺ والانبیاء علیہم السلام واخبار الصالحین کذافی فتح القدیر۔ (ملخصا)

3- مستحب اعتکاف کی آسان صورت یہ ہے کہ جب بھی مسجد میں داخل ہوں تو دروازہ پر دخول مسجد کی نیت کے ساتھ اعتکاف کی نیت بھی کر لیں جب تک مسجد میں رہیں گے اعتکاف کا بھی ثواب ملے گا نیت کے الفاظ یہ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ دَخَلْتُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ نَوَيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِكَافِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

"یعنی اللہ تعالیٰ کے مقدس نام کی برکت کے ساتھ داخل ہوا اور اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور میں نے سنت اعتکاف کی نیت کی۔ بار الٰہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے"۔

تلاوتِ قرآن مجید

1- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ۔ (بخاری)

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھایا"۔

2- عَنْ مُعَاذِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْئُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا۔ (احمد)

"حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کو پڑھے اور اس پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے ماں اور باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ اس کی روشنی دنیا کے سورج کی روشنی سے بڑھ کر ہوگی جب کہ سورج کو اتنا قریب فرض کر لیا جائے کہ گویا تمہارے گھروں میں اتر آیا ہے۔ پھر تم سمجھ سکتے

ہو کہ جب ماں باپ کا یہ مرتبہ ہے تو اس شخص کا کیا درجہ ہو گا جس نے قرآن کریم پر عمل کیا''۔

3- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ۔ (ترمذی، دارمی)

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کتاب اللہ میں سے ایک حرف پڑھے تو اس کو ہر حرف کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہو گی۔ میں الم کو ایک حرف نہیں کہتا بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے''۔

قرآن میں کل 321267 حروف ہیں، تو پورے قرآن کی تلاوت سے 321267 نیکیاں ملیں گی۔

4- عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَءُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَاِلٰى جَانِبِهٖ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْا وَتَدْنُوْا وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے قریب ایک جانب دو رسیوں سے گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس گھوڑے پر ایک ابر چھا گیا اور گھوڑے سے قریب ہوا اور پھر قریب ہوا۔ اور گھوڑے نے اس کو دیکھ کر اچھلنا کودنا شروع کیا جب صبح ہوئی تو اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا یہ سکینہ یعنی رحمت تھی جو قرآن پڑھنے کے سبب نازل ہوئی''۔

5- عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَهُمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهٗ مَرْبُوْطَةٌ عِنْدَهٗ اِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ فَقَرَاَ فَجَالَتْ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ ثُمَّ قَرَاَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهٗ يَحْيٰى قَرِيْبًا مِنْهَا فَاَشْفَقَ اَنْ تُصِيْبَهٗ وَلَمَّا اَخَّرَهٗ رَفَعَ رَاْسَهٗ

اِلَى السَّمَاءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَلَمَّا اَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ اِقْرَأْ يَابْنِ حُضَيْرٍ قَالَ فَاَشْفَقْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تَطَأَ يَحْيٰى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيْبًا فَانْصَرَفْتُ اِلَيْهِ وَرَفَعْتُ رَاْسِيْ اِلَى السَّمَاءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَخَرَجْتُ حَتّٰى لَا اَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِيْ مَاذَاكَ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلٰئِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَاْتَ لَاَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ اِلَيْهَا لَا تَتَوَارٰى مِنْهُمْ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر نے بیان کیا کہ میں رات کو سورۂ بقرہ پڑھ رہا تھا اور میرا گھوڑا میرے پاس بندھا ہوا تھا یکایک گھوڑا اچھلنے کودنے لگا میں پڑھتے پڑھتے خاموش ہو گیا تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا میں نے پھر پڑھنا شروع کیا گھوڑا پھر اسی طرح اچھلنے کودنے لگا آخر میں نے پڑھنا بند کر دیا اور میرا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب سو رہا تھا مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اس کو تکلیف نہ پہنچا دے اس خیال سے یحییٰ کو ہٹا کر جب آسمان کی طرف سر اٹھا کر اچانک دیکھا کہ کوئی چیز سائبان کی طرح ہے جس میں چراغوں جیسی چمکتی ہوئی چیزیں ہیں۔ جب صبح ہوئی تو اس واقعہ کو میں نے حضور ﷺ سے بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابن حضیر! تلاوت کرتے رہتے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میرا بیٹا یحییٰ قریب تھا مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اس کو کچل نہ دے۔ اس لئے یحییٰ کی طرف چلا گیا اور آسمان کی طرف سر اٹھایا تو کوئی چیز سائبان کی طرح نظر آئی جب میں نے باہر نکل کر دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا حضور ﷺ نے فرمایا تم جانتے ہو وہ کیا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا وہ فرشتے تھے جو تیری قرأت کو سننے آئے تھے۔ اگر تو برابر پڑھتا رہتا تو صبح کو لوگ فرشتوں کو دیکھتے اور فرشتے ان کی نظروں سے نہ چھپتے"۔

6- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ كَيْفَ تَقْرَاُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَرَاَ اُمَّ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا اُنْزِلَتْ فِي التَّوْرٰاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَلَا فِي الزَّبُوْرِ وَلَا فِي الْقُرْاٰنِ مِثْلُهَا۔ (ترمذی)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

سے دریافت فرمایا کہ نماز میں کیا پڑھتے ہو تو انہوں نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ توراۃ انجیل اور زبور (یہاں تک کہ) قرآن میں اس کے مثل (کوئی دوسری سورۃ) نہیں نازل ہوئی"۔

7- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْاٰنِ یٰسٓ وَمَنْ قَرَأَ یٰسٓ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِقَرَائَتِہَا قِرَاءَۃَ الْقُرْاٰنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ۔

(ترمذی، داری)

"حضرت انس ؓ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کا دل ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰس ہے۔ پس جو شخص سورۂ یٰس کو پڑھے اس کے لیے دس قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا ہے"۔

8- عَنْ عَطَاءِ بْنِ رِبَاحٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَ یٰسٓ فِیْ صَدْرِ النَّہَارِ قُضِیَتْ حَوَائِجُہٗ۔ (درای)

"حضرت عطار بن رباح ؓ نے کہا کہ مجھ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دن کے شروع حصہ میں جو شخص سورۂ یٰس پڑھے تو اس کی حاجتیں پوری کر دی جاتی ہیں"۔

9- عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارِ نِ الْمُزَنِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَ یٰسٓ اِبْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ تَعَالٰی غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ فَاقْرَءُوْہَا عِنْدَ مَوْتَاکُمْ۔ (بیہقی)

"حضرت معقل بن یسار مزنی ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے محض خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے سورۂ یٰس کو پڑھا تو اس کے اگلے گناہ معاف کیے جاتے ہیں تو اس سورۂ کو تم لوگ اپنے مُردوں کے پاس پڑھا کرو"۔

10- عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لِکُلِّ شَیْءٍ عَرُوْسٌ وَعَرُوْسُ الْقُرْاٰنِ الرَّحْمٰنُ۔ (بیہقی)

"حضرت علی ؓ نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر

چیز کی ایک زینت ہے اور قرآن پاک کی زینت سورۂ رحمٰن ہے"۔

11-عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَیَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّقْرَاَ فِیْ لَیْلَۃٍ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالُوْ وَکَیْفَ یُقْرَاُ ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ قَالَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ۔ (مسلم، بخاری)

"حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص رات کے وقت تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتا؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تہائی قرآن کیسے پڑھا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (پوری سورۂ) قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے"۔

12-عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَعَاھَدُوْا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَھُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِھَا۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کے ساتھ اعتنا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اپنی رسی سے اونٹ نکل جانے کی بہ نسبت قرآن سینہ سے جلد نکل جاتا ہے"۔

13-عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عُبَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ اِمْرِئٍ یَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ یَنْسَاہُ اِلَّا لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِجْذَمَ۔

"حضرت سعید بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پڑھے اور پھر اس کو بھول جائے وہ قیامت کے دن خدا سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے اعضا جذام[1] کے سبب گل گئے ہوں گے"۔

انتباہ

1- بیرونِ نماز کسی سورت کے شروع سے تلاوت کی ابتدا کرتے وقت اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھنا مستحب ہے اور بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور درمیان سورت سے تلاوت کی ابتداء کرتے وقت اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔ (بہارِ شریعت)

2- سورۂ توبہ کی ابتدا میں اعوذ باللہ پڑھنے کا نیا طریقہ جو آج کل کے حافظوں نے نکالا ہے

---

[1] مردیکہ بیفتد اعضائے او بعلت جذام کہ علتے مشہور ست۔ (اشعۃ صفحہ ۱۵۲ جلد ۲)۔

بے اصل ہے۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ ''سورۂ توبہ کے کسی حصہ سے تلاوت کی ابتداء کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے یہ محض غلط ہے۔ (بہارِ شریعت جلد۳ صفحہ۳۰۹)

3- بعض جگہ لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ سے خارج نماز تلاوت کی ابتداء کرتے ہیں مگر اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں پڑھتے حالانکہ اس آیت کے شروع میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے اسی طرح قل میں پنج آیت پڑھتے وقت والھکم اله واحد یا ان رحمة اللّٰه قریب یا ماکان محمد سے تلاوت کی ابتداء کرتے ہیں تو تعوذ و تسمیہ نہیں پڑھتے ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

4- مجمع میں سب لوگ بلند آواز میں قرآن مجید پڑھیں یہ حرام ہے اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے آہستہ پڑھیں۔ (بہارِ شریعت جلد سوم صفحہ ۳۱۰) اور در مختار مع رد المحتار جلد اول صفحہ ۳۸۳ میں ہے۔ یحب الاستماع للقرائة مطلقا لان العبرة لعموم اللفظ۔

5- پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور سورۂ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا اس کی مثل مثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ کرنا واجب عین ہے۔ (بہارِ شریعت جلد سوم صفحہ ۳۰۵) اور در مختار میں ہے۔ حِفْظُ جَمِيْعِ الْقُرْاٰنِ فَرْضُ كِفَايَة و حِفْظُ فاتحةِ الكتاب و سورةٍ واجبٌ علىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ۔ (مخلصا)

6- س ش ص۔ ت ط۔ ذ ز ض ظ۔ ا ء ع ح ہ ق ك۔ د ض۔ ج ز ان حرفوں کا صحیح امتیاز رکھیں ورنہ نماز فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی۔ (بہارِ شریعت)

7- جو لوگ ح ط ع ص وغیرہ کے صحیح تلفظ پر قدرت نہ رکھتے ہوں انہیں لازم ہے کہ تصحیح حروف کے لیے حتی الامکان کوشش جاری رکھیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۹۵ اور شامی جلد اول صفحہ ۴۰۹ میں ہے۔ من لا يقدر على التلفظ بحرف من الحروف كالرحمن الرحيم والشيطان الرجيم، نَعَبُدُ وایاك نستئين، السراط، انامت فكل ذلك حكمه مامر من بذل الجهد دائما و اِلّا فلاتصع الصلوة به۔ (ملخصا)

8- دیہاتوں میں مکتب کے اکثر مدرسین کو دیکھا گیا ہے کہ وہ پورے قرآن میں ذ ظ کو ج،

ق کو ک ش کو س اور غ کو گ پڑھتے ہیں یہ گناہ ہے۔ اور بعض تو بلا وضو قرآن کو ہاتھ لگاتے ہیں جو سخت ناجائز و حرام ہے

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ (سورۂ واقعہ ۷۹)

''اسے نہ چھوئیں مگر باوضو''۔ (ترجمہ کنز الایمان)

9- آج کل حافظ اس طرح قرآن مجید پڑھتے ہیں کہ یعلمون، تعلمون کے سوا کسی لفظ کا پتہ نہیں چلتا نہ تصحیح حروف ہوتی ہے بلکہ جلدی میں لفظ کے لفظ کھا جاتے ہیں اور اس پر فخر ہوتا ہے کہ فلاں اس قدر جلد پڑھتا ہے حالانکہ اس طرح قرآن پڑھنا سخت حرام ہے۔

(بہارِ شریعت جلد ۳ صفحہ ۳۰۶)

10- اوقاتِ مکروہ یعنی طلوع و غروب کے وقت اور دوپہر کے وقت قرآن مجید بلا کراہت جائز ہے لیکن نہ کرے تو بہتر ہے۔ بہارِ شریعت جلد سوم صفحہ ۲۳۰ میں ہے۔ ان اوقات میں تلاوتِ قرآنِ مجید بہتر نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ذکر اور درود شریف میں مشغول رہے اور بحر الرائق جلد اول صفحہ ۲۵۱ میں البغیۃ کا یہ قول الصلوٰۃ علی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الا وقات التی تکرہ فیھا الصلوۃ والدعا والتسبیح افضل من قراۃ القران نقل کر کے لکھتے ہیں ولعلہ لان القران رکن الصلوٰۃ وھی مکروھۃ فالا ولی ترک ما کان رکنا لھا۔ اور رد المحتار جلد اول صفحہ ۲۶۲ میں صاحب بحر کے قول فالا ولی کے تحت ہے۔ فالا ولی ای فالا فضل لیوافق کلام البغیہ فان مفادہ انہ لا کراھۃ اصلا لان ترک الفاضل لا کراھہ فیہ۔

مغزِ قرآں، جانِ ایماں، روحِ دیں
ہست حبِ رحمۃ للعالمین

……

کتاب الحج

حج

1- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَقَامَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ اَفِيْ كُلِّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْ قُلْتُهَا نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوْ بِهَا وَلَمْ تَسْتَطِيْعُوْا وَالْحَجُّ مَرَّةٌ فَمَنْ زَادَ فَتَطَوُّعٌ۔ (احمد، نسائی، دارمی، مشکوٰۃ)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! خدا نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ فرمایا! اگر ہاں کر دوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے گا اور اگر ہر سال فرض ہو جائے تو تم اسے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے حج پوری زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے اور جو شخص اس سے زیادہ کرے وہ نفل ہے"۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ احکامِ شرعیہ پر کلی اختیار رکھتے ہیں کہ اگر چاہتے تو ہر سال حج کرنا فرض فرما دیتے۔

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَا اَرَادَا الْحَجَّ فَلْيُعَجِّلْ۔

(ابوداؤد، دارمی)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حج کا ارادہ کرے تو پھر جلد اُس کو پورا کرے"۔

3- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَابِعُوْ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَا[1] وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّةُ۔ (ترمذی، نسائی)

---

[1] هو يحتمل الفقر الظاهر بحصول غنى اليد والفقر الباطن بحصول غنى القلب (مرقاة)

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کو یکے بعد دیگرے ادا کرو۔ (یعنی قران کا احرام باندھو یا بالفعل دونوں کو متصلاً کرو) اس لئے کہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے چاندی اور سونے کی میل کو دور کر دیتی ہے اور حج مقبول کا بدلہ صرف جنت ہے''۔

4- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ خَرَجَا حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَوْ غَازِیًا ثُمَّ مَاتَ فِیْ طَرِیْقِهٖ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرَ الْغَازِیْ وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ۔

(بیہقی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادے سے نکلا اور راستہ میں ہی مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ہمیشہ کیلئے مجاہد، حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھ دیتا ہے''۔

5- عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ عُمْرَةً فِیْ رَمْضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً۔

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے''۔

6- عَنْ اَبِیْ رَزِیْنِ نِ الْعُقَیْلِیِّ اَنَّهٗ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَبِیْ شَیْخٌ كَبِیْرٌ لَا یَسْتَطِیْعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ قَالَ حُجَّ عَنْ اَبِیْكَ وَاعْتَمِرْ۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

''حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرا بوڑھا باپ اتنا کمزور ہے کہ حج و عمرہ کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ سواری پر سفر کرنے کی اس میں قوت ہے آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ کر لے''۔

7- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَی رَجُلُ نِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِیَ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَیْهَا دَیْنٌ اَكُنْتَ قَاضِیَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَیْنَ اللّٰهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی (اور نذر پوری کرنے سے پہلے) وہ مرگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا اس کو ادا کرتا؟ اس نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر خدائے تعالیٰ کا قرض بھی ادا کر کہ اس کا ادا کرنا زیادہ ضروری ہے''۔

8- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُسَافِرَنَّ امْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عورت بغیر محرم کے ہرگز سفر نہ کرے (چاہے وہ حج ہی کا سفر کیوں نہ ہو)''۔

9- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهٗ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا وَذٰلِكَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ (پارہ ۴، رکوع ۱)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص زادِ راہ اور بیت اللہ شریف تک پہنچا دینے والی سواری کے مصارف کا مالک ہو اور پھر اس نے حج نہیں کیا تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرنے میں کوئی فرق نہیں اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ۔ یعنی خدائے تعالیٰ کیلئے بیت اللہ کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جبکہ حج کے تمام ضروری مصارف کا مالک ہو''۔ (ترمذی)

انتباہ

1- دکھاوے کیلئے حج کرنا اور مالِ حرام سے حج کو جانا حرام ہے۔
(درمختار، ردالمحتار، بہارِ شریعت صفحہ ۷۱۹ جلد ۶)

2- حج کرنے کے لیے بھی تصویر اور فوٹو کھنچانا جائز نہیں خواہ حج فرض ہو یا نفل، اس لئے کہ گناہ سے بچنا کسی نیکی کے اکتساب سے اہم و اعظم ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد ۳ صفحہ ۲۷۹ پر اشباہ سے ہے۔ اعتناء الشرع بالمنهيات اشد من اعتنائه بالماموارت۔

3- عورت کو مکہ شریف تک جانے میں تین روز یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا

محرم ہونا ضروری ہے خواہ جوان ہو یا بوڑھی۔ محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لیے اس عورت کا نکاح حرام ہے۔ خواہ نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو جیسے باپ، بھائی، بیٹا وغیرہ یا دودھ کے رشتہ کے نکاح کی حرمت ہو جیسے رضاعی بھائی باپ، بیٹا، وغیرہ یا سسرالی رشتہ سے حرمت آئی ہو جیسے خسر، شوہر کا بیٹا وغیرہ۔ (بہارِ شریعت)

4- شوہر یا محرم جس کے ساتھ عورت سفر کر سکتی ہے اس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے۔ مجنوں یا نابالغ یا فاسق کے ساتھ نہیں جا سکتی۔ (عالمگیری، درمختار، بہارِ شریعت)

5- عورت کو بغیر محرم یا شوہر کے حج کے لیے جانا حرام ہے اگر حج کرے گی تو ہو جائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ بعض عورتیں بغیر محرم اپنے پیر یا کسی بوڑھے آدمی کے ساتھ حج کو جاتی ہیں یہ بھی ناجائز و حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۲۹۱)

6- عورت کے ساتھ شوہر اور محرم نہ ہو تو اس پر واجب نہیں کہ حج کے جانے کے لیے نکاح کرے۔ (بہارِ شریعت)

7- اگر حج کے مصارف کا مالک ہو اور احباب کے لیے تحفہ و تحائف لانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔ تب بھی حج کو جانا فرض ہے اس کی وجہ سے حج نہ کرنا حرام ہے۔ (بہارِ شریعت)

8- سرکارِ اقدس ﷺ کے روضہ انور کی حاضری اور بیت اللہ شریف نیز دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت کے بعد حاجیوں کو چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے عزیز و اقارب میں مذہبی رنگ پیدا کرتے۔ مگر افسوس کہ ایسا کرنے کی بجائے وہاں سے ریڈیو لا کر اپنے عزیز و اقارب کو دیتے ہیں جس سے وہ اکثر اوقات گانا بجانا بھی سن کر گناہ کماتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی ریڈیو لانے والے حاجی کا نامۂ اعمال بھی سیاہ ہوتا رہتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ قال اللہ تعالیٰ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔

(سورہ المائدہ آیت ۲)

"اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو"۔ (ترجمہ کنز الایمان)

9- جس نے پاک مال، پاک کمائی، پاک نیت سے حج کیا اور اس میں لڑائی جھگڑا نیز ہر قسم کے گناہ و نافرمانی سے بچا پھر حج کے بعد فوراً مر گیا اتنی مہلت نہ ملی جو حقوق

> العباد اس کے ذمے تھے انہیں ادا کرتا یا ادا کرنے کی فکر کرتا تو حج قبول ہونے کی صورت میں امید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام حقوق معاف فرمادے اور حقوق العباد کو اپنے ذمہ کرم پر لے کر حق والوں کو قیامت کے دن راضی کرے اور خصومت سے نجات بخشے ۔ (اجب الامداد للامام احمد رضا)

اور اگر حج کے بعد زندہ رہا اور حتی الامکان حقوق کا تدارک کرلیا یعنی سالہائے گزشتہ کی باقی زکوٰۃ ادا کردی چھوٹی ہوئی نماز اور روزہ کی قضا کی جس کا حق مارلیا تھا اس کو یا مرنے کے بعد اس کے وارثین کو دے دیا، جسے تکلیف پہنچائی تھی معاف کرالیا جو صاحب حق نہ رہا اس کی طرف سے صدقہ کردیا۔ اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے ادا کرتے کرتے کچھ رہ گیا تو موت کے وقت اپنے مال میں سے ان کی ادائیگی کی وصیت کرگیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے چھٹکارے کی ہر ممکن کوشش کی تو اس کے لئے بخشش کی اور زیادہ امید ہے۔ (اجب الامداد)

ہاں اگر حج کے بعد قدرت ہونے کے باوجود امور سے غفلت برتی انہیں ادا نہ کیا تو یہ سب گناہ از سر نو اس کے ذمہ ہوں گے اس لیے کہ حقوق اللہ و حقوق العباد تو باقی ہی تھے ان کی ادائیگی میں تاخیر کرنا پھر تازہ گناہ ہوا جس کے ازالہ کیلئے وہ حج کافی نہ ہوگا اس لئے کہ حج گزرے گناہوں یعنی وقت پر نماز و روزہ وغیرہ ادا کرنے کی تقصیر کو دھوتا ہے۔ حج سے قضا شدہ نماز اور روزہ ہرگز نہیں معاف (1) ہوتے اور نہ آئندہ کیلئے پروانہ آزادی ملتا ہے جبکہ مقبول (2) حج کی نشانی ہی یہ ہے کہ حاجی پہلے سے اچھا ہو کر واپس ہو۔ (اجب الامداد)

---

(1) ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۲۶۱ میں اس مسئلہ پر بحث کے بعد فرمایا کہ والحاصل ان تاخیر الدین و غیرہ تاخیر نحو الصلوٰۃ والزکوٰۃ من حقوقہٖ تعالیٰ فیسقط اثم التاخیر فقط عما معنی دون الاصل دون التاخیر المستقبل، قال فی البحر فلیس معنی التکفیر کما یتوھم کثیر من الناس ان الدین یسقط عنہ و کذا قضاء الصلوٰۃ و الصوم و الزکوٰۃ اذا لم یقل احد بذلک۔ پھر صفحہ ۲۶۲ پر فرمایا: والحاصل کما فی البحر ان المسئلہ الظنیۃ فلا یقطع تکفیر الحج الکبائر من حقوقہ تعالیٰ من حقوق العباد۔

(2) اشعۃ اللمعات جلد دوم صفحہ ۳۰۲ میں ہے گفتہ اند نشان حج مبرور آں ست کہ بہتر از انکہ رفتہ است برگردد۔ بباید راغب در آخرت و زاہد در دنیا بمعاصی عود نہ کند۔

آج کل بہت سے حضرات برسہا برس حقوق اللہ یعنی نماز و روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ نہیں ادا کرتے نیز حقوق العباد کی کچھ پرواہ نہیں کرتے، کسی کو قتل کرتے ہیں، کسی کی زمین غصب کر لیتے ہیں، کسی کا مال چراتے ہیں، کسی کا روپیہ لے لیتے ہیں اور کسی کو ستاتے ہیں پھر حج کر آتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے سب گناہ معاف ہو گئے نہ اب چھوٹی ہوئی قضا نمازیں پڑھیں نہ بندوں کے حقوق معاف کرانا ہے یہ ان کی سخت غلط فہمی ہے۔

مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کما حقہ ادا کریں۔ آمین!

بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلوٰت اللّٰہ تعالیٰ و سلامہ علیہ و علیھم اجمعین۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

مدینہ طیبہ کی حاضری

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ۔ (دار قطنی، بیہقی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے“۔

2- عَنِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ جَاءَنِیْ زَائِرًا لَا تَحْمِلُہٗ حَاجَۃٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

(دار قطنی، بیہقی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو میری زیارت کے لیے آیا۔ سوائے میری زیارت کے اور کسی حاجت کے لیے نہ آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں“۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَۃَ حَبِیْبِکَ الْمُصْطَفٰی وَنَبِیِّکَ الْمُجْتَبٰی عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ

وَالثَّنَاء۔

"اے اللہ! اپنے حبیب مصطفیٰ و نبی مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی شفاعت ہمیں عطا فرما"۔

3- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَيَاتِیْ۔ (دار قطنی، طبرانی)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات (دنیوی) میں زیارت سے مشرف ہوا۔

انتباہ

1- زیارت اقدس قریب بواجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ۔ بہار شریعت)

2- حج کیلئے جانا اور سرکار اقدس ﷺ کے روضہ انور کی زیارت نہ کرنا بدبختی کی علامت ہے۔

انبیائے کرام زندہ ہیں

1- عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ يُّرْزَقُ۔ (رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱)

"حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں۔ رزق دیئے جاتے ہیں"۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا زندہ است بہ حقیقت دنیاوی یعنی خدائے تعالیٰ کے نبی دنیوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ ہیں۔ (اشعۃ اللمعات جلدا صفحہ ۵۷۶)

اور حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ **لا فرق لهم فی الحالین ولذا قیل اولیاء اللّٰه لا یموتون ولکن ینتقلون من دار الی دار۔** یعنی انبیائے کرام کی دنیوی اور بعد وصال کی زندگی میں کوئی فرق نہیں اسی لئے کہا جاتا ہے

کہ اولیائے کرام مرتے نہیں بلکہ ایک دار سے دوسرے دار کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

(مرقاۃ جلد ۲ مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۱۲)

2- عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ۔

(رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی والبیہقی وابن ماجہ کلہم عن اوس بن اوس رضی اللہ عنہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۰)

"حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر کھانا حرام فرمادیا ہے"۔

حضرت ملا علی قاری رضی اللہ عنہ رب الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ

ان الا نبیاء فی قبورھم احیاء۔

"انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں"۔ (مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۲۰۹)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را درو ئے خلافے نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چنانکہ شہدا راست۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۵۷۴)

یعنی انبیائے کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور ان کی زندگی سب مانتے آئے ہیں۔ کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے۔ ان کی زندگی جسمانی حقیقی دنیاوی ہے۔ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی نہیں ہے۔

انتباہ

1- انبیائے کرام علیہم السلام بعد وفات دنیوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ رہتے ہیں اسی لئے شب معراج جب سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس پہنچے تو انبیائے کرام علیہم السلام کو وہاں نماز پڑھائی۔ اگر انبیائے کرام علیہم السلام بعد وفات زندہ نہ ہوتے تو بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے لیے کیسے آتے۔

2- انبیائے کرام کی زندگی جسمانی حقیقی دنیوی ہے۔ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی نہیں ہے اسی لئے انبیائے کرام علیہم السلام کا ترکہ نہیں تقسیم کیا جاتا اور نہ ان کے

بیویاں دوسرے سے نکاح کر سکتی ہیں اور شہیدوں کا ترکہ تقسیم ہوتا ہے اور ان کی بیویاں عدت گزارنے کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہیں۔

3- انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگی برزخی نہیں بلکہ دنیوی ہے بس فرق صرف یہ ہے کہ ہم جیسے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ جیسا کہ حضرت شیخ حسن بن عمار شرنبلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب نور الایضاح کی شرح مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں۔ **ومما ھُوَ مقر عند المحققین انه صلی اللّٰہ تعالٰی حیٌّ یُرْزَقُ ممتع بجمیع الملاذ و العبادات غیر انّهُ حجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات۔**

(مع طحاوی مصری صفحہ ۴۴۷)۔

یعنی یہ بات اربابِ تحقیق علماء کے نزدیک ثابت ہے کہ سرکار اقدس ﷺ (حقیقی دنیوی زندگی کے ساتھ) زندہ ہیں۔ ان پر روزی پیش کی جاتی ہے۔ تمام لذات والی چیزوں کا مزا اور عبادتوں کا سرور پاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ آپ کے بلند درجوں تک پہنچنے سے قاصر ہیں ان کی نگاہوں سے اوجھل ہیں اور نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد اول صفحہ ۱۹۶ میں ہے۔ **الانبیاء علیہم السلام احیاءٌ فِی قُبُوْرِھِمْ حَیَاۃً حقیقۃً۔** یعنی انبیائے کرام علیہم السلام حقیقی زندگی کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۲۸۴ میں ہے۔ **انہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حی یرزق ویستمد منه و المدد المطلق۔** یعنی بے شک حضور ﷺ باحیات ہیں انہیں روزی پیش کی جاتی ہے اور ان سے ہر قسم کی مدد طلب کی جاتی ہے۔

اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب **سلوك اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل** مع اخبار الاخیار مطبوعہ رحیمیہ دیوبند صفحہ ۱۶۱ میں فرمایا کہ باچندیں اختلاف و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت ست یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آں حضرت ﷺ بحقیقتِ حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم باقی ست و براعمال امت حاضر و ناظر۔ و مر طالبان حقیقت را و متوجہان آں حضرت را مفیض و مربی۔

یعنی علمائے امت میں اتنے اختلافات و کثرتِ مذاہب کے باوجود کسی شخص کو اس مسئلہ

میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آں حضرت ﷺ حیاتِ (دنیوی) کی حقیقت کے ساتھ قائم اور باقی ہیں۔ اس حیاتِ نبوی ﷺ میں مجاز کی آمیزش اور تاویل کا وہم نہیں اور امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں۔ نیز طالبان حقیقت کے لیے اور ان لوگوں کے لیے کہ آنحضرت کی جانب توجہ رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ ان کو فیض بخشنے والے اور مربی ہیں۔

4- پارہ ۲۳ آیت ۳۰۔

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ۔

”بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے“۔

میں حضور ﷺ کے لیے موت آنا ذکر فرمایا تو اس سے مراد اس عالم دنیا سے منتقل ہونا ہے اور ان احادیث کریمہ میں حیات سے بعد وصال حقیقی زندگی مراد ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

(اعلی حضرت بریلوی)

❀……❀……❀

کِتَابُ الْبیُوع

حلال روزی

1- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (شریعت کے دیگر) فرائض کے بعد حلال روزی حاصل کرنا فرض ہے“۔

2- عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ اَنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَا یَدْ خُلُ الْجَنَّۃَ جَسَدٌ غُذِّیَ بَالْحَرَامِ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بدن کو حرام غذا دی گئی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا“۔

3- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْہُ مِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ۔ (بخاری شریف)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جبکہ کوئی اس بات کی پرواہ نہ کرے گا کہ اس نے جو مال حاصل کیا ہے وہ حلال ہے یا حرام؟

انتباہ

1- چکی والے گیہوں وغیرہ پینے کے بعد فی کلو تیں چالیس گرام آٹا ”اجرتی“ کہہ کر نکال لیتے ہیں ناجائز و حرام ہے اس لیے کہ اتنی مقدار میں آٹا نہیں جلتا۔ ثبوت یہ کہ چکی والے کے پاس دس پانچ کلو آٹا روزانہ فاضل بچ جاتا ہے۔

اور اگر چکی والا کچھ پیسا اور اپنے پیسے ہوئے آٹے میں سے کچھ آٹا اجرت ٹھہراویں جو یہ بھی ناجائز اس لیے کہ قفیز طحان ہے۔ بہارِ شریعت جلد چہاردہم صفحہ ۱۴۱ میں ہے۔ اجارہ پر کام کرایا اور یہ قرار پایا کہ اسی میں تم اتنی اجرت لے لینا یہ اجارہ فاسد ہے مثلاً کپڑا بننے کے لیے سوت دیا اور کہہ دیا کہ آدھا کپڑا اجرت میں لے لینا یا غلہ اٹھا کر لاؤ اس میں سے دو سیر مزدوری لے لینا یا چکی چلانے کے لیے بیل لیے اور جو آٹا پیسا جائے گا اس میں سے اتنا اجرت میں دیا جائے گا (یا کھیت کٹوایا اور اسی میں سے اجرت دینا طے کیا) یہ سب صورتیں ناجائز[1] ہیں۔ ملخصا۔

ہاں پیسہ اور گیہوں یا باجرہ وغیرہ کی اجرت مقرر کریں تو جائز ہے۔ بہارِ شریعت میں ہے کہ جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ اجرت میں دینا ہے اس کو پہلے ہی علیحدہ کر دے کہ یہ تمہاری اجرت ہے۔ مثلاً سوت کو دو حصہ کر کے ایک حصہ کی نسبت کہا کہ اس کا کپڑا بن دو اور دوسرا دیا کہ یہ تمہاری مزدوری ہے یا غلہ اٹھانے والے کو اسی غلہ میں سے نکال کر دے دیا کہ یہ تمہاری مزدوری ہے اور یہ غلہ فلاں جگہ پہنچا دے (جیسا کہ) بھاڑ والے پہلے ہی اپنی بھنائی نکال کر باقی کو بھونتے ہیں۔

2- بعض لوگ اس طرح کھیت کٹواتے ہیں کہ ہم فی بیگھہ یا ہر روز چار سیر دھان مزدوری دیں گے مگر یہ نہیں ٹھہراتے کہ ہم تمہارے کام کیے ہوئے میں سے دیں گے۔ اب خواہ اسی کام کیے ہوئے سے دیں کوئی حرج[2] نہیں۔

3- کپڑا سلنے کے لیے دیا تو درزی نے اسی میں سے کاٹ لیا۔ روئی کاتنے کیلئے دی تو کاتنے والے نے روئی نکال لی، کپڑا بننے کیلئے دیا تو بننے والے نے سوت نکال لیا اور

---

[1] درمختار میں ہے لو دفع غزلا لا خر لینسجه له بنصفه او استاجر بغلا لحمل طعامه ببعضه او ثور الیطحن بره ببعض دقیقه فسدت فی الکل لا نه استاجره بجزءٍ من عمله والا صل فی ذلک نهیه صلی اللّٰه تعالیٰ وسلم عن قفیز الطحان۔ اور فتاوی عالمگیری جلد چہارم مصری صفحہ ۴۴۹ میں ہے۔ لا تصح اجارة الرحی بطحن بره ببعض دقیقة کنافی شرح ابی الکلام ۱۲۔ منہ

[2] درمختار کتاب الاجارہ میں ہے والحیلة ان یفرز الا جرَ اَوّلًا اَوْ یُسَمّی قفیزا بلا یقین ثم یطعیه قفیزا فیجوز ۱۲ منہ۔

بھرنے کیلئے دیا تو بھرنے والوں نے سوت نکال لیا یہ سب نا جائز و حرام ہے۔

افسوس کہ یہ باتیں علانیہ کھلے طور پر مسلمانوں میں اس طرح رائج ہو گئیں ہیں کہ اب لوگوں کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم حرام روزی سے اپنا پیٹ بھر کر اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں بلکہ عوام تو عوام خواص بھی اسی طرح حرام روزی حاصل کرنے میں بے باک نظر آتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر   خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

اچھا تاجر

1- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ۔ (ترمذی)

”حضرت ابوسعید ؓ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بہت سچے اور دیانت دار تاجر (کا حشر) نبیوں علیہم السلام، صدیقوں اور شہیدوں ؓ کے ساتھ ہوگا“۔

2- عَنْ عُبَیْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ التُّجَّارُ یُحْشَرُوْنَ۔ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فُجَّارًا اِلَّا مَنِ اتَّقٰی وَبَرَّ وَصَدَقَ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

”حضرت عبید بن رفاعہ ؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن (بددیانت) تاجروں کا حشر نافرمانوں کے ساتھ ہوگا مگر جو تاجر خدائے تعالیٰ سے ڈرتا ہوا حرام سے بچے جھوٹی قسم نہ کھائے اور سچ بولے (تو اس کا حشر فاجروں کے ساتھ نہیں ہوگا)۔

3- عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ بَاعَ عَیْبًا لَمْ یُنَبِّهْ لَمْ یَزَلْ فِیْ مَقْتِ اللّٰهِ وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَةُ تَلْعَنُهٗ۔ (ابن ماجہ)

”حضرت واثلہ بن اسقع ؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص عیب دار چیز بیچے اور اس کے عیب کو ظاہر نہ کرے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں رہے گا اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے“۔

انتباہ

1- مردار کی چربی بیچنا یا اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں۔ نہ اسے چراغ میں جلا سکتے ہیں۔ نہ چمڑا پکانے کے کام میں لا سکتے ہیں۔ (شامی جلد۴ صفحہ۱۲۰ بہارِ شریعت جلد۱۱ صفحہ۵۷۸)

2- مردار کے چمڑے کو بھی بیچنا باطل ہے جو پکایا ہوا نہ ہو اور جس کی دباغت کر لی ہو تو بیچنا جائز ہے اور اس کو کام میں لانا بھی جائز ہے۔ (درمختار، بہارِ شریعت)

دباغت کی تین صورتیں ہیں۔ کھارے نمک وغیرہ یا کسی دوا سے پکایا جائے یا فقط دھوپ یا ہوا میں سکھا لیا جائے کہ تمام رطوبت خشک ہو کر بدبو جاتی رہے۔ (بہارِ شریعت)

3- کافر حربی کے ہاتھ مردار کی چربی اور چمڑا بیچنا جائز ہے۔ (بہارِ شریعت بہ حوالہ ردالمختار)

4- بعض لوگ گائے بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جتنے بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف کر لیں گے یہ اجارہ فاسد اور ناجائز ہے، بچے اسی کے ہیں جس کے گائے اور بکری ہے دوسرے کو صرف اس کے کام کی واجبی اجرت ملے گی۔ (بہارِ شریعت صفحہ۲۲۱۹ جلد۱۴)
اور جیسا کہ شامی جلد سوم صفحہ۳۶۱ میں ہے۔ **اذا دفع البقرة يعلف ليكون الحادث بينهُمَا نصفين فما حدث فهو لصاحب البقرة وللاخر مثل علفه واجر مثله تاتارخانيه**۔ اسی طرح فتاوی عالمگیری جلد چہارم مصری صفحہ۴۳۰ میں بھی ہے۔

5- کسی کو مرغی دی کہ جتنے انڈے دے گی دونوں نصف نصف تقسیم کر لیں گے۔ یہ اجارہ بھی فاسد اور ناجائز ہے۔ انڈے اسی کے ہیں جس کی مرغی ہے۔

(فتاوی عالمگیری مصری جلد صفحہ۴۳۰، بہارِ شریعت جلد۱۴ صفحہ۱۴۳)

6- کسی چیز کی قیمت زیادہ مانگنا پھر اس سے کم مانگنا پھر اس سے کم پر دے دیا جائز ہے۔ یہ جھوٹ میں داخل نہیں ہے۔

7- تالابوں، جھیلوں کا مچھلیوں کے شکار کے لیے ٹھیکہ دینا جیسا کے ہندوستان میں رائج ہے ناجائز ہے۔ (بہارِ شریعت جلد۱۱ صفحہ۸۷) اور جیسا کہ درمختار باب البیع الفاسد میں ہے۔ **لم تجز اجارة بركة ليصاد منها السمك**۔

سود کا بیان

1- عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ۔ (مسلم شریف)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے سود لینے والوں، سود دینے والوں، سودی دستاویز لکھنے والوں اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ وہ سب (گناہ میں) برابر کے شریک ہیں“۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بن حَنْظَلَةَ غَسِيْلِ الْمَلَائِكَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِرْهَمُ رِبٰوا يَاْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلٰثِيْنَ زِنْيَةً۔

(احمد، دار قطنی، مشکوۃ)

”حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سود کا ایک درہم جو آدمی جان بوجھ کر کھائے اس کا گناہ چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ ہے“۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرِّبٰو سَبْعُوْنَ جُزْءً اَيْسَرُهَا اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ سود (کا گناہ) ایسے ستر گناہوں کے برابر ہے جن میں سب سے کم درجہ کا گناہ یہ ہے کہ مرد اپنی ماں سے زنا کرے“۔

4- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَقْرَضَ اَحَدُكُمْ قَرْضًا فَاَهْدٰى اِلَيْهِ اَوْ حَمَلَهٗ عَلَى الدَّابَّةِ فَلَا يَرْكَبْهُ وَلَا يَقْبَلْهَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ جَرٰى بَيْنَهٗ قَبْلَ ذٰلِكَ۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو قرض دے اور پھر قرض لینے والا اس کے پاس کوئی ہدیہ اور تحفہ بھیجے یا سواری کے لیے کوئی جانور پیش کرے تو اس سواری پر سوار نہ ہو اور اس کا ہدیہ اور تحفہ قبول نہ کرے البتہ قرض دینے سے پہلے آپس میں اس قسم کا معاملہ ہوتا رہا ہو تو کوئی حرج نہیں“۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ”ہر قرضے کہ بکشد سودے راپس آں ربواست (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۲۵) یعنی ہر وہ قرض کہ جس سے نفع حاصل ہو سود ہے۔

انتباہ

1- سود حرام قطعی ہے اس کی حرمت کا منکر کافر ہے، حرام سمجھ کر سود لینے والا فاسق مردود الشہادت ہے۔ (بہارِ شریعت)

2- عقد فاسد کے ذریعہ کافر حربی کا مال حاصل کرنا ممنوع نہیں یعنی جو عقد مابین دو مسلمان ممنوع ہے اگر کافر حربی کے ساتھ کیا جائے تو منع نہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ عقد مسلم کے لیے مفید ہو۔ مثلاً ایک روپیہ کے بدلے میں دو روپیہ خریدے یا اس کے ہاتھ مردار بیچ ڈالا کہ اس طریقہ پر مسلمان سے روپیہ حاصل کرنا شرع کے خلاف اور حرام ہے اور کافر سے حاصل کرنا جائز ہے۔ (شامی۔ بہارِ شریعت صفحہ ۱۵۳ جلد ۱۱)

3- ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے اس کو دارالحرب کہنا صحیح نہیں مگر یہاں کے کفار یقیناً نہ تو ذمی ہیں نہ مستامن کیونکہ ذمی مستامن کیلئے بادشاہِ اسلام کا ذمہ اور امن دینا ضروری ہے لہٰذا یہاں کے کفار کے اموال عقودِ فاسدہ کے ذریعہ حاصل کیے جاسکتے ہیں جب کہ بدعہدی نہ ہو۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۳)

4- ہندوستانی کفار کا مال چوری، ڈاکہ، مکاری اور فریب سے حاصل کرنا جائز نہیں۔

5- انڈیا گورنمنٹ کی طرف سے جگہ جگہ جو بلاک قائم ہیں وہاں روپیہ وغیرہ زائد رقم دینے کی شرط پر بلا ضرورت لانا اور انہیں نفع دینا منع ہے۔

6- بینک خواہ انڈیا (غیر مسلم حکومت) کا ہو یا کسی کافر حربی کا اس کا نفع شرعاً سود نہیں اسی طرح انڈیا گورنمنٹ یا کافر حربی کے مسلم ملازمین کو فنڈ کا جو نفع ملتا ہے وہ بھی سود نہیں۔ البتہ مسلم بینک کا نفع سود ہے۔

فتاوٰی عزیزیہ جلد اول صفحہ ۳۹ پر ہے گرفتن سود از حربیان بایں وجہ حلال است کہ مال حربی مباح ست اگر در ضمن آں نقض عہد نہ باشد و حربی چوں خود بخود بدہد بلاشبہ حلال خواہد بود۔

رہن اور بیع سلم

1- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي الثِّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلٰثَ فَقَالَ مَنْ اَسْلَفَ فِيْ شَيْءٍ فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّ وَزْنٍ مَعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَعْلُوْمٍ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے مدینہ کے لوگ پھلوں میں سال دو سال اور تین سال کی (پیشگی) بیع کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس طرح کی بیع کرے اسے چاہئے کہ معین پیمانہ معین وزن اور معین مدت کے ساتھ کرے"۔

2- عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ الرَّهْنَ مِنْ صَاحِبِهِ الَّذِيْ رَهَنَهٗ لَهٗ غُنْمُهٗ وَعَلَيْهِ غُرْمُهٗ۔ (مشکوٰۃ)

"حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ کسی چیز کو رہن کر دینے سے رہن کرنے والے کی ملکیت ختم نہیں ہو جاتی اس کے منافع کا حق دار راہن(1) ہے اور (چیز ضائع ہو جائے تو) مرتہن(2) تاوان کا ذمہ دار ہے۔

انتباہ

1- بیع سلم یعنی ایسی خرید و فروخت کہ جس میں قیمت نقد یا مال ادھار ہو جائز ہے۔ مثلاً زید نے فصل تیار ہونے سے پہلے بکر سے کہا کہ آپ سو روپیہ ہمیں دے دیجئے ہم فی روپیہ چار کلو گیہوں آپ کو فلاں تاریخ میں دے دیں گے۔ تو خواہ اس وقت ادائیگی کے وقت بازار کا بھاؤ فی روپیہ تین کلو ہو زید پر فی رپیہ چار کلو گیہوں کا دینا واجب ہوگا۔ بہ شرطیکہ فیہ(3) کی جنس بیان کر دی جائے کہ گیہوں دے گا یا جَو اور اس کی نوع بیان کر دی جائے

1- راہن جو دوسرے کے پاس کوئی چیز رکھے

2- مرتہن جس کے پاس کوئی چیز رہن رکھی جائے۔ ۱۲ منہ

3- مسلم فیہ جس چیز کو فروخت کیا گیا۔ ۱۲ منہ

کہ فلاں نام کا گیہوں دے گا اور یہ بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ گیہوں اعلیٰ ہوگا یا اوسط یا ادنیٰ نیز یہ بھی بتانا ضروری ہے کہ گیہوں کتنا دے گا؟ کس تاریخ میں دے گا اور کس جگہ دے گا اور بھی کچھ شرطیں ہیں جن کی تفصیلات بہارِ شریعت وغیرہ سے معلوم کریں۔

2- کھیت رہن رکھنے کا جو عام رواج ہے کہ کسی شخص کو کچھ روپیہ دے کر اس کا کھیت اس شرط پر رہن رکھتے ہیں کہ ہم کھیت سے نفع حاصل کرتے رہیں گے اور گورنمنٹی لگان دیتے رہیں گے پھر جب تم روپیہ ادا کرو گے تو ہم کھیت واپس کر دیں گے۔ یہ ناجائز ہے اس لئے کہ قرض دے کر نفع حاصل کرنا سود ہے حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے: كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ رِبًا۔ یعنی قرض سے جو نفع حاصل ہو وہ سود ہے۔ البتہ کافر حربی کا کھیت اس طرح لے سکتا ہے اس لیے کہ عقود فاسدہ کے ذریعہ ان کا مال لینا جائز ہے۔

3- بعض لوگ کھیت اس طرح رہن رکھتے ہیں کہ مرتہن کھیت کو جوتے بوئے فائدہ حاصل کرے۔ اور کھیت کا دس یا پانچ سالہ کرایہ مقرر کر دیتے ہیں اور طے یہ پاتا ہے کہ وہ رقم زرِ قرض سے مجرا ہوتی رہے گی جب کل رقم ادا ہو جائے گی تو کھیت واپس ہو جائے گا۔ اس صورت میں بظاہر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی اگرچہ کرایہ واجبی اجرت سے کم طے پایا اس لیے کہ یہ صورت اجارہ میں داخل ہے یعنی اتنے زمانہ کے لیے کھیت کرایہ پر دیا اور کرایہ پیشگی لے لیا۔ (بہارِ شریعت جلد ہفدہم صفحہ ۳۹)

قرض دار کو مہلت دینا

1- عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَنْجَاهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص قرض دار کو مہلت دے یا قرض معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی سختیوں سے محفوظ رکھے گا“۔

2- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلٰی رَجُلٍ حَقٌّ فَمَنْ اَخَّرَهٗ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ یَوْمٍ صَدَقَةٌ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کا کسی شخص پر کوئی حق ہو وہ اسے مہلت دے تو اسے ہر دن کے عوض صدقہ کا ثواب ملے گا“۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَیْنِهٖ حَتّٰی یُقْضٰی عَنْهُ۔

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی جان اپنے قرض کے سبب معلق رہتی ہے جب تک اس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے“۔

4- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یُغْفَرُ لِلشَّهِیْدِ کُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّیْنَ۔ (مسلم شریف)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں سوائے قرض کے“۔

زمین پر ناجائز قبضہ

1- عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَیْئًا بِغَیْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلٰی سَبْعِ اَرَضِیْنَ۔ (بخاری شریف)

”حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دوسرے کی زمین کا کچھ حصہ ناحق دبا لے تو اسے قیامت کے دن سات زمینوں (کی تہ) تک دھنسایا جائے گا“۔

2- عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ یُطَوَّقُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرَضِیْنَ۔ (مسلم۔ بخاری)

”حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین ظلم سے حاصل کرے گا اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا“۔

3- عَنْ اَبِیْ حُرَّةَ الرَّقَاشِیِّ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا تَظْلِمُوْا
اَلَا لَایَحِلُّ مَالُ امْرِیٍٔ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ۔ (بیہقی)

”حضرت ابوحرہ رقاشی رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار (کسی پر) ظلم نہ کرنا (اور) کان کھول کر سن لو کہ کسی شخص کا مال (تمہارے لیے) حلال نہیں ہوسکتا مگر وہ خوش دلی سے راضی ہوجائے گا“۔

……

کِتَابُ النِّکَاح

1- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ الْبَاءَۃَ فَلْیَتَزَوَّجَ فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ دِجَاءٌ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے یہ (اجنبی عورت کی طرف سے) نگاہ کو روکنے والا شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہ ہو وہ روزے رکھے اس لیے کہ روزہ شہوت کو توڑتا ہے“۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلدُّنْیَا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَّخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ۔ (مسلم)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری دنیا ایک متاع زندگی ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے“۔

3- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَمْ تَرَ لِلْمُتَحَابَّیْنِ مِثْلَ النِّکَاحِ۔ (ابن ماجہ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشتہ نکاح کے سوا (اور کوئی رشتہ) دیکھنے میں نہیں آیا جو دو اجنبی آدمیوں کے درمیان اتنی گہری محبت پیدا کر دے“۔

انتباہ

1- جو شخص مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو اس کے نکاح کرنے کی تفصیل یہ ہے کہ اگر اسے یقین ہو کہ بحالت تجرد زنا کی معصیت میں مبتلا ہو جائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے اور اگر اس کا

یقین نہیں بلکہ صرف اندیشہ ہے تو نکاح کرنا واجب اور شہوت کا بہت زیادہ غلبہ نہ ہو تو نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے اور اگر اس بات کا اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان ونفقہ نہ دے سکے گا یا نکاح کے بعد جو فرائض متعلقہ ہیں انہیں پورا نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے اور اگر ان باتوں کا اندیشہ ہی نہیں بلکہ یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، بہارِ شریعت)

2- بعض لوگ بیوہ عورتوں سے نکاح کرنا، خاندان کے لیے عار سمجھتے ہیں یہ سخت ناجائز و گناہ ہے۔

3- مرتد ومرتدہ، کا نکاح کسی سے صحیح نہیں ہو سکتا نہ مسلمان سے نہ کافر سے نہ مرتدہ ومرتد سے۔ (بہارِ شریعت بحوالہ درمختار) اور جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۲۶۳ میں ہے۔ لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدہ ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة و کذلك لایجوز نکاح المرتدہ مع احد کذا فی المبسوط۔ یعنی مرتدہ مسلمہ اور کافرہ اصلیہ سے مرتد کا نکاح کرنا جائز نہیں۔ اور ایسا ہی مرتدہ کا نکاح کسی سے جائز نہیں ہے۔ ایسا ہی مبسوط میں ہے۔

4- وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، نیچریوں وغیرہ بددینوں کے ساتھ رشتہ نکاح قائم کرنا اہل سنت کے لیے ہرگز جائز نہیں۔

5- پورے ہندوستان میں عام طور پر جو رائج ہے کہ عورت یا ولی سے ایک شخص اذن لے کر آتا ہے جس کو وکیل کہتے ہیں وہ نکاح پڑھانے والے شخص سے کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجئے۔ یہ طریقہ محض غلط ہے وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ اس کام کے لیے دوسرے کو وکیل بنا دے اگر ایسا کیا گیا تو نکاح فضولی ہوا (عورت کی) اجازت پر موقوف رہے گا اجازت سے پہلے مرد وعورت ہر ایک کو توڑ دینے کا اختیار حاصل ہے۔ لہٰذا یوں چاہئے کہ جو نکاح پڑھائے وہ خود عورت یا اس کے ولی کا وکیل بنے۔ (بہارِ شریعت) یا پھر عورت کا وکیل اس بات کی بھی اجازت حاصل کرے کہ وہ نکاح پڑھانے کے لیے دوسرے کو وکیل بنا سکتے ہیں۔

6- بعض لوگ ایجاب وقبول کے الفاظ بہت آہستہ بولتے ہیں اگر اس قدر آہستہ بولے کہ حاضرین میں سے دو آدمیوں نے بھی ایجاب وقبول کے الفاظ نہ سنے تو نکاح نہ ہوا۔

7- نکاح سے پہلے لڑکی اور لڑکا کو کلمہ طیبہ اور ایمانِ مجمل ومفصل پڑھانا جائز ہے جیسا کہ رائج ہے بہتر ہے۔

8 خطبۂ نکاح ایجاب وقبول سے پہلے پڑھنا مستحب ہے۔

خطبۂ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُو اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ اتَّقُو اللّٰهَ وَقُوْلُوْ قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

دعا بعدِ نکاح

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا اٰدَمَ وَحَوَّآءَ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَسَارَةَ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ، اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا سُلَيْمَانَ وَبِلْقِيْسَ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ والسَّلَامُ۔ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا

اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا مُوْسٰی وَصَفُوْرَاءَ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ، اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَیْنَهُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا یُوْسُفَ وَزُلَیْخَا عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامِ، اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَیْنَهُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَخَدِیْجَةَ الْکُبْرٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا، اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَیْنَهُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَائِشَةَ الصِّدِّیْقَةِ وَسَائِرَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ، اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَیْنَهُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا عَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی وَفَاطِمَةَ الزَّهْرَاءَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ۔ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

مہر کا بیان

1- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَقُّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَ اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ (نکاح کی) شرطوں میں سے جس شرط کا پورا کرنا تمہارے لیے سب سے زیادہ اہم ہے وہ وہی شرط ہے جس کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو اپنے لیے حلال کیا ہے۔ (یعنی دینِ مہر)۔

2- عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ کَمْ کَانَ صِدَاقُ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ کَانَ صِدَاقُهٗ لِاَزْوَاجِهٖ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ اُوْقِیَّةً وَنَشٌّ قَالَتْ اَتَدْرِیْ مَا النَّشُّ قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ اُوْقِیَّةٍ فَتِلْكَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔ (مسلم)

”حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی کریم ﷺ کا مہر کتنا تھا؟ انہوں نے فرمایا حضور ﷺ کا مہر آپ ﷺ کی (اکثر) بیویوں کے لیے بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا۔ پھر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جانتے ہو نش کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ نصف اوقیہ۔ تو سب مل کر پانچ

سو درہم ہوئے''۔

ایک اوقیہ چالیس 40 درہم کا اور ایک نش بیس درہم کا ہوتا ہے لہٰذا بارہ اوقیہ اور ایک نش کا 500 درہم ہوا۔ تفصیل یہ ہے 12 اوقیہ x40 درہم =480 درہم +20 درہم =500 درہم۔ پھر ایک درہم ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے تو پانچ سو درہم کا ساڑھے سترہ سو ماشے (500 درہم x3.5 ماشہ =1750 ماشہ) اور بارہ ماشہ کا تولہ ہوتا ہے تو ساڑھے تیرہ سو ماشہ کا ایک سو پینتالیس تولہ دس ماشہ ہوا۔ (1750 ماشہ ÷12 ماشہ =145 تولہ 10 ماشہ) جس کی قیمت فی تولہ پانچ روپیہ کو حساب سے تقریباً سواسات سو 725 روپیہ ہوا۔ خلاصہ یہ کہ چاندی کے مذکورہ بھاؤ اور سکہ رائج الوقت کے حساب سے حضور ﷺ کی (اکثر) بیویوں کا مہر تقریباً سواسات سو روپیہ تھا۔

مہر فاطمہ: حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو درہم یعنی ایک سو ساڑھے سولہ تولے چاندی تھی جس کی قیمت فی تولہ پانچ روپیہ کے حساب سے پانچ سو ساڑھے بیاسی روپیہ ہوئی۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد سوم صفحہ ۴۴۷ میں ہے۔ نَقَلَ ابنُ الْهُمَامُ اَنَّ صِدَاقَ فَاطِمَةَ كان اربع مائة دِرْهَم۔ یعنی امام ابن الہمام صاحب فتح القدیر نے نقل فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو درہم تھا اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا چہار صد درہم بود ملخصا۔ (اشعۃ اللمعات جلد۳ صفحہ ۱۳۷)

انتباہ

1- مہر کم سے کم یعنی ابتدائی مہر دس درہم ہے۔ درمختار باب المہر میں ہے۔ اَقَلُّهُ عَشْرَةُ دَرَاهِمَ۔ یعنی مہر کی مقدار کم از کم دس درہم (۲ تولہ ۱۱ ماشہ چاندی) ہے جس کی قیمت پانچ روپیہ فی تولہ کے حساب سے چودہ ۱۴ روپیہ اٹھاون ۵۸ پیسہ ہوئی۔ اور اگر چاندی کا بھاؤ چھ روپیہ ہو جائے تو دس درہم کا ساڑھے سترہ روپیہ ہو جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ چاندی کے نرخ کی کمی بیشی روپیہ سے ابتدائی مہر کی مقدار کی کمی بیشی ہوتی رہے گی۔ لہٰذا اس گرانی کے زمانہ میں مہر کی کم سے کم مقدار تین روپیہ ساڑھے دس آنہ سمجھنا غلطی ہے۔

2- زیادتی کی جانب مہر کی کوئی مقدار معین نہیں ہزار دس ہزار بلکہ چالیس ہزار اور اس سے

زیادہ مہر مقرر کر سکتے ہیں لیکن بہت زیادہ مہر باندھنا بہتر نہیں۔

3- مہر کی تین قسمیں ہیں۔ معجّل۔ موجّل۔ مطلق۔ مہر معجّل وہ مہر ہے کہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو۔ اور موجل وہ مہر ہے جس کی ادائیگی کیلئے کوئی میعاد مقرر ہو۔ اور مطلق وہ مہر ہے کہ نہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو اور نہ کوئی میعاد مقرر ہو اور یہی ہمارے ہندوستان میں عام طور سے رائج ہے۔

4- مہر معجّل وصول کرنے کیلئے عورت اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے اور موجل میں میعاد پوری ہونے کے بعد روک سکتی ہے پہلے نہیں روک سکتی۔ اور مہر مطلق وصول کرنے کیلئے کبھی نہیں روک سکتی۔

5- ہندوستان میں عام دستور ہے کہ عورت جب مرنے لگتی ہے تو اس سے مہر معاف کراتے ہیں حالانکہ مرض الموت میں معافی دیگر ورثہ کی اجازت کے بغیر معتبر نہیں (1) یعنی بیوی نے معاف بھی کر دیا تو ایسی حالت میں ورثہ کی اجازت کے بغیر معاف نہیں ہوگا۔

دعوتِ ولیمہ

1- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو''۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ یُدْعٰی لَهَا الْاَغْنِیَآءُ وَیُتْرَكُ الْفُقَرَآءُ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے برا کھانا ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس کے لیے صرف مالدار لوگ بلائیں جائیں۔ اور غریب محتاج لوگوں کو نہ پوچھا جائے''۔

---

[1] درمختار باب المہر کی عبارت صح حطها کے تحت ردالمختار میں ہے ولا بد من رضاها وان لا تكون مريضة مرض الموت ملخصاً اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۲۹۳ میں ہے لابد فی صحة حطها من الرضا حتّی لو كانت يصح ومن ان لا تكون مريضة مرض الموت هكذا فی البحر الرائق ۱۲ منہ۔

3- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ دُعِیَ فَلَمْ یُجِبْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰی غَیْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَّخَرَجَ مُغِیْرًا۔ (ابوداؤد)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ (بے وجہ شرعی) دعوت قبول نہ کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ اور جو بغیر دعوت پہنچ جائے تو وہ چور کی طرح گیا اور ڈاکو بن کر نکلا۔

میاں بیوی کا باہمی برتاؤ

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدٍ اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَّاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا۔ (ترمذی)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی (دوسرے) کو سجدہ کرے تو عورت کو دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے (لیکن چونکہ غیر خدا کو سجدہ کرنا حرام ہے اس لئے ایک عورت اپنے شوہر کو سجدہ تو نہیں کر سکتی البتہ اس کے لیے شوہر کی اطاعت کا حکم ضرور ہے۔)

2- عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیُّمَا امْرَاَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ۔ (ترمذی)

”حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اس حال میں انتقال کرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش ہو تو وہ عورت جنتی ہے“۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّخِیَارُكُمْ خِیَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ۔ (ترمذی)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں کامل الایمان وہ شخص ہے جو اپنے اخلاق میں سب سے زیادہ اچھا ہو اور تم میں سے سب سے زیادہ بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے سب سے بہتر ہوں“۔

4- عَنْ حَکِیْمِ بْنِ مُعَاوِیَۃَ الْقُشَیْرِیِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ زُوْجَۃِ اَحَدِنَا عَلَیْہِ قَالَ اَنْ تُطْعِمَھَا اِذَا طَعِمْتُ وَتَکْسُوْھَا اِذَا اکْتَسَیْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْہَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَھْجُرْ اِلَّا فِی الْبَیْتِ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ)

''حضرت حکیم بن معاویہ قشیری ؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ جب تم کھاؤ تو اسے کھلاؤ اور جب تم پہنو تو اسے پہناؤ اور (اگر کسی خلافِ شرع بات پر سزا دینی ہو) اس کے منہ پر نہ مارو، اور اسے برا نہ کہو اور اسے نہ چھوڑو مگر گھر میں''۔

5- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا کَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ اِمْرَأَتَانِ فَلَمْ یَعْدِلْ بَیْنَھُمَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَشِقُّہٗ سَاقِطٌ۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت ابوہریرہ ؓ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان عدل وانصاف نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گا کہ اس کے جسم کا ایک دھڑ الگ ہو گیا ہوگا''۔

پردہ کی باتیں

1- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاْتِیَ اَھْلَہٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِرَ اَنْ یَکُوْنَ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ فِیْ ذٰلِکَ لَمْ یَضُرُّہٗ شَیْطَانٌ اَبَدًا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

''حضرت ابن عباس ؓ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جب اپنی بیوی سے ہمبستری کرنا چاہے تو یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ تو ہم کو شیطان سے بچا اور جو اولاد ہمیں عطا ہو اسے بھی شیطان سے بچا۔ پھر اگر عورت مرد کے درمیان اسی صحبت سے لڑکا پیدا ہونا مقدر ہو گیا (یعنی حمل قرار پا گیا) تو شیطان اس لڑکے کو کبھی ضرر نہیں پہنچائے گا''۔

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُوْحِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ نِسَاءُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ (الآیۃ) اَقْبِلْ وَاَدْبِلْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَیْضَۃَ۔ (ترمذی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور ﷺ پر یہ آیت کریمہ جو نازل کی گئی نِسَائُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ یعنی تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آگے سے آؤ پیچھے سے آؤ لیکن پیچھے کے مقام میں صحبت کرنے سے بچو اور حالت حیض (میں ہمبستری) کرنے سے پرہیز کرو“۔

3- عَنْ خُزَیْمَۃَ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ لَا تَاْتُوْا النِّسَآءَ فِیْ اَدْبَارِ ہِنَّ۔ (احمد، ترمذی)

”حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حق بات (کے اظہار) سے شرم نہیں فرماتا تم لوگ عورتوں کے پیچھے کے مقام میں صحبت نہ کرو“۔

4- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلٰی رَجُلٍ اَتٰی رَجُلًا اَوِ امْرَاَۃً فِی الدُّبُرِ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا جو مرد یا عورت کے ساتھ اس کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے“۔

5- عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی اِمْرَاَتَہٗ فِیْ دُبُرِھَا۔ (احمد)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی سے اس کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے وہ ملعون ہے“۔

دیکھنا جائز نہیں

1- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ

اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ۔ (ترمذی)

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عورت عورت ہے یعنی پردہ میں رکھنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس عورت کو گھورتا ہے یعنی کسی اجنبی عورت کو دیکھنا شیطانی کام ہے"۔

2- عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَيْمُوْنَةُ اِذْ اَقْبَلَ اِبْنُ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفَعَمْيَا وَاِنْ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ۔ (احمد، ترمذی۔ ابوداؤد)

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور حضرت میمونہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھی کہ (ایک نابینا صحابی) ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سامنے سے حضور ﷺ کی خدمت میں آ رہے تھے تو سرکار ﷺ نے (ہم دونوں سے) فرمایا کہ پردہ کر لو (حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ) میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ ہمیں نہیں دیکھ سکیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم دنوں بھی نابینا ہو، کیا تم انہیں نہیں دیکھوگی"۔

یعنی مرد کیلئے جس طرح اجنبی عورت کو دیکھنا ناجائز ہے اسی طرح عورت کیلئے بھی اجنبی مرد کو دیکھنا جائز نہیں

3- عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الْفِجَائَةِ فَاَمَرَنِىْ اَنْ اُصْرِفَ بَصَرِىْ۔ (مسلم)

"حضرت جریر بن عبداللہ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے (کسی عورت پر) اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق پوچھا تو حضور ﷺ نے مجھے نظر پھیر لینے کا حکم فرمایا"۔

4- عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَلِىُّ لَا تَتَّبِعِ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةَ۔ (ترمذی)

"حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی! (اجنبی عورت پر) ایک نگاہ کے بعد دوسری نگاہ مت ڈالو کہ اچانک پڑ جانے والی پہلی نگاہ

تمہارے لیے معاف ہے دوبارہ دیکھنا جائز نہیں"۔

5- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْمَرْاَةَ تُقْبِلُ فِیْ صُوْرَةِ شَیْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِیْ صُوْرَةِ الشَّیْطَانِ اِذَا اَحَدُكُمْ اَعْجَبَتْهُ الْمَرْاَةُ فَوَقَعَتْ فِیْ قَلْبِهٖ فَلْیَعْمِدْ اِلٰی امْرَاَتِهٖ فَلْیُوَاقِعْهَا فَاِنَّ ذٰلِكَ یَرُدُّ مَا فِیْ نَفْسِهٖ۔ (مسلم شریف)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عورت شیطان کی صورت میں آگے آتی ہے اور شیطان کی شکل میں پیچھے جاتی ہے جب تم میں سے کسی کو غیر عورت اچھی معلوم ہو تو پھر اس کا خیال دل میں جم جائے تو وہ اپنی بیوی کے پاس چلا جائے اور اس سے ہم بستری کرلے اس لیے کہ ایسا کرنا اس کے دل کے شہوانی خیال کو دور کردے گا"۔

اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی

1- عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا لَا یَبِیْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَاَةٍ ثَیِّبَةٍ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ ذٰلِكَ اَوْ ذَا مَحْرَمٍ۔ (مسلم شریف)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خبردار! کوئی مرد کسی ثَیِّبہ یعنی شادی شدہ عورت کے پاس رات نہ گزارے مگر صرف اس حالت میں کہ وہ مرد یا تو اس کا شوہر ہو یا اس کا محرم"۔

2- عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّیْطٰنُ۔ (ترمذی)

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی اجنبی عورت کیساتھ تنہائی میں نہیں جمع ہوتا لیکن اس حال میں کہ وہاں دو کے علاوہ تیسرا شیطان بھی ہوتا ہے"۔

3- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِیَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَاَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ

الْمَوْتُ۔ (مسلم)

”حضرت عقبہ عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم (غیر) عورتوں کے پاس جانے سے بچو، ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر وہ اس عورت کا دیور ہو تو فرمایا دیور تو موت ہے“۔ (یعنی وہ اور بھی خطرناک ہے)

4- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ مَعَ اِحْدٰى نِسَائِهٖ فَمَرَّبِهٖ رَجُلٌ فَدَعَاهُ فَقَالَ يَا فُلَانُ هٰذِهٖ زَوْجَتِيْ فُلَانَةُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كُنْتُ اَظُنُّ بِهٖ فَلَمْ اَكُنْ اَظُنُّ بِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ۔ (مسلم)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ اپنی ایک بیوی کے ہمراہ تھے اتنے میں ایک شخص سامنے سے گزرا حضور ﷺ نے اس کو بلا کر فرمایا اے فلاں! سن لے یہ عورت میری فلاں بیوی ہے۔ وہ شخص بولا یا رسول اللہ ﷺ! جب میں کسی اور کے ساتھ بدگمانی نہیں کرتا تو معاذ اللہ آپ ﷺ کے ساتھ بدگمانی کروں گا۔ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا بات دراصل یہ ہے کہ شیطان انسان کے بدن کے اندر خون کی نالیوں میں دوڑتا پھرتا ہے اس لیے یہ اندیشہ کچھ بعید نہیں کہ وہ تیرے دل میں وسوسہ ڈال دے کہ رسولِ خدا ایک اجنبی عورت کے ساتھ ہیں“۔

زنا، لواطت

1- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔ (بخاری شریف)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے (اس وقت) مومن نہیں رہتا یعنی مومن کی صفات سے محروم ہو جاتا ہے“۔

2- عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الزِّنَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالسَّنَةِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الرِّشَا اِلَّا

اُخِذُوْ بِالرُّعْبِ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

''حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس قوم میں زنا پھیل جاتا ہے وہ قوم قحط سالی میں ضرور مبتلا کی جاتی ہے اور جس قوم میں رشوت عام ہو جاتی ہے وہ (اپنے دشمن کے) خوف و ہراس میں مبتلا رہتی ہے''۔

3- عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا زَنٰی بِامْرَاَۃٍ فَاَمَرَ بِہِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَجُلِدَ الْحَدَّ ثُمَّ اُخْبِرَ اَنَّہٗ مُحْصِنٌ فَاَمَرَ بِہٖ فَرُجِمَ۔ (ابوداؤد)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوڑے لگوائے پھر خبر دی گئی وہ محصن (یعنی شادی شدہ) ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنگسار کرا دیا یعنی لوگوں نے پتھروں سے مار مار کو ہلاک کر دیا''۔

4- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ وَجَدْ تُمُوْہُ یَعْمِلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوْ الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِہٖ۔ (ترمذی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو تم (حضرت) لوط علیہ السلام کی قوم کا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو''۔

5- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ رَوَاہُ رَزِیْن وَفِی رِوَایَۃٍ لَہٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَلِیًا اَحْرَقَھُمَا وَاَبَا بَکْرٍ ھَدَمَ عَلَیْھِمَا حَائِطًا۔

''حضرت ابن عباس و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قوم لوط کا عمل کرے وہ ملعون ہے۔ (رزین) اور انہیں کی ایک روایت میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فعل بد کرنے والے اور کرانے والے دونوں کو جلا دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر دیوار گرا دی''۔

انتباہ:

1- یہاں اگر حکومت اسلامی ہوتی تو زانی کو سو ۱۰۰ کوڑے مارے جاتے یا سنگسار کیا جاتا یعنی اس قدر پتھر مارا جاتا کہ وہ مر جاتا مگر اس حال میں زانی اور زانیہ کے لیے یہ حکم ہے

کہ مسلمان ان کا پورے طور پر بائیکاٹ کریں ان کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، سلام و کلام اور ہر قسم کے اسلامی تعلقات ختم کر دیں تو تاوقتیکہ توبہ کر کے وہ اپنے گناہ سے باز نہ آجائیں۔ اگر مسلمان ایسا نہیں کریں گے تو وہ بھی گنہ گار ہوں گے"۔

2- لواطت کرنے والے جسمانی طور پر بھی سخت سزا کے مستحق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں جلا دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان پر دیوار گرا دی اور ایک روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ انہیں قتل کر دو۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فعل نہایت خبیث ہے بلکہ زنا سے بھی بدتر ہے۔

زمانۂ موجودہ میں لواطت کرنے والے اور کرانے والے کے متعلق یہ حکم ہے کہ مسلمان ان سے پورے طور پر قطع تعلق کریں اور اس خبیث فعل سے باز آجانے کے لیے ان پر اپنی طاقت بھر اتنی سختی کریں کہ وہ اپنے اس گندے خلافِ فطرت فعل سے باز آجائیں اگر مسلمان اپنی غفلت سے کام لے کر خاموشی اختیار کریں گے تو گنہ گار ہوں گے۔

* * *

کتاب الطلاق

1- عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ۔ (ابوداؤد)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمام حلال چیزوں میں خدائے تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے''۔

2- عَنْ ثُوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَیُّمَا امْرَاۃٍ سَئَلَتْ زَوْجَھَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَاسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت بغیر کسی عذر معقول کے شوہر سے طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے''۔

3- عَنْ مُحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍ قَالَ اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ ثَلٰثَ تَطْلِیْقَاتٍ جَمِیْعًا فَقَامَ غُضْبَانُ ثُمَّ قَالَ اَیُلْعَبُ بِکِتَابِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاَنَا بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ۔ (نسائی)

''حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دی ہیں۔ یہ سنتے ہی حضور ﷺ غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے حالانکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں''۔

4- عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ جَاءَتْ اِمْرَاَۃُ رِفَاعَۃَ الْقَرْظِیِّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَتْ اِنِّیْ کُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَۃَ فَطَلَّقَنِیْ فَبَتَّ طَلَاقِیْ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَہٗ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِیْرِ (1) وَمَا مَعَہٗ اِلَّا مِثْلُ ھُدْبَۃِ الثَّوْبِ فَقَالَ اَتُرِیْدِیْنَ اَنْ تَرْجِعِیْ اِلٰی رِفَاعَۃَ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَا حَتّٰی تَذُوْقِی عُسَیْلَتَہٗ وَیَذُوْقَ عُسَیْلَتَکِ۔ (بخاری، مسلم)

1- بفتح الزاء المنقوطته و کسر لاباء الموحدۃ علی وزن الامیر۔ ۱۲ منه

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رفاعہ قرظی کی بیوی نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں رفاعہ کے پاس تھی تو انہوں نے مجھے طلاق دی پھر میری طلاق قطعی کردی یعنی مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ اس کے بعد میں نے عبد الرحمٰن بن زبیر سے نکاح کرلیا اور نہیں ہے ان کا (عضو) مگر کپڑے کے دامن کی طرح نرم (یعنی وہ ہمبستری کی قدرت نہیں رکھتے) تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوٹ کر رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہاں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس وقت تک ان کی طرف لوٹ کر نہیں جاسکتی ہو جب تک کہ تم عبد الرحمٰن سے اور وہ تم سے جنسی حظ نہ حاصل کرلیں"۔

انتباہ

1- طلاق کی تین قسمیں ہے۔ رجعی، بائن اور مغلظہ۔ طلاقِ رجعی کا مطلب یہ ہے کہ شوہر عدت کے اندر رجعت کرسکتا ہے خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو۔ اور بعد عدت عورت کی مرضی سے نکاح کرسکتا ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ اور طلاق بائن کا مطلب یہ ہے کہ عورت کی مرضی سے شوہر عدت کے اندر نکاح کرسکتا ہے اور عدت کے بعد بھی حلالہ کی ضرورت نہیں۔ اور طلاق مغلظہ کا مطلب یہ ہے کہ عورت بغیر حلالہ شوہر اول کے لیے جائز نہ ہوگی (2)۔

2- حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو عدت پوری ہونے کے بعد دوسرے سے نکاح کرے اور یہ دوسرا شوہر اس سے وطی بھی کرے اب دوسرے شوہر کی موت یا طلاق کے بعد عدت پوری ہونے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے۔ اور اگر مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے فوراً بعد دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے اس لیے کہ غیر مدخولہ کے لیے عدت نہیں۔ (عالمگیری، بہارِ شریعت وغیرہ)

حدیث شریف میں حلالہ کرنے پر جو لعنت آئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے۔ اور اگر ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط نہ لگائی جائے تو کوئی

2- رجعی بائن اور طلاق مغلظہ کی صورتیں بہارِ شریعت وغیرہ سے معلوم کریں۔ ۱۲ منہ

قباحت نہیں بلکہ اگر بھلائی کی نیت ہو تو مستحق اجر ہے درمختار ردالمختار صفحہ ۵۵۹ جلد ۲ میں ہے۔ لعن المحلل والمحلل له بشرط التحليل كتزوجتك على ان احللك۔ اما اذا اضمر ذلك لا يكره وكان الرجل مَاجورا القصد الاصلاح۔ یعنی حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر اس صورت میں لعنت کی گئی ہے کہ جب ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے مثلاً مرد عورت سے یوں کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اس بات پر کہ تو شوہر اوّل کیلئے حلال ہو جائے۔ لیکن اگر حلالہ کی نیت دل میں ہو[1] تو اس میں کوئی قباحت و کراہت نہیں بلکہ اگر اصلاح کی نیت سے ہو تو موجب اجر ہے۔

3- طلاق دینا جائز ہے لیکن بغیر وجہ شرعی ممنوع ہے۔

4- وجہ شرعی ہو تو طلاق دینا مباح ہے بلکہ اگر عورت شوہر کو یا دوسروں کو تکلیف دیتی ہو یا نماز نہ پڑھتی ہو تو طلاق دینا مستحب ہے۔

5- اگر شوہر نامرد ہے یا اس پر کسی نے جادو کر دیا ہو کہ ہمبستری نہیں کر پاتا اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو ان صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے اگر طلاق نہیں دے گا تو گنہ گار ہوگا۔ (بہارِ شریعت بحوالہ درمختار وغیرہ)

عدت

1- عَنْ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّه نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَاذَنَتْهُ اَنْ تَنْكِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ۔

(بخاری شریف)

”حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ سبیعہ اسلمیہ کو شوہر کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد بچہ تولد ہوا تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور نکاح کی اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے ان کو اجازت دے دی تو انہوں نے نکاح کر لیا“۔

معلوم ہو کہ بیوہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ عدت حامل وضع حمل ست (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۱۸۴)

---

[1] اور ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط کا ذکر نہ آئے۔

اور بیوہ اگر حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار مہینہ دس دن ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۳۴)

''تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں''۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اور طلاق والی عورت اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت بھی وضع حمل ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔ (سورہ الطلاق آیت 5)

''اور حمل والوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل پیدا کر لیں''۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اور طلاق والی مدخولہ عورت اگر آئسہ یعنی پچپن سالہ یا نابالغہ ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَالّٰٓئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ۔ (سورہ الطلاق آیت ۵)

''اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے''۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اور طلاق والی مدخولہ عورت اگر حاملہ نابالغہ یا پچپن سالہ نہ ہو یعنی حیض والی ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ خواہ تین حیض تین ماہ یا تین سال یا اس سے زیادہ میں آئیں۔

کما قال اللّٰہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ۔

اور طلاق والی غیر مدخولہ عورت کے لیے کوئی عدت نہیں۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ۔ (سورہ الاحزاب آیت ۴۹)

”اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو تو تمہارے لیے کچھ عدت نہیں۔ (ترجمہ کنز الایمان)

انتباہ

عوام میں جو مشہور ہے کہ طلاق والی عورت کی عدت تین مہینہ تیرہ دن ہے تو یہ بالکل غلط ہے اور بے بنیاد ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

حلال اور حرام جانور

1- عَنْ جَابِرٍ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَعْنِیْ یَوْمَ خَیْبَرَ الْحُمُرَ الْاُنْسِیَّةَ وَلُحُوْمَ الْبِغَالِ وَكُلَّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَكُلَّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّیْرِ۔ (ترمذی)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے گھریلو گدھوں، خچروں، درندوں اور پنجہ سے شکار کرنے والے پرندوں کے گوشت کو خیبر کے دن حرام قرار دیا“۔

2- عَنْ سَفِیْنَةَ قَالَ اَكَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَحْمَ حُبَارٰی۔ (ابوداؤد)

”حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا“۔

3- عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَاكُلُ لَحْمَ الدَّجَاجِ۔

(بخاری، مسلم)

”حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو مرغ کا گوشت تناول فرماتے ہوئے دیکھا ہے“۔

4- عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ رَاٰی حِمَارًا وَحْشِیًّا فَعَقَرَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهٖ شَیْءٌ قَالَ مَعَنَا رِجْلُهٗ فَاَخَذَهَا فَاَكَلَهَا۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نیل گائے کو دیکھا تو شکار کیا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس کے گوشت کا کچھ حصہ ہے؟

عرض کیا، اس کی ران ہے، حضور ﷺ نے اس کو قبول فرمایا اور کھایا"۔

5- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ الْمَيْتَتَانِ الْحُوْتُ وَالْجِرَادُ وَالدَّمَانِ الْكَبِدُ وَالطِّحَالُ۔ (احمد، ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے لئے دو مردار جانور اور دو خون حلال کئے گئے ہیں۔ مردار جانوروں میں تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں"۔

6- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا اَلْقَاهُ الْبَحْرُ وَجَزَرَ عَنْهُ الْمَاءُ فَكُلُوْهُ وَمَا مَاتَ فِيْهِ وَطَفَا فَلَا تَاْكُلُوْهُ۔ (ابن داؤد، ابن ماجہ)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ دریا نے جس مچھلی کو باہر پھینک دیا اس کو کھاؤ اور جو پانی میں تیرنے لگے اسے نہ کھاؤ"۔

7- عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا رَفَعَ الْحَدِيْثَ اِنَّهُ كَانَ يَاْمُرُ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ وَقَالَ مَنْ تَرَكَهُنَّ خَشْيَةَ ثَائِرٍ فَلَيْسَ مِنَّا۔ (شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

"حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار اقدس ﷺ سانپوں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص اس ڈر سے نہ مارے کہ دوسرے سانپ اس سے بدلہ لیں گے تو ہمارے طریقے پر نہیں ہے"۔

8- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِیْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَّفِی الثَّانِيَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ وَفِی الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ۔ (مسلم شریف)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو گرگٹ یا چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارے۔ اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسری میں اس سے کم اور تیسری میں اس سے بھی کم"۔

انتباہ

1- غراب الابقع یعنی وہ کوا جو مردار کھاتا ہے حرام ہے درمختار میں ہے۔ لا یحل الغراب الابقع الذی یاکل الجیف انہ ملحق بالخبائث۔ اور مہو کا کہ یہ کوے کی

طرح کا ایک جانور ہوتا ہے حلال ہے

2- مچھلی کے علاوہ پانی کے سب جانور حرام ہیں جیسے کچھوا، مگرمچھ وغیرہ۔

3- جھینگا کے مچھلی ہونے میں اختلاف ہے لہٰذا اس سے بچنا بہتر ہے۔

4- پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال دی کہ جس سے مچھلی مرگئی اور یہ معلوم ہے کہ اس چیز کے ڈالنے سے مری ہے تو مچھلی حلال ہے۔

5- خرگوش جو بلی کی طرح کا ایک تیز رفتار جانور ہوتا ہے حلال ہے۔ ہدایہ صفحہ ۴۲۵ میں ہے۔ **لا باس بکل الارنب لان النبی علیہ السلام اکل خین اهدی الیه مشویا وامر اصحابه رسول اللّٰه رضی اللّٰه عنهم بالا کل منه۔**

شکار اور ذبح

1- عَنْ عَدِیّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَرَاَیْتَ اَحَدُنَا اَصَابَ صَیْدًا وَ لَیْسَ مَعَهٗ سِكِّیْنٌ اَیَذْبَحُ بِالْمَرْوَةِ وَ شِقَّةِ الْعَصَاءِ فَقَالَ اَمْرِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ۔ (ابوداود، نسائی، مشکوٰۃ)

’’حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا کیا خیال ہے؟ اگر ہم میں سے کسی کو شکار مل جائے اور اس کے پاس چھری نہ ہوتو کیا وہ پتھر اور لاٹھی کی کھپچی سے اس کو ذبح کر سکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا نام لے کر جس چیز سے چاہو خون بہادو۔ ذبح ہونے کا حق ادا ہو جائے گا‘‘۔

2- عَنْ عَدِیّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا عَلَّمْتَ مِنْ كَلْبٍ اَوْ بَازٍ ثُمَّ اَرْسَلْتَهٗ وَ ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا اَمْسَكَ عَلَیْكَ قُلْتُ وَ اِنْ قَتَلَ قَالَ اِذَا قَتَلَهٗ وَ لَمْ یَاْكُلْ مِنْهُ شَیْئًا فَاِنَّمَا اَمْسَكَهٗ عَلَیْكَ۔ (ابوداود، مشکوٰۃ)

’’حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کتے یا باز کو تم نے سکھایا ہو اور پھر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کو شکار پر چھوڑ دو تو جس جانور کو وہ تمہارے لئے پکڑ رکھے (اور خود نہ کھائے) تو اس کو تم کھالو۔ میں نے

عرض کیا اگر چہ وہ شکار کو مار ڈالے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب وہ شکار کو مار ڈالے اور وہ خود اس میں سے کچھ نہ کھائے تو شکار کو اس نے تیرے لئے پکڑ رکھا ہے"۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا اِلَّا شِیَةٍ كَلْبَ مَا اَوْ صَیْدٍ اَوْ زَرْعٍ اِنْتَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطٌ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مویشی کی حفاظت یا شکار کرنے یا کھیت کی نگہبانی کے مقاصد کے علاوہ صرف شوق کیلئے کتا پالے تو روزانہ ایک قیراط کی مقدار اس کا ثواب کم ہوگا"۔

4- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَیْرِ حَقِّهَا سَاَلَهُ اللّٰهُ عَنْ قَتْلِهٖ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّهَا قَالَ اَنْ یَذْبَحَهَا فَیَاْكُلَهَا وَلَا یَقْطَعُ رَاْسَهَا فَیَرْمِیْ بِهَا۔ (احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

"حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص چڑیا یا اس سے بڑے پرندے کو ناحق مارے تو خدائے تعالیٰ اس کے متعلق بھی باز پرس کرے گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! پرندوں کا کیا حق ہے فرمایا انہیں ذبح کرے تو کھائے نہ یہ کہ سر کاٹ کر پھینک دے"۔

5- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هُنَا اَقْوَامًا حَدِیْثٌ عَهْدُهُمْ بِشِرْكٍ یَاْتُوْنَنَا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِیْ اَیَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا اَمْ لَا قَالَ اُذْكُرُوْا اَنْتُمْ اِسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوْا۔ (بخاری)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہاں کچھ قومیں رہتی ہیں جن کے شرک کا زمانہ بہت قریب ہے (یعنی نو مسلم ہیں) وہ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ ذبح کرتے وقت وہ خدائے تعالیٰ کا نام لیتے ہیں یا نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم بسم اللہ کہو اور کھاؤ"۔

6- عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْیُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَهٗ۔ (مسلم)

’’حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب (جانور) ذبح کرنا چاہو تو ٹھیک طرح سے ذبح کرو۔ اپنی چھری کو تیز کرلو اور ذبیحہ کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔

انتباہ

1- ذبح میں چار رگیں کاٹی جاتی ہیں۔ حلقوم جس میں سانس آتی جاتی ہے۔ مری جس سے کھانا پانی اترتا ہے۔ ان دونوں کے اغل بغل دو رگیں ہوتی ہیں جن میں خون کی روانی ہوتی ہے ان کو ودجین کہتے ہیں۔

2- چار رگوں میں سے تین کٹ گئیں یا ہر ایک کا اکثر حصہ کٹ گیا تو ذبیحہ حلال ہے۔

3- مشرک اور وہابی، مرتد، دہریہ، نیچری کا ذبیحہ حرام و مردار ہے۔

4- ہندو نے کہا کہ یہ مسلمان کا ذبیحہ ہے تو اس کا کھانا جائز نہیں۔ اور اگر یہ کہا کہ میں مسلمان سے خرید کر لایا ہوں تو اس کا کھانا جائز ہے۔ درمختار میں ہے۔ اصلہ ان خبر الکافر مقبول بالاجماع فی المعاملات لا فی الدیانات۔

5- ذبح کرنے میں قصداً بسم اللہ اللہ اکبر نہ کہا تو جانور حرام ہے اور بھول کر ایسا ہوا تو حلال ہے۔ (ہدایہ جلد۴، صفحہ۴۱۹، بہار شریعت)

6- اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے۔ مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت اس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔ (ہدایہ، بہار شریعت)

7- بکری اور بھینس وغیرہ میں بائیس ۲۲ چیزیں ناجائز ہیں۔ (۱) اوجھڑی (۲) آنتیں (۳) مثانہ (۴) خصیے (۵) ذکر یعنی علامت نر (۶) فرج یعنی علامت مادہ (۷) پاخانہ کا مقام (۸) رگوں کا خون (۹) گوشت کا خون جو ذبح کے بعد گوشت سے نکلتا ہے (۱۰) دل کا خون (۱۱) جگر کا خون (۱۲) طحال (۱۳) پتہ (۱۴) پت یعنی وہ زرد پانی جو کہ پتہ میں ہوتا ہے (۱۵) غدود (۱۶) حرام مغز (۱۷) گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک کھنچے رہتے ہیں (۱۸) ناک کی رطوبت (۱۹) نطفہ خواہ نر کی منی مادہ میں پائی جائے یا خود اس جانور کی ہو (۲۰) وہ خون جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے (۲۱) وہ گوشت کا ٹکڑا جو

رحم میں نطفہ سے بنتا ہے چاہے اعضا بنے ہوں یا نہ بنے ہوں (۲۲) بچہ تام الخلقت یعنی جو رحم میں پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا ذبح کے بغیر مر گیا۔

8- اولیائے کرام کی نذر و نیاز کے جانور کا گوشت جائز ہے جبکہ بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر کہہ کر ذبح کیا گیا ہو جیسا کہ تفسیرات احمدیہ صفحہ ۴۲ پارہ دوم کی آیت کریمہ و ما اهل به لغير اللّٰه کے تحت ہے۔ البقرة المنذورة للاولياء كما هو الرسم في زماننا حلال طيب لانه لم يذكر اسم غير الله عليها وقت الذبح و ان كانوا ينذرونها له۔

9- شکاری جانور کا کیا ہوا شکار مندرجہ ذیل شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔ اولیٰ شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سکھایا ہوا ہو۔ دوم اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو دبوچ کر نہ مارا ہو۔ سوم شکاری جانور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا گیا ہو۔ چہارم اگر شکار کے مرنے سے پہلے شکاری اس کے پاس پہنچا تو اس نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اسے ذبح کیا ہو۔ ان شرطوں میں سے اگر کوئی شرط نہ پائی گئی تو جانور حلال نہ ہوگا۔ (خزائن العرفان)

10- سکھائے ہوئے شکاری جانور کی پہچان یہ ہے کہ اگر شکار پر چھوڑا جائے تو چھٹ جائے اور روکا جائے تو رک جائے۔ اور شکار کئے ہوئے جانور کو مالک کیلئے چھوڑ رکھے اس میں سے کچھ نہ کھائے۔ تفسیر جلالین صفحہ ۹۳ میں ہے۔ علامتها ان تسترسل اذا ارسلت و تنزجرا اذا زجرو تمسك الصيد و لا تاكل منه۔

11- بندوق یا غلیل کا کیا ہوا جانور اگر مر جائے تو حرام ہے۔ (ردالمختار۔ بہار شریعت) اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔ لا يحل صيد البندقة و الحجرام۔

12- جو شکار شوقیہ محض بغرض تفریح ہو، بندوق غلیل کا ہو خواہ مچھلی کا روزانہ ہو خواہ کبھی کبھی مطلقاً بالاتفاق حرام ہے۔ درمختار کتاب الصید میں ہے۔ هو مباح الا للتلهى كما هو الظاهر۔

13- بعض لوگ مچھلیوں کے شکار میں زندہ مچھلی یا زندہ مینڈک کی کانٹے میں پرو دیتے ہیں اور اس سے بڑی مچھلی پھنساتے ہیں ایسا کرنا منع ہے کہ اس سے جانور کو ایذا دینا ہے۔ اسی طرح زندہ گھینسا (کیچوا) کانٹے میں پرو کر شکار کرتے ہیں یہ بھی منع ہے۔

(بہار شریعت جلد، ہفدہم صفحہ ۳۰،۲۷)

14- بعض لوگ قصاب کے پیشہ کو مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ اس کی کراہت کا قول کسی سے منقول نہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ ردالمختار)

قربانی

1- عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَالَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ۔ (احمد، ابن ماجہ)

''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس سے ہم کو ثواب ملے گا؟ فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے عرض کیا اور اون یا رسول اللہ! تو آپ نے فرمایا کہ اون کے ہر بال میں نیکی ملے گی''۔

2- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهٗ لَيَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَ اَشْعَارِهَا وَ اَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ۔ (ترمزی، ابن ماجہ)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ قربانی کے ایام میں ابن آدم کا کوئی عمل خدائے تعالیٰ کے نزدیک خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں۔ اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں، کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدائے تعالیٰ کے نزدیک مقام مقبول پر پہنچ جاتا ہے۔

3- عَنْ حَنَشٍ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهٗ مَا هٰذَا فَقَالَ اِنَّ

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْہُ فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْہُ۔ (ابوداؤد)

''حضرت حنش رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دو دنبے ذبح کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قربانی کیا کروں تو میں (دوسرا دنبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے) قربانی کر رہا ہوں''۔

4- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وَّجَدَ سَعَۃً وَّلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا۔ (ابن ماجہ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب ہرگز نہ آئے''۔

5- عَنْ اُمِّ سَلْمَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمْ ھِلَالَ ذِی الْحَجَّۃِ وَ اَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلْیُمْسِکَّ عَنْ شَعْرِہٖ وَ اَظْفَارِہٖ۔ (مسلم)

''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم بقرعید کا چاند دیکھو تو تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ بال منڈانے، ترشوانے اور ناخن کٹوانے سے رکا رہے''۔

انتباہ

1- قربانی کے مسئلے میں صاحب نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کا مالک ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامانِ تجارت یا سامان غیر تجارت کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد ہوں۔

2- جو مالک نصاب اپنے نام سے ایک بار قربانی کر چکا ہے اور دوسرے سال بھی وہ صاحب نصاب ہے تو پھر اس پر اپنے نام سے قربانی واجب ہے اور یہی حکم ہر سال کا ہے۔ حدیث میں ہے: **ان علی کل اہل بیت فی کل عام اضحیۃ۔** (ترمذی)

3- اگر کوئی صاحب نصاب اپنی طرف سے قربانی کرنے کی بجائے دوسرے کی طرف سے کردے اور اپنے نام سے نہ کرے تو سخت گناہ گار ہوگا لہٰذا اگر دوسرے کی طرف سے بھی کرنا چاہتا ہے تو اس کیلئے ایک دوسری قربانی کا انتظام کرے۔

4- بعض لوگوں کا جو یہ خیال ہے کہ ''اپنی طرف سے زندگی میں صرف ایک بار قربانی واجب ہے''۔ شرعاً غلط اور بے بنیاد ہے اس لئے کہ مالک نصاب پر ہر سال اپنے نام سے قربانی واجب ہے۔

5- دیہات میں دسویں ذی الحجہ کو طلوع صبح صادق کے بعد ہی قربانی کرنی جائز ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بعد کرے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۵، مصری صفحہ ۳۶۰ میں ہے۔ **و الوقت المستحبة للتضحية في حق اهل السواد بعد طلوع الشمس۔**

6- شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں۔ (بہار شریعت)

7- شہری آدمی کو قربانی کا جانور دیہات میں بھیج کر نماز عید سے پہلے قربانی کرا کے گوشت کو شہر میں منگوا لینا جائز ہے۔ درمختار مع ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۰۹ میں ہے۔ **حیلة مصری اراد التعجیل ان یخرجها لخارج المصر فیضحی بها اذا طلع الفجر۔**

8- قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں سے کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔ درمختار میں ہے۔ **لا یعطی اجر الجزار منها۔**

9- قربانی کا گوشت کافر کو دینا جائز نہیں۔

10- قربانی کے جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو اور اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھیں اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھیں۔ **انی وجهت وجهی للذی فطر السموت و الارض حنیفا و ما انا من المشرکین۔ ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العلمین لا شریك له و بذالك امرت و انا من المسلمین** پھر **اللهم منك و لك بسم الله الله اکبر** پڑھتے ہوئے تیز چھری سے ذبح کریں۔ قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ دعا پڑھیں۔ **اللهم تقبل منی کما تقبلت من خلیلك ابراهیم علیہ السلام و حبیبك صلی اللہ علیہ وسلم۔**

اور اگر دوسرے کی طرف سے ذبح کرتا ہے تو منی کی جگہ من کے بعد اس کا نام لے۔

عقیقہ

1- عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرِنِ الضَّبِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا۔ (بخاری شریف)

"حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ لڑکے (کی پیدائش) کے ساتھ عقیقہ ہے لہٰذا اس کی جانب سے جانور ذبح کرو"۔

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَ عِنْدَه النِّسَائِي كَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ۔

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ ایک ایک مینڈھے سے کیا (ابوداؤد) اور امام نسائی کی روایت میں دو دو مینڈھے کا ذکر ہے"۔

3- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وُّلِدَلَهٗ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَّنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ وَ عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ۔ (ابوداؤد)

"حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص کے کوئی اولاد پیدا ہوئی پھر اس نے اس کی طرف سے جانور ذبح کرنا چاہا تو وہ لڑکے کی جانب سے دو بکری اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ذبح کرے"۔

انتباہ

1- عقیقہ کیلئے ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کر سکے تو جب چاہے کر سکتا ہے۔ سنت ادا ہو جائے گی۔

2- لڑکے کے عقیقہ میں بکرا اور لڑکی کے عقیقہ میں بکری ذبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے لیکن اگر لڑکے کے عقیقہ میں بکری اور لڑکی کے عقیقہ میں بکرا ذبح کیا جب بھی حرج نہیں۔ (بہار شریعت)

3- قربانی کی طرح عقیقہ میں بھی بکرا اور بکری کی عمر ایک سال ہونا ضروری ہے۔ (بہار شریعت)

4- عوام میں جو مشہور ہے کہ ''عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ دادا دادی اور نانی نہ کھائیں'' یہ غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

5- عقیقہ کے جانور کو ذبح کرنے کیلئے بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو اور ذبح سے پہلے دعا پڑھے۔ **اللهم هذه العقيقة لا بني فلانٍ دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بلحمه و عظمها بعظمه و جلدها بجلدهٗ و شعرها بشعره اللهم اجعلها فداء لا بني من النار انی وجهت و جهي للذی فطر السموت و الارض حنيفا و ما انا من المشركين۔ ان صلاتی و نسكی و محیای و مماتی لله رب العلمين لا شريك له و بذلك امرت و انا من المسلمين۔** پھر **اللهم منك و لك بسم الله الله اكبر** کہہ کر ذبح کرے۔ اگر اپنا لڑکا ہو تو دعا میں لابنی کے بعد فلاں کی جگہ اپنے لڑکے کا نام لے۔ اور اگر لڑکی ہو لابنی کی جگہ لابنتی کہہ کر لڑکی کا عقیقہ میں **دمها بدمه و لحمها بلحمه۔** وغیرہ مذکر کی ضمیر کے ساتھ پڑھا جائے گا اور لڑکی کے عقیقہ میں **دمها بدمها و لحمها بلحمها** وغیرہ مؤنث کی ضمیر کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

اچھے برے نام

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِكُمْ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ۔ (مسلم)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے

نزدیک تمہارے ناموں میں بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے"۔

2- عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَدْعُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِاَسْمَائِکُمْ وَ اَسْمَاءِ اٰبَاءِ کُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَاءَ کُمْ۔ (احمد ابوداؤد)

"حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم کو تمہارے نام اور تمہارے باپوں کے نام سے پکارا جائے گا لہٰذا اپنے نام اچھے رکھو"۔

3- عَنْ اَبِیْ وَھْبِ نِ الْجُشَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسَمُّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِیَاءِ۔ (ابوداؤد)

"حضرت ابو وہب جشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء کے ناموں پر نام رکھو"۔

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاِسْمِیْ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو"۔

5- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وُّلِدَ لَہٗ ثَلٰثَۃُ اَوْلَادٍ فَلَمْ یُسَمِّ اَحَدًا مِنْھُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَھِلَ۔ (طبرانی، کبیر)

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام بھی محمد نہ رکھے تو وہ بالیقین (ایمان و عشق) کے تقاضے سے جاہل ہے"۔

6- عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُغَیِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِیْحَ۔ (ترمذی)

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برے نام کو (اچھے نام سے) بدل دیا کرتے تھے"۔

7- عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ بِنْتًا کَانَتْ لِعُمَرَ یُقَالُ لَہٗ عَاصِیَۃُ فَسَمَّاھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَمِیْلَۃَ۔ (مسلم)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم کی ایک صاحب

زادی تھیں جن کا نام عاصیہ تھا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا“۔

انتباہ

1- جس کا نام عبدالرحمٰن، عبدالخالق، عبدالمعبود، عبدالقدوس یا عبدالقیوم ہو اسے رحمٰن، خالق، معبود، قدوس، قیوم کہنا حرام ہے اس لئے کہ ان کا اطلاق غیر اللہ پر ناجائز ہے۔ ہاں اگر عبدالرحیم، عبدالکریم، عبدالعزیز قسم کا نام ہو تو رحیم، کریم، عزیز بھی کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ ان کا اطلاق غیر اللہ پر جائز ہے۔

2- عبدالمصطفیٰ، عبدالرسول، عبدالنبی نام رکھنا جائز ہے کہ اس سے نسبت کی شرافت مقصود ہے اور عبودیت کے حقیقی معنی یہاں مقصود نہیں ہیں۔ رہی عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف تو یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ (بہار شریعت)

3- غلام محمد، غلام علی، غلام حسن، غلام حسین، وغیرہ جن میں انبیاء، صحابہ یا اولیائے کرام کے نام کی طرف غلام کی اضافت کر کے نام رکھا جائے جائز ہے۔ اسی طرح محمد بخش، نبی بخش، پیر بخش، علی بخش، حسین بخش وغیرہ جن میں کسی نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش کا لفظ ملایا گیا ہو جائز ہے۔ (بہار شریعت)

4- محمد نبی، احمد نبی، محمد رسول، رسول اللہ، نبی اللہ یا نبی الزماں نام رکھنا حرام ہے کہ ان میں حقیقۃً ادعائے نبوت نہ ہونا مسلم ورنہ خالص کفر ہوتا۔ مگر صورتِ ادّعا ضرور ہے اور وہ یقیناً حرام ہے۔ (احکامِ شریعت، بہار شریعت)

5- انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم کی بیویوں اور لڑکیوں نیز صحابیات رضی اللہ عنہن کا مبارک سنجیدہ اور پروقار نام چھوڑ کر آج کل لوگوں نے بازاری عورتوں کے بھڑک دار نام پر اپنی لڑکیوں کا نام رکھنا اختیار کر لیا ہے۔ جیسے نجمہ، ثریا، مشتری اور پروین وغیرہ۔ ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیے۔

کھانے کا بیان

1- عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ

الشَّيْطٰنَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ (مسلم)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس کھانے کو شیطان اپنے لئے حلال سمجھتا ہے''۔

2- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَاْكُلْ بِيَمِيْنِهٖ وَاِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهٖ۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص کچھ کھانا چاہے تو داہنے ہاتھ سے کھائے اور جب کوئی پینا چاہے تو داہنے ہاتھ سے پئے''۔

3- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَاْكُلَنَّ اَحَدُكُمْ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِهَا۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی شخص نہ بائیں ہاتھ سے کچھ کھائے اور نہ کچھ پئے اس لئے کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا اور پیتا ہے''۔

(چائے اور بیڑی سگریٹ بھی بائیں ہاتھ سے نہیں پینا چاہیے۔)

4- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ۔ (بخاری شریف)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حلوا اور شہد پسند فرماتے تھے''۔

اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حلوا بد قصر اطلاق کردہ نمی شود مگر برانچہ ساختہ باشند آنرا بصنعت و جامع باشد میاں چربی و شیرینی کذافی مجمع البحار۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۴۹۱)

یعنی حلوا صرف اس کو کہا جاتا ہے کہ جو مخصوص طریقہ سے بنایا جاتا ہے اور میٹھا اور چربی کا ہوتا ہے اسی طرح مجمع البحار میں ہے۔ (لہٰذا حلوا کا ترجمہ محض شیرینی کرنا صحیح نہیں ہے)

5- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا

وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَامْقُلُوْهُ فَاِنَّ فِیْ اَحَدِ جَنَاحَیْهِ دَاءً وَّفِی الْاٰخَرِ شِفَاءً فَاِنَّهٗ یَتَّقِیْ بِجَنَاحِیْهِ الَّذِیْ فِیْهِ الدَّاءُ فَلْیَغْمِسْهُ کُلَّهٗ۔ (ابوداؤد)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے دو (اور پھینک دو) کیونکہ اس کے ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا ہے اور اسی بازو سے اپنے آپ کو بچاتی ہے جس میں بیماری ہے (تو وہ کھانے میں پہلے پڑ جاتا ہے) لہٰذا اسے پوری ڈبودو''۔

6- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِیُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَکَلَهٗ وَاِنْ کَرِهَهٗ تَرَکَهٗ۔ (بخاری)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا (یعنی برا نہیں کہا) اگر خواہش ہوتی تو کھا لیتے اور خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے''۔

7- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَنَسِیَ اَنْ یَّذْکُرَ اللّٰهِ عَلٰی طَعَامِهٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ اٰخِرَهٗ۔ (ترمذی)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کھانا کھائے اور کھانے پر وہ اللہ عزوجل کا نام لینا بھول جائے تو اس کو چاہیے کہ درمیان ہی میں یہ دعا پڑھ لے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ اٰخِرَهٗ۔

8- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (1)

انتباہ

بعض دسترخوانوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں ان کا بچھانا اور ان پر کھانا منع ہے۔

(بہارِ شریعت جلد ۳ صفحہ ۳۸۷)

1- یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا سیراب کیا اور مسلمان بنایا۔ ۱۲ منہ

پینے کا بیان

1- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَشْرَبُوْ وَاحِدًا کَشُرْبِ الْبَعِیْرِ وَلٰکِنْ تَشْرَبُوْا مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمَدُوْ اِذَا اَنْتُمْ رَفَعْتُمْ۔ (ترمذی)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ کی طرح ایک سانس میں کوئی چیز نہ پیو۔ بلکہ دو دو تین تین مرتبہ پیو اور جب پیو بسم اللّٰہ کہو اور جب منہ سے ہٹاؤ تو الحمدللّٰہ کہو"۔

2- عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَنَفَّسُ فِی الشَّرَابِ ثَلٰثًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَزَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَایَۃٍ وَیَقُوْلُ اَنَّہٗ اَرْوٰی وَاَبْرَءُ وَاَمْرَءُ۔ (مشکوٰۃ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پینے میں تین بار سانس لیتے تھے (بخاری، مسلم) اور امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اس طرح پینے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کے لیے مفید و خوش گوار (بھی) ہے"۔

3- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ اَوْ یَنْفَخَ فِیْہِ۔ (ابوداؤد)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع فرمایا"۔

4- عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ نَہٰی اَنْ یَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا۔ (مسلم شریف)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے"۔

5- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِّنْکُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِیَ فَلْیَسْتَقِئْ۔ (مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر ہرگز کوئی شخص نہ پئے اور جو بھول کر ایسا کر گزرے تو وہ قے کر دے“۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ؒ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ”چوں حکم نسیان این ست در عمد بطریق خواہد بود“۔ (اشعۃ اللمعات جلد سوم صفحہ ۵۲۲)

یعنی جب بھول کر پینے میں قے کرنیکا حکم ہے تو قصداً پینے میں بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہوگا۔

لباس

1- عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِلْبَسُوا الثِّیَابَ الْبِیْضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْیَبُ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

”حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ وہ بہت پاکیزہ اور پسندیدہ ہیں“۔

2- عَنْ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَیْکُمْ بِالْعَمَائِمِ فَاِنَّهَا سِیْمَاءُ الْمَلَائِکَةِ وَاَرْخُوْهَا خَلْفَ ظُهُوْرِ کُمْ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

”حضرت عبادہ ؓ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عمامہ ضرور باندھا کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس (کے شملے) کو پیٹھ کے پیچھے لٹکا لو“۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا لَبِسَ قَمِیْصًا بَدَاَ بِیَمَانِهٖ۔ (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ جب کرتا پہنتے تو داہنی جانب سے شروع فرماتے“۔

4- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ اِلیٰ اَنْصَافِ سَاقَیْهِ لَاجُنَاحَ عَلَیْهِ فِیْمَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْکَعْبَیْنِ مَا اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ فَفِی النَّارِ قَالَ ذٰلِکَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَلَا یَنْظُرُ اللّٰهُ یَوْمَ

الْقِیَامَةِ اِلٰی مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابوسعد خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مومن کا تہبند آدھی پنڈلیوں تک ہے اور آدھی پنڈلیوں اور ٹخنوں کے درمیان ہو جب بھی کوئی حرج نہیں۔ جو (کپڑا) ٹخنے سے نیچے ہو وہ آگ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ کو تین بار فرمایا اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو تہبند (یا پاجامہ) کو تکبر سے گھسیٹتا چلے۔

5- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ اَنْ یُّرٰی اَثَرُ نِعْمَتِهٖ عَلٰی عَبْدِهٖ۔ (ترمذی)

”حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی نعمت کا اثر بندہ (کے لباس اور وضع) سے ظاہر ہو“۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ازیں جا معلوم شود کہ پوشیدن نعمت وکتمانِ آں روا نیست وگویا موجب کفران نعمت ست۔

(اشعۃ اللمعات جلد سوم ص ۵۴۸)

یعنی یہاں سے معلوم ہوا کہ نعمت کو پوشیدہ کرنا اور چھپانا جائز نہیں گویا نعمت کی ناشکری کا سبب ہے۔

6 عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ یَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ یَصْلَحَ اَنْ یُّرٰی مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْهِهٖ وَكَفَّیْهِ۔ (ابوداؤد، مشکوۃ)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابوبکر (رضی اللہ عنہا) باریک کپڑے پہن کر حضور کے سامنے آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ نہ دکھائی دینا چاہئے

سوائے اس کے اور اس کے۔ اور اشارہ فرمایا اپنے منہ اور ہتھیلیوں کی جانب''۔

7 عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِیْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰی عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ رَقِيْقٌ فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيْفًا۔

(مالک، مشکوٰۃ)

''حضرت علقمہ بن ابوعلقمہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا دوپٹہ پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹہ اڑھا دیا''۔

انتباہ

آج کل عورتیں بہت باریک اور چست کپڑے پہننے لگی ہیں جس سے بدن کے اکثر اعضاء ظاہر ہوتے ہیں عورتوں کو ایسا کپڑا پہننا حرام ہے۔

آج کل مرد بھی اسٹبل وغیرہ کا ہلکا تہبند پہنتے ہیں جس سے بدن کی رنگت جھلکتی ہیں اور ستر نہیں ہوتا مردوں کو بھی ایسا تہبند حرام ہے۔ بعض لوگ اسی کو پہن کر نماز پڑھتے ہیں۔ اس سے ان کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ ستر عورت نماز میں فرض ہے اور بعض لوگ دھوتی باندھتے ہیں۔ دھوتی باندھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے اور اس سے ستر بھی نہیں ہوتا کہ چلنے میں ران کا پچھلا حصہ کھل جاتا ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا ضروری ہے اور نیکر جانگیا پہننا کہ جس سے گھٹنا کھلا رہتا ہے حرام ہے۔

جوتا پہننا

1- عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَالَ اَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ۔ (ابوداؤد)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جوتے بکثرت استعمال کرو اس لیے کہ آدمی جب تک جوتا پہنے رہتا ہے وہ سوار کی طرح ہے''۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰى وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب جوتا پہنے تو پہلے داہنے پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے“۔

3- عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَاْمُرُنَا اَنْ نَحْتَفِيَ اَحْيَانًا۔ (ابوداؤد)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم کو حکم فرماتے تھے کہ کبھی کبھی ہم ننگے پاؤں رہیں۔

4- عَنْ اَبِیْ مُلَيْكَةَ قَالَ قِيْلَ لِعَائِشَةَ اِنَّ امْرَاَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ قَالَتْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوملیکہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

انگوٹھی

1- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (مردوں) کو سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا ہے“۔

نووی شرح مسلم جلد ثانی ص ۱۹۵ میں ہے: اجمع المسلمون علی اباحة خاتم الذهب للنساء واجمعوا علی تحريمه علی الرجال۔ یعنی مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورتوں کیلئے سونے کی انگوٹھی جائز اور مردوں کیلئے حرام ہے۔ اور اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۵۵۹ میں ہے کہ حرمت خاتم ذہب درحق رجال ست امانساء را حرام نیست یعنی سونے کی انگوٹھی کی حرمت مردوں کے لئے ہے لیکن عورتوں کے لئے حرام نہیں ہے۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي

يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ فَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِىْ يَدِهٖ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَمَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذْ خَاتَمَكَ اِنْتَفِعْ بِهٖ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ اَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسلم شریف)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کو پھینک دی اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جہنم کے انگارے کا اردہ کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو کسی نے اس شخص سے کہا کہ اپنی انگوٹھی اٹھالو کسی اور کام میں لانا۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں اسے کبھی نہ لوں گا جب کہ رسول اللہ نے پھینک دی ہے''۔

3- عَنْ بُرِيْدَةَ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَهٍ مَالِىَ اَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ الْاَصْنَامِ فَطَرَحَهٗ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ مَالِىَ اَرٰى عَلَيْكَ حِلْيَةَ اَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهٗ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَىِّ شَىْءٍ اَتَّخِذُهٗ قَالَ مِنْ رِزْقٍ وَلَا تُتِمَّهٗ مِثْقَالًا۔ (ترمذی)

''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص سے فرمایا جو پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا کہ کیا بات ہے تجھ سے بتوں کی بو آتی ہے۔ انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی۔ پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں دیکھتا ہوں تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ اس شخص نے وہ انگوٹھی بھی پھینک دی۔ پھر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ فرمایا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو یعنی وزن میں پورا ساڑھے چار ماشہ نہ ہو بلکہ کچھ کم ہو''۔

انتباہ

مردوں کو ایک سے زیادہ انگوٹھی یا چھلے پہننا یا ایک سے زائد انگوٹھی پہننا اگر چہ چاندی کی ہونا جائز نہیے۔ (بہار شریعت)

حجامت

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ ؓ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں (یعنی انبیائے سابقین ؑ کی سنت ہیں) ختنہ کرنا، موئے زیر ناف مونڈنا، مونچھیں کتروانا ناخن ترشوانا اور بغل کے بال اکھیڑنا''۔

2- عَنْ اَنَسٍ قَالَ وُقِّتَ فِی لَنَا فِیْ قَصِّ الشَّوَارِبِ وَتَقْلِیْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبِطِ وحَلْقِ الْعَانَةِ اَنْ لَّا نَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً۔ (مسلم شریف)

''حضرت انس ؓ نے فرمایا کہ مونچھیں کاٹنے، ناخن تراشنے، بغل کے بال اکھیڑنے اور موئے زیر ناف مونڈنے میں ہمارے لیے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ ہم چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں یعنی چالیس دن کے اندر ہی اندر ان کاموں کو ضرور کرلیں''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ؒ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ باید از چہل روز نہ گزارد واگر کمتر ازاں کنند افضل ست، وگفتہ اند کہ آنحضرت قص شارب و تقلیم اظفار در جمعہ می کرد، وحلق عانہ در بست روز ونتف الابط در چہل روز۔ (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۵۶۹)

یعنی چالیس روز سے زیادہ نہیں گزرنا چاہئے اور اگر اس سے کم میں کرے تو افضل ہے۔ اور بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضور ﷺ مونچھ اور ناخن ہر جمعہ کو کاٹتے تھے اور ہر بیس روز پر موئے زیر ناف مونڈتے تھے اور ہر چالیس روز پر بغل کے بال اکھاڑتے تھے۔

3- عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تَحْلُقَ الْمَرْاَةُ رَاسَهَا۔ (نسائی، مشکوٰۃ)

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورت کو سر منڈانے سے منع فرمایا''۔

انتباہ:

1- ناخن تراشے میں حضور ﷺ سے یہ ترتیب مروی ہے کہ داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع کرے اور چھوٹی انگلی پر ختم کرے پھر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن تراشے۔ (بہار شریعت)

2- آج کل عورتیں سر کے بال کٹا کر لونڈوں کی شکل اختیار کرنے لگی ہیں سخت ناجائز گناہ ہے حضور سرکار دوعالم ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔

3- سنت یہ ہے کہ مرد پورے سر کے بال منڈا لے یا بڑھائے اور مانگ نکالے فتاویٰ عالمگیری مصری ص۳۱۲ ج۵ میں ہے: فی الروضة الزند ویستی ان السنة فی شعر الراس اما الفرق واماالحق وذکر الطحطاوی الحلق سنة ونسب ذلك الی العلماء الثلثة کذا فی التتار فائیته۔ اور سید الفقہاء ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حلق الراس وقصر مسنون للرجال علی سبیل التغیر۔

(تفسیرات احمدیہ ص۳۱)

داڑھی، مونچھ

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ اَوْفِرُوا اللُّحٰی وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِیْ رِوَیَۃِ اَنْھِکُو الشَّوَارِبَ وَاَعْفُو اللُّحٰی۔

(بخاری، مسلم)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو (اس طرح کہ) داڑھیوں کو بڑھاؤ اور اور مونچھوں کو کتراؤ اور ایک روایت میں ہے مونچھوں کو خوب کم کرو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ“۔

2- عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ لَمْ یَاْخُذْ مِنْ شَارِبِہٖ فَلَیْسَ مِنَّا۔ (ترمذی، نسائی)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو اپنی مونچھ نہ

کاٹے وہ ہم میں سے نہیں۔ (یعنی ہمارے طریقہ کے خلاف ہے)

3 عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللُّحٰى خَالِفُوا الْمَجُوْسَ۔ (مسلم شریف)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ (اس طرح) مجوسیوں کی مخالفت کرو"۔

ضروری انتباہ

1- آج کل مسلمانوں نے داڑھی میں طرح طرح کا فیشن نکال رکھا ہے۔ اکثر لوگ بالکل صفایا کرا دیتے ہیں۔ کچھ لوگ صرف ٹھوڑی پر ذرا سی رکھتے ہیں۔ بعض لوگ ایک دو انگل داڑھی رکھتے ہیں اور اپنے کو متبع شریعت سمجھتے ہیں حالانکہ داڑھی کا بالکل صفایا کرانے والے اور داڑھی کو ایک مشت سے کم رکھنے والے دونوں شریعت کی نظر میں یکساں ہیں۔ بہار شریعت جلد شانزدہم ص ۱۹۷ میں ہے۔ داڑھی بڑھانا سنن انبیائے سابقین سے ہے مونڈنا یا ایک مشت سے کم کرانا حرام ہے۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۲۱۲ میں فرماتے ہیں کہ "حلق کردن لحیہ حرام ست وروش افرنج وہنود وجوالقیان ست کہ ایشان را قلندریہ گویند وگذاشتن آن بقدر قبضہ واجب ست، وآنکہ آں را سنت گویند بہ معنی مسلوک در دین ست، یا بجہت آنکہ ثبوت آں بسنت ست چنانکہ نماز عید را سنت گفتہ اند"۔

یعنی داڑھی منڈانا حرام ہے اور انگریزوں، ہندوؤں اور قلندریوں کا طریقہ ہے۔ اور داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے اور جن فقہاء نے ایک مشت داڑھی رکھنے کو سنت قرار دیا (تو وہ اس وجہ سے نہیں) کہ ان کے نزدیک واجب نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ یا تو یہاں سنت سے مراد دین کا چالو راستہ ہے یا اس وجہ سے ایک مشت کا وجوب حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ نماز عید کو مسنون فرمایا (حالانکہ نماز عید واجب ہے)

اور درمختار ردالمحتار جلد دوم ص ۱۱۶، ردالمحتار جلد دوم ۱۱۷، بحرالرائق جلد دوم ۲۸۰، فتح القدیر جلد دوم ص ۲۷۰ اور طحطاوی ص ۴۱۱ میں ہے۔ واللفظ للطحطاوی الاخذ من

الحیة وهو دون ذلك (ای القدرلمسنون وهو القبضة) كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال لم يبحه احد وَاَخْذُ كُلِّها فعلُ يهودِ الهند ومجوس الاعاجم۔ یعنی داڑھی جبکہ ایک مشت سے کم ہوتو اس کا کاٹنا جس طرح کہ بعض مغربی اور زنانے زنخے کرتے ہیں کسی کے نزدیک حلال نہیں اور کل داڑھی کا صفایا کرانا یہ کام تو ہندوستان کے یہودیوں اور ایران کے مجوسیوں کا ہے۔"

2- حدشرح یعنی ایک مشت سے زائد داڑھی رکھنا جائز ہے۔ لیکن ہمارے ائمہ وجمہور علماء کے نزدیک ایک طول فاحش جو حدتناسب سے خارج اور باعث انگشت نمائی ہو مکروہ و ناپسندیدہ ہے۔ (لمعۃ الضحیٰ)

خضاب

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَیِّرُ و لشَّیْبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْیَهُوْدِ۔ (ترمذی)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بڑھاپے کو بدل ڈالو یعنی خضاب لگاؤ اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو"۔

2- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَحْسَنَ مَاغُیِّرَبِهِ الشَّیْبُ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ۔ (ابوداؤد)

"حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سب سے اچھی چیز جس سے سفید بالوں کا رنگ بدلا جائے مہندی اور کتم ہے یعنی مہندی لگائی جائے یا کتم"۔

3- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَكُوْنُ قَوْمٌ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یَخْضِبُوْنَ بِهٰذَا السَّوَادِ وَكَحَوَا صِلِ الْحَمَامِ لَا یَجِدُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔ (ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو کالا خضاب استعمال کریں گے جیسے کبوتر کے پوٹے۔ وہ

لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے"۔

سونا اور لیٹنا

1- عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ اَنْ يَّرْفَعَ الرَّجُلُ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ۔ (مسلم شریف)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاؤں پر پاؤں رکھنے سے منع فرمایا جبکہ چت لیٹا ہو"۔

یہ ممانعت اس وقت ہے جبکہ ایک پاؤں کھڑا ہو کہ اس طرح بے ستری کا اندیشہ ہے اور اگر پاؤں کو پھیلا کر ایک دوسرے پر رکھے تو کوئی حرج نہیں۔ (بہار شریعت)

2- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلٰى بَطْنِهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ ضِجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ۔ (ترمذی)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا فرمایا کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا"۔

3- عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّنَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَطْحٍ لَيْسَ بِمَحْجُوْرٍ عَلَيْهِ۔ (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا کہ جس پر گرنے سے کوئی روک نہ ہو۔

انتباہ

1- مستحب یہ ہے کہ با طہارت سوئے اور کچھ دیر داہنی کروٹ پر داہنے ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوئے پر اس کے بعد بائیں کروٹ پر۔

2- جب لڑکی اور لڑکے کی عمر دس سال ہو تو انہیں الگ الگ سلانا چاہیے۔

3- میاں بیوی جب ایک چارپائی پر سوئے تو دس برس کے بچے کو اپنے ساتھ نہ سلائیں۔

4- دن کے ابتدائی حصہ میں سونا یا مغرب وعشاء کے درمیان سونا مکروہ ہے۔ (بہار شریعت)

5- ہندو پاکستان میں شمال یعنی اتر جانب پاؤں پھیلا کر سونا بلاشبہ جائز ہے اسے ناجائز سمجھنا غلطی ہے۔

6- جب سو کر اٹھے تو یہ پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔ (بہار شریعت)

خواب

1 عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّۃِ۔ (بخاری۔ مسلم)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے“۔

2- عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ مِنَ اللّٰہِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّیْطَانِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اچھا خواب خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی جانب سے“۔

3- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَایَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا اس نے (واقعی) مجھ ہی کو دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں اختیار کر سکتا“۔

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَاَنَّ رَاْسِیْ قُطِعَ قَالَ فَضَحِکَ النَّبِیُّ ﷺ وَقَالَ اِذَا لَعِبَ الشَّیْطَانُ بِاَحَدِکُمْ فِیْ مَنَامِہٖ فَلَا یُحَدِّثْ بِہِ النَّاسَ۔ (مسلم شریف)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر

عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!) میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرا سر کاٹ ڈالا گیا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا جب خواب میں شیطان کسی کے ساتھ کھیلے تو وہ اس خواب کو لوگوں سے بیان نہ کرے"۔

5- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاٰی اَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ ثَلٰثًا وَّلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلٰثًا وَّيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ۔ (مسلم شریف)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی برا خواب دیکھے تو اس کو چاہیے کہ بائیں جانب تین بار تھوک دے اور تین بار شیطان سے خدائے تعالیٰ کی پناہ مانگے اور جس کروٹ پر پہلے تھا اسے بدل دے"۔

فال گوئی

1- عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَتٰى عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاةُ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً۔ (مسلم شریف)

"حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کاہن اور نجومی کے پاس جا کر کچھ دریافت کرے اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جائیں گی"۔

2- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَتٰى كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ (احمد۔ ابوداؤد)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص کاہن اور جوتشی کے پاس جائے اور اس کے بیان کو سچا جانے تو وہ قرآن اور دین اسلام سے الگ ہو گیا"۔

3- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلَ اُنَاسٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهُمْ

يُحَدِّثُوْنَ اَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ اُذُنِ وَلِيِّهٖ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے رسول کریم ﷺ سے کاہنوں کی بابت پوچھا (کہ ان کی باتیں قابل اعتماد ہیں یا نہیں) حضور نے فرمایا وہ بالکل قابل اعتماد نہیں لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ بعض وقت وہ ایسی خبر دیتے ہیں جو سچ ہو جاتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا وہ کلمہ حق ہے جس کو (فرشتوں سے) شیطان اچک لیتا ہے اور اپنے دوست کاہن کے کان میں اس طرح ڈال دیتا ہے جس طرح ایک مرغی دوسری مرغی کے کان میں آواز پہنچاتی ہے پھر وہ کاہن اس کلمہ حق میں سو سے زیادہ جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں“۔

چھینک، جماہی

1- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا عَطَسَ غَطّٰى وَجْهَهٗ بِيَدِهٖ اَوْ ثَوْبِهٖ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهٗ۔ (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب چھینک آتی تو منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپا لیتے اور آواز کو پست کو لیتے۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔ (بخاری)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کسی کو چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ والا يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے جب يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ لے تو چھینکنے والا جواب میں یہ کہے: ”يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ“۔

3- عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ ِالْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا تَثَائَبَ اَحَدُكُمْ

فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهٖ عَلٰى فَمِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِيْهِ۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کسی کو جماہی آئے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے کیونکہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے''۔

٥

انتباہ

1- انبیائے کرام علیہم السلام جماہی سے محفوظ ہیں اس لئے کہ اس میں شیطانی مداخلت ہے اس کے روکنے کی بہتر ترتیب یہ ہے کہ جب جماہی آنے والی ہو تو دل میں خیال کرے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اس سے محفوظ ہیں فوراً رک جائے گی۔ (بہار شریعت، شامی ج ۱ ص ۲۲۶)

2- اگر چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو سننے والے پر فوراً اس طرح جواب دینا واجب ہے کہ وہ سن لے۔

3- بعض لوگ چھینک کو بدفالی خیال کرتے ہیں مثلاً کسی کام کے لئے جا رہا ہے اور کسی کو چھینک آگئی تو سمجھتے ہیں وہ کام انجام نہیں پائے گا۔ یہ جہالت ہے اس لئے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں بلکہ ایسے موقع پر چھینک آنا اور اس پر ذکر الٰہی کرنا نیک فالی ہے۔

اجازت

1- عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا قُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ اقدس پر حاضر ہو کر دروازہ کھٹکھٹایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے؟ میں نے عرض کی میں ہوں تو آپ نے فرمایا کہ میں تو میں بھی ہوں''۔

یعنی جواب میں اپنا نام لینا چاہیے۔ ''میں'' کہنا کافی نہیں کیونکہ ''میں'' تو ہر شخص ہے۔

2- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَتٰى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ وَلٰكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْاَيْمَنِ اَوِ الْاَيْسَرِ۔

(ابوداؤد)

''حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کسی دروازہ پر تشریف لے جاتے تو دروازہ کے سامنے نہیں کھڑے ہوتے تھے بلکہ داہنے یا بائیں دروازے سے ہٹ کر کھڑے ہوتے تھے''۔

3- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَسْتَاْذِنُ عَلٰى اُمِّىْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّىْ مَعَهَا فِى الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّىْ خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا۔ (مالک۔ مشکوٰۃ)

''حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اس سے بھی اجازت لے لوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے عرض کیا میں اس کے ساتھ اسی مکان میں رہتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اجازت لے کر اس کے پاس جاؤ۔ انہوں نے کہا میں اپنی ماں کا خادم ہوں (یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے) پھر پھر اجازت کی کیا ضرورت؟ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اجازت لے کر جاؤ۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنی ماں کو برہنہ دیکھو؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا تو اجازت حاصل کر لیا کرو''۔

سلام

1- عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَىْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔ (مسلم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو تمہارے درمیان محبت بڑھے اور وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو رواج دو''۔

2- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ۔ (ترمذی)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کلام سے پہلے سلام کرنا

چاہئے"۔

3- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ قَالَ الْبَادِیْ بِالسَّلَامِ بَرِیٌّ مِنَ الْكِبْرِ۔ (بیہقی)

"حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سلام میں پہل کرنے والا غرور تکبر سے پاک ہے"۔

4- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا انْتَهٰی اَحَدُكُمْ اِلٰی مَجْلِسٍ فَلْیُسَلِّمْ فَاِنْ بَدَا لَهٗ اَنْ یَّجْلِسَ فَلْیَجْلِسْ ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْیُسَلِّمْ۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے پھر اگر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بیٹھ جائے اور جب چلنے لگے تو دوبارہ سلام کرے۔

نوٹ

جو لوگ قرآن شریف یا وعظ سننے سنانے میں مشغول ہوں یا پڑھنے پڑھانے میں لگے ہوں انہیں سلام نہ کیا جائے۔

5- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَهْلِكَ فَسَلِّمْ یَكُوْنُ بَرَكَةً عَلَیْكَ وَعَلٰی اَهْلِ بَیْتِكَ۔ (ترمذی)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے بیٹے! جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو کیونکہ تیرا سلام تیرے لئے اور تیرے گھر والوں کے لئے برکت کا سبب ہوگا"۔

6- عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَیْرِنَا لَا تَشَبَّهُوْا بِالْیَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰی فَاِنَّ تَسْلِیْمَ الْیَهُوْدِ الْاِشَارَةُ بِالْاَصَابِعِ وَتَسْلِیْمَ النَّصَارٰی الْاِشَارَةُ بِالْاَكُفِّ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

"حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص (سلام کرنے میں) غیروں کی مشابہت

اختیار کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔ یہود نصاریٰ کی مشابہت نہ کرو، یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہے''۔

7- عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنْ لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ۔ (ابن ماجہ)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تمہاری ملاقات بدمذہبوں سے ہو تو انہیں سلام نہ کرو''۔

انتباہ

1- خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا جواب دینا واجب ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ زبان سے جواب دے۔ دوسرے یہ کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیج دیے۔ (بہارِ شریعت) درمختار اور شامی جلد پنجم ص ۲۷۵ میں ہے۔ یجب رد جواب کتاب التحیۃ۔

2- کسی نے خط میں لکھا کہ فلاں کو سلام کہو تو مکتوب الیہ پر اس کا سلام پہنچانا واجب نہیں اگر پہنچائے تو ثواب پائے گا۔

3- کسی نے کہا کہ فلاں کہ میرا سلام کہہ دینا اور اس نے وعدہ کر لیا سلام پہنچانا واجب ہے اگر نہیں پہنچائے گا تو گنہگار ہوگا۔ فتاوٰی عالمگیری باب السلام میں ہے۔ اذا امر رجلاً ان يقرأ سلامه على فلان يجب عليه ذلك كذافي الغياثيه۔ شامی میں ہے۔ والظاهر ان هذا اذا رضى بتحملها۔

4- کسی نے سلام بھیجا تو اس طرح جواب دے کہ پہلے پہنچانے والے کو پھر اس کو جس نے سلام بھیجا ہے یعنی یوں کہے عليك وعليه السلام۔ فتاوٰی عالمگیری جلد پنجم باب سلام میں ہے۔ من بلغ انسانا سلامامن غائب كان عليه ان يرد الجواب على المبلغ اوّلا ثم على ذلك الغائب۔ كذا فى الذخيرة۔ شامی میں ہے فظاهره الوجوب۔

مصافحہ

1- عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا بَيْنَ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ

فَيَتَصَا فَحَانِ اِلَّا غُفِرَلَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّتَفَرَّقَا۔ (ترمذی)

''حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے''۔

2- عَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَصَافَحُوْا يَذْهَبُ الْغِلُّ۔ (ترمذی)

''حضرت عطاء خراسانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آپس میں مصافہ کیا کرو اس سے کینہ دور ہوگا''۔

3- عَنْ زَارِعٍ وَكَانَ فِيْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَّوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَهٗ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

حضرت زارع جو (وفد) عبدالقیس میں شامل تھے فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم جلد جلد اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دیا۔

انتباہ

1- دینی پیشوا کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۱ پر فرماتے ہیں کہ ''بوسہ داون دست عالم متورع را جائز ست وبعضے گفتہ اند مستحب ست'' یعنی پرہیز گار عالم کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ مستحب ہے اور وفد عبدالقیس کی حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ ازیں جا تجویز پائے بوس معلوم شد''
یعنی اس حدیث شریف سے پاؤں چومنے کا جواز ثابت ہوا۔ اور درمختار بحث مصافہ میں ہے کہ لا باس بتقبيل يد الرجل العالم والمتورع على سبيل التبرك۔ یعنی برکت کے لئے عالم اور پرہیز گار آدمی کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

2 ہر نماز جماعت کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے درمختار کتاب الخظر والا باحتہ باب

الستبراء میں ہے تجوز المصافحة ولو بعد العصر وقولهم انه بدعة ای مباحة حسنة كما افاده النووی فی اذكاره اھ ملخصا یعنی بعد نماز عصر بھی مصافحہ کرنا جائز ہے اور فقہاء نے جو اسے بدعت فرمایا تو وہ بدعت حسنہ ہے۔ جیسا کہ امام نووی نے اپنے اذکار میں فرمایا۔ اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے۔ قال اعلم ان المصافحة مستحبة عند كل لقاء واما ما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر فلا اصل له فی الشرع علی هذا الوجه ولكن لا باس به۔ قال الشيخ ابو الحسن البكری وتقييده بما بعد الصبح والعصر علی عادة كانت فی زمنه والا فعقب الصلوٰة كلها كذالك اھ ملخصا۔ یعنی امام نووی نے فرمایا کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور فجر اور عصر کی نماز کے بعد جو مصافحہ کا رواج ہے اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں لیکن اس میں حرج بھی کوئی نہیں۔ شیخ ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صبح وعصر کی قید فقط لوگوں کی عادت کی بناء پر ہے جو امام نووی کے زمانہ میں تھی ورنہ ہر نماز کے بعد مصافحہ کا یہی حکم ہے یعنی جائز ہے۔ (شامی جلد پنجم ص ۲۵۲)

3- وہابی غیر مقلد دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو ناجائز اور خلاف حدیث بتاتے ہیں یہ ان کی جہالت ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ جلد چہارم ص ۲۰ پر فرماتے ہیں۔ مصافحہ سنت ست نزد ملاقات و باید کہ بہر دو دست بود یعنی ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہئے۔

اور احادیث کریمہ میں جو لفظ ''ید'' مستعمل ہے اس سے صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کا استدلال صحیح نہیں اس لئے کہ ایسی دو چیزیں جو ایک دوسرے کے ساتھ رہتی ہوں جیسے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، موزہ۔ جوتا اور دستانہ وغیرہ اس میں واحد کا لفظ بول کر دونوں مراد لیے جاتے ہیں مثلاً زید نے ہاتھ سے پکڑا یعنی دونوں ہاتھ سے اور پاؤں سے چلا یعنی دونوں پاؤں سے اور آنکھ سے دیکھا یعنی دونوں آنکھ سے اور کہا جاتا ہے کہ زید نے جوتا پہنا یعنی دونوں جوتے۔ وقس علی هذا البواقی۔

یہ محاورہ ہند، ایران اور عرب میں سب جگہ مسلم ہے ورنہ حدیث شریف اطیب الکسب عمل الرجل بیدہ کا یہ مطلب ہو جائے گا کہ صرف ایک ہاتھ کی کمائی بہتر ہے دونوں ہاتھوں کی کمائی بہتر نہیں۔ اور مشہور حدیث المسلم من سلم المسلمون من السانِہٖ ویَدِہٖ کا یہ مطلب ماننا پڑے گا کہ کامل مسلمان وہ شخص ہے جس کے صرف ایک ہاتھ سے مسلمان امان میں رہیں اور دوسرے ہاتھ سے تکلیف میں۔ من شاء التفصیل لھذا المسئلة فلیطالع صفائح اللجین فی کون التصافح یکفی الیدین للامام احمد رضا رضی اللّٰہ عنہ۔

ماں باپ کے حقوق

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَیْهِ عِنْدَالْكِبَرِ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔

(مسلم شریف)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کی ناک غبار آلود ہو اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو (یعنی ذلیل و رسوا ہو) کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ماں باپ دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے کے وقت میں پایا پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا"۔

2- عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ جَاهِمَةَ اَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِیْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا۔ (احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

"حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے والد جاہمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے حضور سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ ارشاد فرمایا کیا تیری

ماں ہے۔ عرض کیا ہاں فرمایا اس کی خدمت اپنے اوپر لازم کر لے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے"۔

3- عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَصْبَحَ مُطِیْعًا لِلّٰهِ فِیْ وَالِدَیْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مفتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِیًا لِلّٰهِ فِیْ وَالِدَیْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ اِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدٌ قَالَ رَجُلٌ وَاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے اس حال میں صبح کی کہ ماں باپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہا تو اس کے لئے صبح ہی کو جنت کے دو دو دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور اگر والدین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے بارے میں خدائے تعالیٰ کا نافرمان بندہ رہا تو اس کے لئے صبح ہی کو جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے ایک شخص نے کہا اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں۔ (۳ بار ارشاد ہے)

4- عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ۔ (ابن ماجہ)

"حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت دوزخ ہیں یعنی جو لوگ ان کو راضی رکھیں گے جنت پائیں گے اور جو ان کو ناراض رکھیں گے دوزخ کے مستحق ہوں گے"۔

5- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رِضَی الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ۔ (ترمذی)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پروردگار کی خوشنودی باپ میں ہے اور پروردگار کی ناراضگی باپ کی ناراضگی ہے''۔

6- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتَمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ بات کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ آدمی اپنے باپ کو گالی دے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے؟ فرمایا ہاں (اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ) یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کو ماں کی گالی دیتا ہے''۔

7- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فِیْ كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ مَرَّةً غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَكُتِبَ بَرًّا۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی قبر پر ہر جمعہ کو زیارت کے لئے حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اور وہ ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جائے گا''۔

اولاد کے حقوق

1- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ يُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ۔ (ترمذی)

''حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو ادب سکھائے تو اس کے لئے ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے''۔

2- عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهٗ مِنْ نَّحْلٍ اَفْضَلُ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

''حضرت ایوب بن موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اولاد کیلئے باپ کا کوئی عطیہ اچھی تربیت سے بہتر نہیں ہے''۔

3- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَنَا وَھُوَ ھٰکَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَہٗ۔ (مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کی پرورش میں دو لڑکیاں بلوغ تک رہیں تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ بالکل پاس پاس ہوں گے۔ یہ کہتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں ملا کر فرمایا کہ اس طرح''۔

4- عَنْ سُرَاقَۃَ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی اَفْضَلِ الصَّدَقَۃِ اِبْنَتُکَ مَرْدُوْدَۃً اِلَیْکَ لَیْسَ لَھَا کَاسِبٌ غَیْرُکَ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

''حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا میں تم کو یہ نہ بتا دوں کہ افضل صدقہ کیا ہے؟ اور وہ اپنی اس لڑکی پر صدقہ کرنا ہے جو تمہاری طرف (مطلقہ یا بیوہ ہونے کے سبب) واپس لوٹ آئی اور تمہارے سوا کوئی اس کا کفیل نہیں''۔

5- عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ عَالَ ثَلٰثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَھُنَّ مِنَ الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَھُنَّ وَرَحِمَھُنَّ حَتّٰی یُغْنِیَھُنَّ اللّٰہُ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ الْجَنَّۃَ فَقَالَ رَجُلٌ اَوِاثْنَتَیْنِ قَالَ اَوِ اثْنَتَیْنِ حَتّٰی لَوْ قَالُوْ اَوْ وَاحِدَۃٌ لَقَالَ وَاحِدَۃٌ۔ (شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے پھر ان کو ادب سکھائے اور ان کے ساتھ مہربانی کرے یہاں تک خدا ان کو مستغنی کر دے (یعنی وہ بالغ ہو جائیں اور ان کا نکاح ہو جائے) تو پرورش کرنے والے پر اللہ تعالیٰ جنت کو واجب کر دے گا ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور دو بیٹیوں کی پرورش پر کیا ثواب ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا دو کا ثواب بھی یہی ہے (راوی کہتے ہیں) اگر صحابہ ایک بیٹی یا ایک بہن کے بارے میں دریافت کرتے تو ایک کی نسبت بھی حضور ﷺ یہی فرماتے"۔

انتباہ:

بچہ کا اچھا سا نام رکھے کہ برے نام کا برا اثر ہوگا تو تربیت قبول نہ کرے گا۔ ماں یا کسی نیک نمازی عورت سے دو سال تک دودھ پلوائے پاک کمائی سے ان کی پرورش کرے کہ ناپاک مال ناپاک عادتیں پیدا کرتا ہے۔ کھیلنے کے لئے اچھی چیز جو شرعاً جائز ہو دیتا رہے۔ بہلانے کے لئے ان سے جھوٹا وعدہ نہ کرے۔ جب کچھ ہوشیار ہو تو کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے ماں باپ اور استاد وغیرہ کی تعظیم کا طریقہ بتائے نیک استاد کے پاس قرآن مجید پڑھائے، اسلام وسنت سکھائے، حضور سید عالم ﷺ کی تعظیم ومحبت ان کے دل میں ڈالے کہ یہی اصل ایمان ہے۔ جب بچہ کی عمر سات برس ہو جائے تو نماز کی تاکید کرے اور جب دس برس کا ہو جائے تو نماز کے لئے سختی کرے اگر نہ پڑھے تو مار کر پڑھائے وضو غسل اور نماز وغیرہ کے مسائل بتائے۔ لکھنے اور تیرنے کی تعلیم دے فن سپہ گری بھی سکھائے۔ بری صحبت سے بچائے۔ عشقیہ ناول اور افسانے وغیرہ ہرگز نہ پڑھے، جب جوان ہو جائے تو نیک شریف النسب لڑکی سے شادی کر دے اور وراثت سے اسے ہرگز محروم نہ کرے۔

اور لڑکیوں کو سینا پرونا کاتنا اور کھانا پکانا سکھائے، سورۂ نور کی تعلیم دے اور لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ فتنہ کا احتمال غالب ہے۔ بیٹوں سے زیادہ ان کی دلجوئی کرے۔ نو برس کی عمر سے ان کی خاص نگہداشت شروع کرے۔ شادی برات میں جہاں ناچ گانا ہو وہاں ہرگز نہ جانے دے۔ ریڈیو سے بھی گانا بجانا ہرگز نہ سننے دے۔ جب بالغ ہو جائے تو نیک شریف النسب لڑکے کے ساتھ نکاح کر دے فاسق وفاجر خصوصاً بدمذہب کے ساتھ ہرگز نکاح نہ کرے۔

(ماخوذ از مشعلۃ الارشاد الی حقوق الاولاد۔ مصنفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ)

بھائی وغیرہ کے حقوق

1- عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَقُّ كَبِيْرِ الْاِخْوَةِ عَلٰى

صَغِیْرِ ھِمْ حَقَّ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ۔ (بیہقی)

''حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر''۔

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صِغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَ یَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ۔ (ترمذی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، ہمارے بڑے کی عزت نہ کرے نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں''۔

3- عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اٰوٰی یَتِیْمًا اِلٰی طَعَامِہٖ وَشَرَابِہٖ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ الْجَنَّۃَ۔ (شرح السنۃ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت واجب کر دے گا''۔

4- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَّمْ یَاْمَنْ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ۔ (مسلم شریف)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہو''۔

5- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُہٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِہٖ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے''۔

6- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس

کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہ پسند نہ کرے جس کو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے''۔

چوری اور شراب نوشی

1- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چور پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے''۔

2- عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ اُوْتِىَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ يَدُهٗ ثُمَّ اَمَرَبِهَا فَعُلِّقَتْ فِىْ عُنُقِهٖ۔ (ترمذی)

''حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک چور کو لایا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے''۔

3- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ وَلَا قَمَّارٌ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ والدین کی نافرمانی کرنے والا، جوا کھیلنے والا، احسان جتانے والا اور شراب کا عادی جنت میں داخل نہ ہوگا۔

4- عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ حَلَفَ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ بِعِزَّتِیْ لَا يَشْرَبُ عَبْدٌ مَنْ عَبِيْدِیْ جُرْعَةً مِنْ خَمْرٍ اِلَّا سَقَيْتُهٗ مِنَ الصَّدِيْدِ مِثْلَهَا وَلَا يَتْرُكُهَا مِنْ مَخَافَتِیْ اِلَّا سَقَيْتُهٗ مِنْ حِيَاضِ الْقُدُسِ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم ہے میری عزت کی میرا جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پئے گا میں اس کو اس کے مثل پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ میرے خوف سے شراب پینا چھوڑ دے گا میں اس کو

مقدس حوضوں میں سے (شراب طہور) پلاؤں گا"۔

5- عَنْ وَائِلِ الْحَضْرَمِیِّ اَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَیْدٍ سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ فَقَالَ اِنَّمَا اَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ فَقَالَ اَنَّهٗ لَیْسَ بِدَوَاءٍ وَلٰکِنَّهٗ دَاءٌ۔ (مسلم شریف)

"حضرت وائل حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طارق بن سوید نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شراب کشید کرنے کی بابت دریافت کیا تو حضور علیہ السلام نے منع فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا ہم تو اسے صرف دوا کے لئے بناتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ دوا نہیں ہے بلکہ وہ خود بیماری ہے"۔

6- عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ عَادَ فِی الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ۔ (ترمذی)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شراب پیئے اسے درے مارو اور جو شخص چوتھی مرتبہ شراب پیئے اسے قتل کر دو"۔

انتباہ

اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جاتا اور شراب پینے والے کو ۸۰ درے مارے جاتے۔ موجودہ صورت میں ان کے لیے یہ حکم ہے کہ مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ان کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا اور کسی قسم کے اسلامی تعلقات نہ رکھیں تا وقتیکہ وہ لوگ توبہ کر کے اپنے افعال قبیحہ سے باز نہ آ جائیں اگر مسلمان ایسا نہ کریں تو وہ بھی گنہگار رہوں گے۔

جھوٹ

1- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ اِنَّ الْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْکِذْبَ فُجُوْرٌ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ اِلَی النَّارِ۔

(مسلم شریف)

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سچ بولنا نیکی ہے اور

نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا فسق وفجور ہے اور فسق وفجور دوزخ میں لے جاتا ہے''۔

2- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمَلَکُ مِیْلاً مِنْ نَتَنِ مَا جَآءَ بِہٖ۔ (ترمذی)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہٹ جاتا ہے''۔

3- عَنْ صُفْوَانَ بْنِ سُلَیْمٍ اَنَّہٗ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَیَکُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِیْلَ لَہٗ اَیَکُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِیْلًا قَالَ نَعَمْ فَقِیْلَ لَہٗ اَیَکُوْنُ الْمُؤْمِنُ کَذَّابًا قَالَ لَا۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

''حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ مومن بزدل ہوتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! (ہوسکتا ہے) پھر عرض کیا گیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں (ہوسکتا ہے) پھر پوچھا گیا مومن کذاب یعنی جھوٹا ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں''۔

4- عَنْ اُمِّ کُلْثُوْمٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ الْکَذَّابُ الَّذِیْ یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ وَیَقُوْلُ خَیْرًا وَیَنْمِیْ خَیْرًا۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح پیدا کرتا ہے اچھی بات کرتا ہے اور اچھی بات پہنچاتا ہے''۔

چغلی اور غیبت

1- عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا''۔

2- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ شِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاؤُنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ۔ (احمد، بیہقی)

”حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یذید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے بدترین بندے وہ ہیں جو لوگوں میں چغلی کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں“۔

3- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے غیبت کیا چیز ہے؟ لوگوں نے عرض کی اللہ (عزوجل) و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا بہتر علم ہے۔ ارشاد فرمایا غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کہے جو اسے بری لگے۔ کسی نے عرض کیا اگر میرے بھائی میں وہ برائی موجود ہو تو اس کو بھی کیا غیبت کہا جائے گا؟ فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر تو اس میں موجود ہو جبھی تو غیبت ہے اور اگر تم ایسی بات کہو جو اس میں موجود نہ ہو تو بہتان ہے“۔

4- عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَجَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَاءِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ الْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَزْنِيْ فَيَتُوْبُ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَهٗ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يَغْفِرُ لَهٗ حَتّٰى يَغْفِرَهَا لَهٗ صَاحِبُهٗ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو سعید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ غیبت، زنا سے بدتر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیبت زنا سے بدتر کیوں ہے؟ فرمایا آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے معاف فرماتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا جب تک کہ اس کو

وہ شخص معاف نہ کردے جس کی غیبت کی گئی ہے"۔

5- عَنْ بَهْزِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَرْغَبُوْنَ عَنْ ذِکْرِ الْفَاجِرِ مَتٰی یَعْرِفُهُ النَّاسُ، اُذْکُرُوا الْفَاجِرَ بِمَا فِیْهِ یَحْذَرُهُ النَّاسُ۔ (سنن بیہقی)

"حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے دادا سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تم لوگ فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو؟ آخر اسے لوگ کیونکر پہچانیں گے۔ فاجر کی برائیاں بیان کیا کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں"۔

انتباہ

1 فاسق معلن یا بدمذہب کی برائی بیان کرنا جائز ہے بلکہ اگر لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ ردالمحتار)

2 جو شخص علانیہ برا کام کرتا ہو اور اس کو اس کی کوئی پروا نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے تو اس شخص کی اس بری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں مگر اس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ذکر کرنا غیبت ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ ردالمحتار)

آج کل بہت سے وہابی اپنی وہابیت چھپاتے ہیں اور خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور جب موقع پاتے ہیں تو بدمذہبی کی آہستہ آہستہ تبلیغ کرتے ہیں۔ ان کی بدمذہبی کو ظاہر کرنا غیبت نہیں اس لئے کہ لوگوں کو ان کے مکر و شر سے بچانا ہے اور اگر وہ اپنی بدمذہبی کو نہیں چھپاتا بلکہ علانیہ ظاہر کرتا ہے جب بھی غیبت نہیں اس لئے کہ وہ علانیہ برائی کرنے والوں میں داخل ہے۔ (بہار شریعت)

حفاظت زبان اور تنہائی وغیرہ

1- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَمَتَ نَجَا۔

(ترمذی)

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص خاموش رہا

اس نے نجات پائی''۔

2- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اَلْوَاحْدَۃُ خَیْرٌ مِّنْ جَلِیْسِ السُّوْءِ وَالْجَلِیْسُ الصَّالِحُ خَیْرٌ مِّنَ الْوَحْدَۃِ وَاِمْلَاءُ الْخَیْرِ خَیْرٌ مِّنَ السَّکُوْتِ وَالسَّکُوْتُ خَیْرٌ مِّنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ تنہائی برے ہمنشین سے بہتر ہے اور اچھا ہمنشین بہتر ہے تنہائی سے اور بھلائی کا سکھانا بہتر ہے خاموشی سے۔ اور خاموشی بہتر ہے برائی کی تعلیم سے''۔

3- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ۔ (بخاری، مسلم)

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق و گناہ ہے''۔

4- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ وَاهْتَزَّلَهُ الْعَرْشُ۔ (بیہقی)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور فاسق کی تعریف سے عرش الٰہی کانپ اٹھتا ہے''۔

جب فاسق کی مدح و تعریف سے عرش الٰہی کانپنے لگتا ہے تو بے دین، بدمذہب کی تعریف کرنے سے عرش الٰہی کس قدر کانپتا ہوگا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بغض و حسد

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اُتْرُکُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیْئَا۔ (مسلم شریف)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بندوں کے اعمال ہر ہفتہ دو مرتبہ پیش کیے جاتے ہیں۔ پیر اور جمعرات کو۔ پس ہر بندہ کی مغفرت ہوتی ہے سوائے اس بندہ کے جو اپنے کسی مسلمان بھائی سے بغض و کینہ رکھتا ہے اس کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رہو (یعنی فرشتے ان کے گناہوں کو نہ مٹائیں) یہاں تک کہ وہ آپس کی عداوت سے باز آ جائیں''۔

2- قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّھْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاِنْ مَرَّتْ بِہٖ ثَلٰثٌ فَلْیَلْقَہٗ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْہِ فَاِنْ رَدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَکَا فِی الْاَجْرِ وَاِنْ لَّمْ یَرُدَّ عَلَیْہِ فَقَدْ بَاءَ بِالْاِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْھِجْرَۃِ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو عداوۃً چھوڑ رکھے۔ اگر تین دن گزر جائیں تو اس کو چاہئے کہ اپنے بھائی سے مل کر سلام کرے اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو (مصالحت کے) ثواب میں دونوں شریک ہیں اور اگر سلام کا جواب نہ دے تو جواب نہ دینے والا گنہگار رہا۔ اور سلام کرنے والا ترکِ تعلقات کے گناہ سے بری ہو گیا''۔

3- عَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم دَبَّ اِلَیْکُمْ دَآءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَآءُ ھِیَ الْحَالِقَۃُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الرَّاْسَ لٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ۔ (احمد، ترمذی)

''حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگلی امتوں کی بیماری تمہاری طرف بھی آ گئی وہ بیماری حسد و بغض ہے جو مونڈنے والی ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ وہ بال مونڈتی ہے بلکہ وہ دین کو مونڈتی ہے''۔

4- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ (ابوداؤد)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو''۔

فائدہ: کسی شخص میں کوئی خوبی دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ وہ خوبی اس سے زائل ہو کر میرے پاس آجائے اسے حسد کہتے ہیں۔ حسد کرنا حرام ہے۔ (بہار شریعت)

اور اگر یہ تمنا ہے کہ وہ خوبی مجھ میں بھی ہو جائے تو اسے رشک کہتے ہیں۔ یہ جائز ہے۔

اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَ الْبُغْضُ فِی اللّٰہِ

1- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ قَائِلٌ الصَّلٰوۃُ وَالزَّکٰوۃُ وَ قَالَ قَائِلٌ الْجِہَادُ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَ الْبُغْضُ فِی اللّٰہِ۔

(احمد، ابوداؤد)

”حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے پسندیدہ ہے؟ کسی نے کہا نماز اور زکوٰۃ، کسی نے کہا جہاد، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل الحب فی اللہ و البغض فی اللہ ہے یعنی خدا ہی کیلئے کسی سے محبت کرنا اور خدا ہی کیلئے کسی سے بیزار رہنا“۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ایں جا اشکال می آرند کہ چوں روا باشد کہ حب فی اللہ محبوب تر از صلاۃ و زکوٰۃ جہاد باشد و حال آنکہ اینہا افضل اعمال اند علی الاطلاق۔ جوابش آنکہ ہر کہ محبت لوجہ اللہ دارد محبت خواہد داشت انبیاء و اولیاء و صالحان از بندگان خدا را۔ ولابد اتباع و اطاعت خواہد کرد ایشان را و کسے کہ دشمن داشت از برائے خدا دشمن خواہد داشت دشمنان دیں را و بذل مجہود خواہد نمود در جہاد و قتال ایشاں۔ پس دریں جا ہمہ طاعات از نماز و زکوٰۃ و جہاد و جز آں در آمد چیزے بدر نہ رفت۔ گویا فرمود اصل و منشی و مدار اعمال و طاعات اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَ الْبُغْضُ لِلّٰہِ است۔

یعنی یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ الحب فی اللہ کا نماز۔ زکوٰۃ اور جہاد سے زیادہ محبوب ہونا کیسے صحیح ہوگا۔ جبکہ یہ چیزیں علی الاطلاق تمام اعمال سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ

جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کرے وہ انبیائے کرام و اولیائے عظام اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت کرے گا اور ان لوگوں کی پیروی و فرمانبرداری بھی ضرور کرے گا۔ (اس لئے کہ محبت کیلئے اطاعت لازم ہے) اور جو شخص کہ خدائے تعالیٰ کیلئے دشمنی کرے گا تو دین کے دشمنوں سے یقیناً دشمنی کرے گا۔ گویا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اعمال و طاعات کا مدار اور جڑ بنیاد الحب للہ اور والبغض للہ ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۳۸)

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِیْ ذَرٍّ یَا اَبَا ذَرٍّ اَیُّ عُرَی الْاِیْمَانِ اَوْثَقُ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ الْمُوَالَاةُ فِی اللّٰهِ وَالْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ۔ (بیہقی)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوذر سے فرمایا کہ اے ابوذر! ایمان کی کونسی گرہ زیادہ مضبوط ہے؟ عرض کیا اللہ عزوجل و رسول ﷺ کو اس کا بہتر علم ہے حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی کیلئے آپس میں دوستی رکھنا اور اللہ عزوجل ہی کیلئے کسی کو دوست بنانا اور کسی کو دشمن سمجھنا"۔

3- عَنْ اَبِیْ رَزِیْنَ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ ﷺ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی مِلَاكِ هٰذَا الْاَمْرِ تُصِیْبُ بِهَا خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ عَلَیْكَ بِمَجَالِسِ اَهْلِ الذِّكْرِ وَاِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّكْ لِسَانَكَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَاَحِبَّ فِی اللّٰهِ وَاَبْغِضْ فِی اللّٰهِ۔ (بیہقی)

"حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا کہ کیا میں تجھے دین کی وہ بنیاد نہ بتا دوں کہ جس کے ذریعے تو دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر لے (پہلی بات تو یہ ہے) اہل ذکر یعنی اللہ عزوجل والوں کی مجلسوں میں بیٹھنا اپنے لئے لازم کر لے۔ اور جب تنہائی میسر آئے تو جس قدر ممکن ہو سکے خدائے تعالیٰ ہی کے لئے دوستی کرے اور اسی کے لئے دشمنی کرے"۔

غصہ اور تکبر

1- عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ

الْغَضَبَ لِيَفْسِدُ الْإِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبْرُ الْعَسَلَ۔ (بیہقی)

”حضرت بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ غصہ ایمان کو ایسا برباد کرتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے“۔

2- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہادر وہ نہیں جو پہلوان ہو اور دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے“۔

3- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مُوْسٰى بْنُ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ مَنْ اَعَزُّ عِبَادِكَ عِنْدَكَ قَالَ مَنْ اِذَا قَدَرَ غَفَرَ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار! کون بندہ تیرے نزدیک زیادہ عزت والا ہے؟ فرمایا کہ وہ بندہ جو قدرت رکھتے ہوئے معاف کر دے“۔

4- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَمِيْلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا۔ وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو (کیا یہ تکبر میں داخل ہے؟) حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جمال ہے اور وہ جمال (و آرائش) کو پسند فرماتا ہے اس لیے آرائش و جمال کی خواہش تکبر نہیں ہے بلکہ حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا تکبر ہے“۔

5- عَنْ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ فَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَفِيْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ اَوْ خِنْزِيْرٍ۔ (بیہقی)

"حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! تواضع (یعنی عاجزی و انکساری) اختیار کرو میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو خدا کی رضا حاصل کرنے کیلئے تواضع کرتا ہے خدائے تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظر میں وہ بڑا سمجھا جاتا ہے اور جو گھمنڈ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار رہتا ہے اور اپنے تئیں اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے حالانکہ انجام کار ایک دن لوگوں کی نگاہ میں کتے اور سور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے"۔

ظلم و ستم

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب ہوگا"۔

2- عَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَهٗ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ ~~خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ~~۔ (بیہقی)

"حضرت اوس بن شرحبیل سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ظالم کو تقویت دینے کیلئے اس کا ساتھ دے یہ جانتے ہوئے کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ ایک مسلمان کا کردار نہیں ہے"۔

3- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَاْتِيْ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَصِيَامٍ وَزَكٰوةٍ وَّيَاتِيْ قَدْشَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يَقْضِيَ مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ پیسے ہوں نہ سامان۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں دراصل مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ لے کے آئے لیکن ساتھ ہی اس نے کسی کو گالی دی ہو۔ کسی پر تہمت لگائی ہو کسی کا مال کھالیا ہو کسی کا خون بہایا ہو اور کسی کو مارا ہو تو اب انہیں راضی کرنے کیلئے اس شخص کی نیکیاں ان مظلوموں کے درمیان تقسیم کی جائیں گی پس اس کی نیکیاں ختم ہو جانے کے بعد بھی اگر لوگوں کے حقوق اس پر باقی رہ جائیں گے تو اب حق داروں کے گناہ لاد دیئے جائیں گے یہاں تک کہ اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا"۔

انتباہ

بندوں پر دو قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد، ان دونوں کی ادائیگی ضروری ہے لیکن ان میں حقوق العباد بہت اہم ہیں اس لئے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اگر چاہئے تو اپنے حقوق کو معاف کر دیں کہ جن کے حقوق اس پر عائد ہوتے ہیں لہٰذا حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے ورنہ قیامت کے دن سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔

مال اور اقتدار وغیرہ کی حرص

1- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر (دنیادار) آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں جب بھی وہ تیسرے جنگل کی آرزو کرے گا اور ایسے (حریص) آدمی کا پیٹ قبر کی مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی"۔

2- عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَی الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِیْنِهٖ۔ (ترمذی)

"حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دو بھوکے بھیڑیے جنہیں بکریوں میں چھوڑ دیا جائے وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال اور مرتبہ کی لالچ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے"۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدِّیْنَارِ وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ۔

(ترمذی)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ درہم و دینار کے بندے پر لعنت کی گئی ہے"۔

4- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ مِنْهُ اثْنَانِ۔ اَلْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَی الْعُمُرِ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آدمی بوڑھا ہوتا ہے اور دو باتیں اس کی جوان ہوتی ہیں۔ مال کا لالچ اور عمر کی زیادتی"۔

دنیا

1- عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ كُلِّ خَطِیْئَةٍ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے"۔

2- عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاہُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاہُ فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی۔ (احمد، مشکوٰۃ)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے (ایسی محبت جو اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر غالب ہو) تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے تو (اے مسلمانو!) فنا ہونے والی چیز (یعنی دنیا) کو چھوڑ کر باقی رہنے والی چیز (یعنی آخرت) کو اختیار کرلو"۔

3- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ مَا سَقٰی کَافِرًا مِّنْھَا شَرْبَۃً۔ (ترمذی)

"حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا خدائے تعالیٰ کی نظر میں مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو اس میں سے کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا"۔

4 عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ۔ (ترمذی)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ (کان کھول کر) سن لو دنیا ملعون ہے اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ بھی ملعون ہیں مگر ذکرِ الٰہی اور وہ چیزیں جنہیں رب تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور عالم یا متعلم بھی"۔

5- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ۔ (مسلم شریف)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے"۔

عمر اور مال کی زیادتی کب نعمت ہے

1- عَنْ ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ اَحَدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ

مُؤْمِنٍ يُعَمَّرُ فِي الْإِسْلَامِ لِتَسْبِيْحِهٖ وَتَكْبِيْرِهٖ وَتَهْلِيْلِهٖ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

”حضرت ابن شداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک اس مومن سے افضل کوئی نہیں ہے جس نے خدائے تعالیٰ کی تسبیح و تکبیر اور اس کی عبادت و تہلیل کیلئے اسلام میں زیادہ عمر پائی“۔

2- عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ قَالَ فَاَیُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَسَآءَ عَمَلُهٗ۔ (ترمذی)

”حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون آدمی بہت اچھا ہے؟ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل اچھے ہوں۔ پھر عرض کیا کہ کون آدمی بہت برا ہے؟ فرمایا جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل برے ہوں“۔

3- عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَ بِحَقِّهٖ وَوَضَعَهٗ فِیْ حَقِّهٖ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کہ (دنیا کا) مال سبز رنگین تر و تازہ اور لذیذ ہے تو جو شخص اس کو جائز طریقہ سے حاصل کرے اور جائز مصارف میں صرف کرے تو ایسا مال بہترین مددگار ہے“۔

4. عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا بَاْسَ بِالْغِنٰی لِمَنِ اتَّقَی اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقٰی خَيْرٌ مِّنَ الْغِنٰی وَطِيْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيْمِ۔

(مشکوٰۃ)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرے اس کے لئے مالدار ہونا کوئی حرج نہیں اور پرہیزگار آدمی کیلئے جسمانی تندرستی مالداری سے بہتر ہے اور خوش دلی بھی خدائے تعالیٰ کی نعمتوں میں سے (ایک عظیم نعمت) ہے“۔

5- عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ كَانَ الْمَالُ فِيْمَا مَضٰى يُكْرَهُ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَهُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ وَقَالَ لَوْلَا هٰذِهِ الدَّنَانِيْرُ لَتَمَنْدَلَ بِنَا هٰؤُلَاءِ الْمُلُوْكُ وَقَالَ مَنْ كَانَ فِيْ يَدِهٖ مِنْ هٰذِهٖ شَيْءٌ فَلْيُصْلِحْهُ فَاِنَّهٗ زَمَانٌ اِنِ احْتَاجَ كَانَ اَوَّلُ مَنْ يَّبْذُلُ دِيْنَهٗ وَقَالَ الْحَلَالُ لَا يَحْتَمِلُ الصَّرْفَ۔ (شرح السنہ، مشکوٰۃ)

''حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگلے زمانے میں مال کو برا سمجھا جاتا تھا لیکن آج کل مال مومن کی ڈھال ہے اور فرمایا اگر یہ زر و دینار ہمارے پاس نہ ہوتے تو یہ (ظاہر پرست) بادشاہ ہم لوگوں کو ذلیل و خوار سمجھتے۔ اور فرمایا کہ جس شخص کے پاس کچھ مال ہو اسے چاہئے کہ اسے ٹھیک سے رکھے (یعنی اس کے بڑھانے کی تدبیریں کرے) اس لئے کہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی محتاج ہو جائے گا تو وہی سب سے پہلے اپنے دین کو (دنیا کے عوض) بیچ ڈالیگا۔ اور فرمایا کہ حلال مال فضول خرچی میں ضائع نہیں ہوتا''۔

ریاکاری

1- عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ۔ (احمد)

''حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارے بارے میں جس چیز سے میں بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ شرک اصغر کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ ریا (یعنی دکھاوے کے لئے کام کرنا)''۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهٖ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ اَسَامِعَ[1] خَلْقِهٖ وَحَقَّرَهٗ وَ صَغَّرَهٗ۔ (بیہقی)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

---

[1] اسامع جمع السمع بضم المیم وھو جمع بفتح السین و سکون المیم ۱۲ منہ

فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کا چرچا کرے گا تو خدائے تعالیٰ اس کی (ریاکاری) لوگوں میں مشہور کردے گا اور اس کو ذلیل و رسوا کرے گا"۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰی فِی الْعَلَانِیَةِ فَاَحْسَنَ وَصَلّٰی فِی السِّرِّ فَاَحْسَنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی هٰذَا عَبْدِیْ حَقًّا۔

(ابن ماجہ)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بندہ نے جب علانیہ نماز پڑھی تو خوبی کے ساتھ پڑھی اور جب پوشیدہ طور پڑھی تو بھی خوبی کے ساتھ پڑھی تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے (یعنی ریاہ کاری نہیں کرتا)"۔

4- عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

"حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے دکھاوے کیلئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس شخص نے دکھاوے کیلئے روزہ رکھا تو اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ دیا تو اس نے شرک کیا"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ "کہ عملے کہ بریا کند شرک ست۔ نمایت آنکہ شرک جلی ست وخفی۔ شرک آشکارا بت پرستی کردن و مروائی کہ برائے غیر خدا عمل میکند نیز بت پرستی می کند لیکن پنہانی چنانکہ گفتہ اند کُلُّ مَا صَدَّكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ۔ (اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ ج۴ ص۲۵۰)

یعنی جو کام دکھاوے کیلئے کرے شرک ہے۔ خلاصہ یہ کہ شرک کی دو قسمیں ہیں جلی اور خفی بت پرستی کرنا کھلم کھلا شرک ہے (یہ شرک جلی ہے) اور ریاکاری جو کہ غیر خدا کیلئے عمل کرتا ہے وہ بھی پوشیدہ طور پر بت پرستی کرتا ہے (یعنی یہ شرک خفی ہے) جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو تجھے خدائے تعالیٰ سے روکے وہ تیرا بت ہے۔

تصویر سازی

1- عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَةُ بَیْتًا فِیْهِ کَلْبٌ وَّ تَصَاوِیْرُ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس گھر میں کتا یا تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے"۔

2 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ خدائے تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو جاندار کی تصویریں بناتے ہیں"۔

3- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَاِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهٗ حَتّٰی یَنْفُخَ فِیْهِ الرُّوْحَ وَلَیْسَ بِنَافِخٍ فِیْهَا اَبَدًا۔ (بخاری)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص (جاندار) کی تصویر بنائے گا تو خدائے تعالیٰ بالیقین اسے عذاب دے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی بنائی ہوئی تصویر میں جان ڈال دے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہ اس میں کبھی بھی جان نہیں ڈال سکے گا۔ (اس لئے عذاب کا مستحق ہونا یقینی ہے)"۔

4- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اُولٰٓئِكَ اِذَا مَاتَ فِیْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰی قَبْرِهٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِیْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ خَلْقِ اللّٰهِ۔ (مشکوٰۃ)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حبشہ کے لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی مر جاتا ہے تو وہ لوگ اس قبر پر عبادت

خانہ بنا لیتے ہیں پھر اس میں ان (نیک لوگوں کی) تصویر بناتے ہیں۔ یہ لوگ خدائے تعالیٰ کی بدترین مخلوق ہیں''۔

ضروری انتباہ

آج کل بہت سے جاہل گنوار صوفی کہلانے والے اور بزرگان کہلانے والے اور بزرگان دین سے جھوٹی محبت کا دعوٰی کرنے والے، حضرت غوثِ پاک، حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت محبوب الٰہی، حضرت صابر کلیری، حضرت کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی، حضرت تاج الدین ناگپوری، حضرت وارث علی شاہ اور دیگر اولیائے کرام و بزرگان دین رضی اللہ عنہم اجمعین کی تصویریں اپنے گھروں میں اور دوکانوں میں رکھتے ہیں یہ سخت ناجائز ہے اور گناہ ہے۔ اور بعض لوگ بزرگان کی تصویر کے سامنے ادب سے بیٹھ کر ان کا تصور کرتے ہیں اور یہ بت پرستی کے مشابہ ہے بلکہ اسلام میں بت پرستی کا دراز ہ کھولنا ہے جو سخت حرام اور ناجائز ہے۔

توقف وجلد بازی

1 عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْاَ نَاةُ مَنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔ (ترمذی)

''حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کاموں میں توقف کرنا یعنی جلد بازی نہ کرنا خدائے تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جلد بازی کرنا شیطان کی طرف سے ہے''۔

2- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْصِنِيْ فَقَالَ خُذِ الْاَمْرَ بِالتَّدْبِيْرِ فَاِنْ رَاَيْتَ فِيْ عَاقِبَتِهٖ خَيْرًا فَاَمْضِهٖ وَاِنْ خِفْتَ غَيًّا فَاَمْسِكْ۔ (شرح السنہ، مشکوٰۃ)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمایئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا کام خوب غور و فکر کے بعد کیا کرو اگر اس کا انجام اچھا نظر آئے تو کر ڈالو اور خرابی کا ڈر ہو تو مت کرو''۔

3- عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ الْاَعْمَشُ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا عَنِ النَّبِيِّ

ﷺ قَالَ التُّؤَدَةُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ خَیْرٌ اِلَّا فِیْ عَمَلِ الْاٰخِرَۃِ۔ (ابوداؤد)

''حضرت مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توقف کرنا ہر چیز میں بہتر ہے لیکن آخرت کے کام میں تاخیر بہتر نہیں''۔

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

1- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ٍ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔ (مسلم)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص کوئی بات خلاف شرع دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر ہاتھ سے روکنے کی قدرت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے بھی منع کرنے کی قدرت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے''۔

2- عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوْ مُنْکَرًا فَلَمْ یُغَیِّرُوْهُ یُوْشِكُ اَنْ یَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهٖ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ جب کوئی بات خلاف شرع دیکھیں اور اس کو نہ مٹائیں تو عنقریب خدائے تعالیٰ ان کو اپنے عذاب میں مبتلا کرے''۔

3- عَنِ الْعُرْسِ بْنِ عَمِیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِیْئَةُ فِی الْاَرْضِ مَنْ شَهِدَهَا فَکَرِهَهَا کَانَ کَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَ مَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِیَهَا کَانَ کَمَنْ شَهِدَهَا۔ (ابوداؤد)

''حضرت عرس بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کسی جگہ کوئی گناہ کیا جائے جو شخص وہاں حاضر ہو مگر اسے وہ ناپسند سمجھتا ہو تو وہ اس آدمی کے مثل ہے جو وہاں موجود نہیں۔ اور جو شخص وہاں موجود نہ ہو لیکن اس کو

پسند کرتا ہو تو وہ اس آدمی کی مثل ہے جو وہاں موجود ہو"۔

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ كَذَا وَ كَذَا بِاَهْلِهَا فَقَالَ يَا رَبِّ اِنَّ فِيْهِمْ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ اِقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ فَاِنَّ وَجْهَهٗ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيْ سَاعَةً قَطُّ۔ (بیہقی مشکوٰۃ)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو جو ایسا اور ایسا ہے اس کے باشندوں سمیت الٹ دو۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار ان باشندوں میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے ایک لمحہ بھی تیری نافرمانی نہیں کی ہے تو خدائے تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ مکرر حکم دیتا ہوں کہ اس پر اور کل باشندوں پر شہر کو الٹ دو اس لئے کہ اس کا چہرہ گناہوں کو دیکھ کر میری خوشنودی کیلئے ایک لمحہ بھی متغیر نہیں ہوا"۔

5- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَاَيْتُ لَيْلَةً اُسْرِىَ بِىْ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِكَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ يَنْسَوْنَ اَنْفُسَهُمْ۔ (شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے معراج کی شب دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی امت کے خطیب اور واعظ ہیں۔ جو لوگوں کو نیکی کی ہدایت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے۔ یعنی خود نیک کام نہ کرتے تھے"۔

6- عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِى النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهٗ فِى النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيْهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ اَىْ فُلَانُ مَا شَاْنُكَ لَيْسَ كُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

لَا اٰتِیْکُمْ وَ اَنْھَاکُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ اٰتِیْہِ۔ (بخاری، مسلم)

"حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو اس کی آنتیں فوراً پیٹ سے نکل کر آگ میں گر پڑیں گی پھر وہ انہیں پیسے گا یعنی ان کے گرد چکر کاٹے گا جیسے پن چکی کا گدھا آٹا پیستا ہے تو دوزخی یہ دیکھ کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے اے فلاں تیرا کیا حال ہے یعنی یہ تو کیا کر رہا ہے؟ کیا تو ہمیں نیک کام کرنے اور برے کام سے باز رہنے کا حکم دیتا تھا؟ وہ کہے گا ہاں میں تم کو نیک کام کا حکم دیتا تھا اور خود اس کو نہیں کرتا تھا اور برے کام سے تم کو روکتا تھا اور خود اس کو کرتا تھا"۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ

"ازیں جا معلوم شود کہ دیگراں را امر و نہی کردن و خود رابدان عمل نمودن موجب عذاب ست وایں بجہت عمل نہ نمودن ست نہ بجہت امر و نہی کردن کہ اگر ایں راہم نہ کند مستحق تر می گردد آنرا بہ ترک دو واجب"۔

یعنی اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ دوسروں کو امر و نہی کرنا اور خود اس پر عمل نہ کرنا موجب عذاب ہے۔ لیکن یہ عذاب عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے امر و نہی کی وجہ سے نہیں ہے اس لئے کہ اگر امر و نہی نہیں بھی کرے گا تو دو واجب ترک کرنے کے سبب اور زیادہ عذاب کا مستحق ہوگا۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۱۷۵)

اور اسی باب الامر بالمعروف کے شروع میں فرماتے ہیں:

کہ در وجوب امر بمعروف شرط نیست کہ آمر خود نیز فاعل باشد و بے آن نیز درست ست زیرا کہ امر کردن نفس خود واجب ست و امر کردن غیر واجبے دیگر۔ اگر یک واجب فوت شود ترک واجب دیگر جائز نہ باشد و آنکہ واقع شدہ کہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ (کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں) بر تقدیر تسلیم کہ درود آن در امر معروف و نہی منکر باشد مراد زجر و منع از نا کردن ست نہ از گفتن۔ اما شک نیست کہ اگر خود بکند بہتر ست چہ امر از کسیکہ خود متمثل نیست تاثیرے نہ کند۔

یعنی امر بالمعروف کے واجب ہونے میں خود آمر کا بھی عامل ہونا شرط نہیں ہے بلکہ بغیر عمل بھی امر بالمعروف جائز ہے اس لئے کہ اپنے آپ کو امر بالمعروف کرنا واجب ہے اور دوسرے کو امر بالمعروف کرنا دوسرا واجب ہے اگر ایک واجب فوت ہو جائے تو دوسرے واجب کو چھوڑنا ہرگز جائز نہ ہوگا اور وہ جو قرآن مجید پارہ ۲۹ میں لِمَ تقولون ما تفعلون آیا ہے اگر اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں تسلیم بھی کر لیا جائے تو عمل نہ کرنے پر زجر و توبیخ مراد ہے نہ کہ کہنے پر۔ ہاں اس میں شک نہیں ہے کہ اگر خود بھی عمل کرے تو بہتر ہے'' اس لئے کہ ایسے شخص کا امر بالمعروف کرنا اثر نہیں کرتا جو خود بے عمل ہے۔

انتباہ

امر بالمعروف کی چند صورتیں ہیں اگر غالب گمان ہو کہ نصیحت کو قبول کر لیں اور برائی سے رک جائیں تو ایسی صورت میں نصیحت کرنا واجب ہے خاموش رہنا جائز نہیں۔ اور اگر غالب گمان ہو کہ نصیحت کرنے پر لوگ برا بھلا کہیں گے یا مار پیٹ کریں گے جس سے دشمنی اور عداوت پیدا ہوگی تو ان صورتوں میں خاموش رہنا افضل ہے۔ اور اگر مار پیٹ پر صبر کر لے گا تو مجاہد ہے ایسے شخص کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں کوئی حرج نہیں اور اگر جانتا ہے کہ نصیحت کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں نصیحت کرے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۳۰۹ میں ہے: ذكر الفقيه في كتاب البستان ان الامر بالمعروف علي وجوه ان كان يعلم باكبر رايه انه لو امر بالمعروف يقبلون ذلك منه و يمتنعون عن المنكر فالامر واجب عليه و لا يسعه تركه و لو علم باكبر رايه انه لو امرهم بذلك قذفوه و شتموه فتركه افضل و كذلك لو علم انهم يضربوه و لا يصبر علي ذلك و يقع بينهم عداوة و يهيج منه قتال فتركه افضل و لو علم انهم لو ضربوه صبر علي ذلك و لا يشكوا الي احد فلا باس بان ينهي عن ذلك و هو مجاهد و لو علم انهم لا يقبلون منه و لا يخاف منه ضربا و لا شتما فهو بالخيار و الامر افضل كذا في المحيط۔

2- برائی دیکھنے والے پر لازم ہے کہ اس سے روکے اگرچہ وہ خود اس برائی میں مبتلا ہو اس

لئے کہ شرع نے برائی سے بچنا اور دوسرے کو اس سے روکنا یہ دونوں باتیں لازم کی ہیں تو برائی سے نہ بچنے پر روکنے سے بری الذمہ نہیں ہوگا جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۹ میں ہے: رجل رای منکرا وھذا الرائی ممن یرتکب ھذا المنکر یلزمہ ان ینھی عنہ لان الواجب علیہ ترک المنکر و النھی عنہ احدھما لا یسقط عند الاخر کذا فی خزانہ المفتیین و ھکذا فی الملتقط و المحیط۔

توکل

1- عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ کَفَاہُ۔ (ابن ماجہ)

”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرلے (اور اپنے تمام کاموں کو خدائے تعالیٰ کے سپرد کر دے) تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے کافی ہے“۔

2- عَنْ عُمَرَ وَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّکُمْ تَتَوَکَّلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ حَقَّ تَوَکُّلِہٖ لَرَزَقَکُمْ کَمَا یَرْزُقُ الطَّیْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَ تَرُوْحُ بِطَانًا۔ (ترمذی)

”حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم لوگ خدائے تعالیٰ پر توکل کرلو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح روزی دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس لوٹتے ہیں“۔

3- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ الزَّھَادَۃُ فِی الدُّنْیَا لَیْسَتْ بِتَحْرِیْمِ الْحَلَالِ وَ لَا بِاِضَاعَۃِ الْمَالِ وَ لٰکِنَّ الزَّھَادَۃَ فِی الدُّنْیَا اَنْ لَا تَکُوْنَ بِمَا فِیْ یَدَیْکَ اَوْثَقَ بِمَا فِیْ یَدِ اللّٰہِ۔ (ترمذی)

”حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال کو اپنے اوپر حرام کرلینے اور مال کو ضائع کر دینے کا نام ترک دنیا نہیں بلکہ دنیا سے بے رغبتی

ہے کہ جو کچھ (مال و دولت) تیرے ہاتھوں میں ہے اس پر بھروسہ نہ کر بلکہ اس پر بھروسہ کر جو خدائے تعالیٰ کی دستِ قدرت میں ہے"۔

4- عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَّلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ۔ (مسلم)

"حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا معاملہ عجیب ہے کہ اس کے ہر کام میں بھلائی ہے اور یہ شرف مومن کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہے اگر اسے خوشی کا موقع نصیب ہو اور اس پر خدائے تعالیٰ کا شکر بجالائے تو اس میں اس کیلئے بہتری ہے اور اگر کبھی مصیبت پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کیلئے بہتری ہے"۔

5- عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَعَادَةِ بْنِ اٰدَمَ رَضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ وَ مِنْ شِقَاوَةِ بْنِ اٰدَمَ تَرْكُهٗ اِسْتِخَارَةَ اللّٰهِ وَ مِنْ شِقَاوَةِ بْنِ اٰدَمَ سَخَطُهٗ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ۔ (احمد، ترمذی)

"حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی نیک بختی یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے مقدر کر دیا ہے اس پر راضی رہے، اور آدمی کی بدبختی یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ سے بھلائی مانگنا چھوڑ دے۔ اور آدمی کی بدبختی یہ بھی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے (اس کے بارے میں) جو کچھ مقدر فرمادیا ہے وہ اس پر آزردہ ہو"۔

نرمی، حیا اور حسنِ خلق

1- عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ۔ (مسلم شریف)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ مہربان ہے اور مہربانی کو پسند فرماتا ہے"۔

2- عَنْ جَرِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ يُّحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ۔ (مسلم)

"حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص نرمی

سے محروم کیا جاتا ہے وہ (دوسرے لفظوں میں) بھلائی سے محروم کیا جاتا ہے"۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَ الْاِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَ الْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ۔ (احمد، ترمذی)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ شرم وحیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان والا جنت میں جائے گا اور بے حیائی فحش گوئی برائی کا حصہ ہے اور برائی والا دوزخ میں جائے گا"۔

4- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ۔

(بخاری، مسلم)

"حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حیا کی ساری قسمیں بہتر ہیں"۔

5- عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِنَّ الْحَيَاءَ وَ الْاِيْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِيْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ۔ (بیہقی)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایمان اور حیا دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں تو جب ان میں سے ایک اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے"۔

6- عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ۔

(مؤطا، مشکوٰۃ)

"حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں حسن اخلاق کی (قدروں) کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں"۔

7- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔ (ابوداؤد)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمانوں میں کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں"۔

ہنسنا اور مسکرانا

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تُکْثِرِ الضِّحْکَ فَاِنَّ کَثْرَةَ الضِّحْکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ۔ (احمد، ترمذی)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ نہ ہنسو اس لئے کہ زیادہ ہنسا دل کو مردہ بنا دیتا ہے"۔

2- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَّلَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا۔ (بخاری شریف)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم لوگ ان حقیقتوں کو جان لو جنہیں میں جانتا ہوں تو تم بہت زیادہ روؤ اور کم ہنسو"۔

3- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِکًا حَتّٰی اَرٰی مِنْهُ لَهَوَاتِہٖ اِنَّمَا کَانَ یَتَبَسَّمُ۔ (بخاری)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسا کھل کر ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا کہ ان کا تالو نظر آجائے۔ آپ صرف تبسم فرمایا کرتے تھے"۔

……

فضائل سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام

1- عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۴۶۵)

”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا“۔

2 عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم خُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص۵۱۱)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ رسولوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا“۔

3- عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَاللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَاَنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنِهٖ۔ (شرح السنہ، مشکوٰۃ ص۵۱۳)

”حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خدائے تعالیٰ کے نزدیک اس وقت خاتم النبیین لکھا گیا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی میں تھے (یعنی ان کا پتلا اس وقت تک تیار نہیں ہوا تھا)۔

4- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص۵۱۲)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درمیان کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئی اور

میرے دونوں ہاتھوں پر رکھ دی گئی''۔

5- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ اُعْطِيْتُ مَالَمْ يُعْطَ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بَالرُّعْبِ وَ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ۔

(احمد الامن والعلی ص ۵۷)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے وہ عطا ہوا کہ جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ عطا ہوا تھا رعب سے میری مدد فرمائی گئی اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں''۔

6- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ اَوَّلُ مَنْ يَنْشَقَّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَ اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا اور سب سے پہلے ہی شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی''۔

7- عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ مُشَفَّعٍ وَّلَا فَخْرَ۔ (دارمی، مشکوٰۃ ۵۱۴)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی اور مجھے اس پر فخر نہیں''۔

8- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرِ۔ (دارمی، مشکوٰۃ ص ۵۱۴)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ عزت و بزرگی والا ہوں۔ اور مجھے اس پر فخر نہیں''۔

9۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ لَیْلَةٍ اِضْحِیَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرَ اِلٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاِلَی الْقَمَرِ وَعَلَیْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ۔ (ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ ۵۱۷)

”حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سرکار اقدس ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا تو کبھی حضور ﷺ کی طرف دیکھا اور کبھی چاند کی طرف۔ حضور ﷺ اس وقت سرخ لباس پہنے ہوئے تھے (آخر میں نے فیصلہ کیا) وہ چاند سے بڑھ کر حسین ہیں“۔

10۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَزْهَرُ اللَّوْنِ کَاَنَّ عَرَقَهُ اللُّؤْلُؤُ وَمَا مَسَسْتُ دِیْبَاجَةً وَّلَا حَرِیْرًا اَلْیَنُ مِنْ کَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَمِمْتُ مِسْکًا وَّلَا عَنْبَرَةً اَطْیَبَ مِنْ رَائِحَةِ النَّبِیِّ ﷺ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص 561)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا رنگ روشن اور چمک دار تھا اور حضور ﷺ کا پسینہ گویا موتی تھا اور کسی دیبا وریشم کے کپڑے کو میں نے حضور ﷺ کی مبارک ہتھیلیوں سے نرم نہیں پایا اور میں نے کوئی ایسا مشک وعنبر نہیں سونگھا جس کی خوشبو حضور ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو سے بڑھ کر ہو“۔

11۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یَسْلُكْ طَرِیْقًا فَیَتْبَعُهُ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهُ قَدْ سَلَكَهُ مِنْ طِیْبِ عَرَقِهِ اَوْقَالَ مِنْ رِیْحِ عَرَقِهِ۔ (دارمی، مشکوٰۃ 517)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی راستہ سے گزرتے پھر حضور ﷺ کے بعد جو بھی اس راستہ سے گزرتا۔ تو حضور ﷺ کے پسینہ کی خوشبو محسوس کر لیتا کہ حضور ﷺ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں“۔

انتباہ

1۔ حضور سید عالم ﷺ کا چہرہ اقدس ایسا روشن وتابناک تھا کہ بقول راویان حدیث کے

چہرے میں چاند وسورج تیرتے تھے۔ جس نے بحالت ایمان ایک بار چہرہ دیکھ لیا وہ صحابی ہوگیا جو نبوت کے بعد سب سے بڑا درجہ ہے۔

2- سر مبارک بڑا اور بزرگ تھا جس سے سطوت وعظمت ٹپکتی تھی اور جو خشیت الٰہی سے ہر وقت جھکا رہتا تھا۔

3- قد مبارک نہ زیادہ لمبا تھا اور نہ زیادہ چھوٹا۔ مگر انسانوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تو سب سے اونچے نظر آتے۔

4 جسم پاک نورانی تھا اس لئے اس کا سایہ نہ سورج کی روشنی میں پڑتا تھا اور نہ چاندنی میں۔ جسم پر مکھی کبھی نہیں بیٹھتی تھی۔

5- موئے مبارک کچھ بل کھائے ہوئے تھے جو اکثر کندھے تک لٹکتے رہتے تھے۔ اور جب کبھی چہرہ انور پر بکھر جاتے تو وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی کی تفسیر بن جاتے۔

6- داڑھی شریف گھنی تھی اور چہرہ انور اس کے گھیرے میں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آبنوسی رحل پر قرآن مجید رکھا ہو۔ ناک سڈول اور پتلی قدرے اٹھی ہوئی جو اچانک دیکھنے پر شعلہ نور معلوم ہوتی تھی۔

7- سینہ مبارک کشادہ تھا جس میں ناف تک بالوں کی ایک ہلکی تحریر تھی۔ شکم مبارک سطح سینہ کے برابر تھی جسے چار بار فرشتوں نے چاک کر کے علم وحکمت کا نور بھرا تھا۔ اسی کی شان میں اَلَمْ نَشْرَحْ کی آیت اتری۔

8- گردن شریف نہایت لطیف وشفاف بقول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ چاندی کی ڈھلی ہوئی تھی۔

9- پیشانی کشادہ اور صبح ازل کی طرح روشن تھی جسے لوگ چاند کا ٹکڑا کہتے تھے اور جو راتوں کو خدائے تعالیٰ کے حضور میں سجدہ ریز رہا کرتی تھی۔

10- گوش مبارک نہایت موزوں اور سب دور ونزدیک سے یکساں سنتے تھے۔ وحوش وطیور

کی بول چال اور شجر وحجر کی زبان حال سے باخبر تھے۔

11- دندان مبارک موتیوں سے زیادہ چمک دار جن سے مسکراتے وقت روشنی پھوٹ پڑتی تھی اور درودیوار چمک اٹھتے تھے۔

12- پشت مبارک ہموار اور سفید وشفاف تھی جیسے چاندی کی ڈھلی ہوئی جس پر شانوں (کندھوں) کے بیچ میں کبوتر کے انڈے کے برابر ابھری ہوئی مہر نبوت تھی۔

13- آنکھیں سیاہ سرمگیں اور پلکیں بڑی تھیں جو ہر وقت غیب کا مشاہدہ کرتی تھیں اور آگے پیچھے یکساں دیکھتی تھیں۔ ساری کائنات میں صرف انہیں آنکھوں نے خدائے پاک کو بے حجاب دیکھا تھا۔

14- دست مبارک کشادہ اور پر گوشت تھا جو مصافحہ کرتا اس کا ہاتھ معطر ہو جاتا انہی ہاتھوں کو خدائے تعالیٰ نے اپنا ہاتھ فرمایا تھا۔

15- انگلیاں لمبی اور بخشش وعطا کے لئے پھیلی ہوئی رہتی تھی۔ جن کے بیچ سے ضرورت کے وقت پانی کا چشمہ ابلنے لگتا تھا۔ اور جن کے اشارہ سے چاند کا سینہ شق ہوا اور ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔

16- پنڈلیاں ہموار اور شیشہ کی طرح لطیف وشفاف تھیں۔

17- کلائیاں قدرے لمبی اور گداز، رنگ نکھرا ہوا صاف وشفاف تھا۔

18- ابرو محراب حرم کی طرح کمانداز تھے جس سے مقام قاب قوسین کا راز آشکارا تھا۔

19- لب مبارک گل قدس کی پتیوں کی طرح پتلے پتلے اور گلاب کی پنکھڑیوں سے زیادہ نرم و نازک جن کی جنبش پر کارکنانِ قضاوقدر ہر وقت کان لگائے رہتے تھے۔

20- آواز انتہائی شیریں کہ دشمنوں کو بھی پیار آجائے اور اتنی بلند کہ فاران سے گونجے تو ساری دنیا میں پھیل جائے۔ رحمت وکرم کے موقع پر گل ولالہ کے جگر کی ٹھنڈک اور کبھی غیرت حق کو جلال آجائے تو پہاڑوں کے کلیجے دہل جائیں۔

21- گریہ مبارک سسکتی ہوئی دبی دبی آواز خشیت الٰہی کے غلبہ سے یہ کارامت کے غم میں رقت انگیز آیتیں پڑھ کر اور شبینہ دعاؤں میں بھیگی بھیگی پلکوں پر آنسوؤں کے جھلکتے ہوئے موتی۔

22- ہنسی انتہائی مسرت و شادمانی کے موقع پر لبوں پر صرف ایک ہلکا سا تبسم پھیل جاتا نور کی ایک کرن پھوٹتی اور در و دیوار روشن ہو جاتے اسی روشنی میں ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی سوئی تلاش کر لی تھی۔

23- پسینہ مبارک انتہائی خوشبودار اور عطر انگیز تھا۔ جدھر سے گزر جاتے فضا معطر ہو جاتی۔ بغل شریف کے پسینہ سے ایک دلہن معطر کی گئی تو پشت در پشت اس کی اولاد میں خوشبو کا اثر تھا۔

24- لعاب دہن زخمیوں اور بیماریوں کے لئے مرہم شفا تھا۔ کھاری کنویں اس کی برکت سے شیریں ہو جاتے۔ شیر خوار بچے کے منہ میں پڑ جاتا تو دن بھر ماں کے دودھ کے بغیر آسودہ رہتے۔ (ماخوذ از مدارج النبوۃ، شمائل ترمذی، نسیم الریاض، خصائص کبریٰ، جواہر البحار)

الغرض ان کے ہر مو پہ دائم درود
ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل کوئی نہیں

1- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْوِصَالِ فِی الصَّوْمِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِنَّكَ تُوَاصِلُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَیُّكُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ۔ (بخاری ص ۲۶۳ ج ۱، مسلم ص ۳۵۲، مشکوٰۃ ص ۱۷۵)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رات دن پے درپے روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض

کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو دن رات پے در پے روزہ رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری مثل تم میں کون ہے بیشک میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا پروردگار مجھے کھلاتا پلاتا ہے‘‘۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قولہ ﷺ انی ابیت یَطعِمُنِی ربی ویسقینی معناہ یَجعَلُ اللہ تعالٰی فِیَّ قُوَّۃَ الطاعم و الشارب۔ یعنی حضور ﷺ کے قول یطعمنی ربی ویسقینی کا مطلب ہے کہ خدائے تعالٰی مجھے وہ طاقت دیتا ہے جو اوروں کو کھا پی کر حاصل ہوتی ہے۔

2- عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ ﷺ وَاصَلَ فِیْ رَمَضَانَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَنَهَاهُمْ قِيْلَ لَهٗ اَنْتَ تَوَاصِلُ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّیْ اُطْعَمَ وَاُسْقٰی۔

(مسلم ص۳۵۱ ج۱)

’’حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ماہ رمضان میں رات دن پے در پے روزہ رکھا تو لوگوں نے بھی پے در پے روزہ رکھا تو حضور ﷺ نے لوگوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ عرض کیا گیا حضور ﷺ تو رات دن پے در پے روزہ رکھتے ہیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے مثل نہیں ہوں میں کھلایا اور پلایا جاتا ہوں‘‘۔

3- عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تُوَاصِلُوْ قَالُوْا اِنَّكَ تَوَاصِلُ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّیْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَيَسْقِيْنِیْ۔ (بخاری ص۱۰۸۴ ج۱)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کہ تم رات دن پے در پے روزہ مت رکھو۔ صحابہ نے عرض کیا حضور ﷺ تو رات دن پے در پے روزہ رکھتے ہیں۔ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے مثل ہرگز نہیں ہوں۔ بیشک میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے‘‘۔

انتباہ

حضور سید عالم ﷺ کو اپنے مثل بشر نہیں کہنا چاہئے اس لئے کہ انبیائے سابقین علیہم السلام کو ان کے زمانے کے کفار اپنے مثل بشر کہا کرتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا۔ (سورۃ ھود آیت ۲۷)

”اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں“۔ (ترجمہ کنز الایمان)

یعنی نوح علیہ السلام کی قوم کے کافروں نے کہا کہ ہم تمہیں اپنی ہی مثل بشر سمجھتے ہیں۔ اور ایک اور مقام پر فرمایا:

قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ (سورہ ابراہیم: ۱۰)

”بولے تم تو ہمی جیسے آدمی ہو“۔ (ترجمہ کنز الایمان)

یہاں کافروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم ہماری ہی مثل ہو۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَمَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ (سورہ شعراء: ۱۸۶)

”تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی“۔ (ترجمہ کنز الایمان)

یہاں کافروں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ تم ہماری ہی مثل بشر ہو۔ پارہ ۱۹ میں ہے:

وَمَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ (سورہ شعراء: ۱۸۶)

”تم ہمیں جیسے آدمی ہو“۔ (ترجمہ کنز الایمان)

یہاں کافروں نے شعیب علیہ السلام سے کہا تم ہماری ہی مثل بشر ہو۔

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو از راہِ توہین اپنے مثل بشر کہنا کافروں کا شیوہ ہے۔

معراج

1- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ تعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِیْتُ بِالْبُرَاقِ وَ هُوَ دَابَّةٌ اَبْیَضُ طَوِیْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَ دُوْنَ الْبَغَلِ یَضَعُ حَافِرَهٗ عِنْدَ مُنْتَهٰی طَرْفِهٖ قَالَ فَرِكِبْتُهٗ حَتّٰی اَتَیْتُ بَیْتَ الْمُقَدَّسِ قَالَ فَرَبَطْتُّهٗ بِالْحَلَقَةِ الَّتِیْ یَرْبِطُ بِهِ الْاَنْبِیَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّیْتُ فِیْهِ رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَ لِیْ جِبْرِیْلُ بِاِنَاءٍ مَنْ خَمْرٍ وَ اِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَاَخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ اِخْتَرْتُ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَی السَّمَاءِ فَاسْفَتَحَ جِبْرِیْلُ فَقِیْلَ مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ جِبْرِیْلَ قِیْلَ وَ مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَیْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَیْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاٰدَمَ فَرَحَّبَ بِیْ وَ دَعَالِیْ بِخَیْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَی السَّمَاءِ الثَّانِیَةِ فَاسْفَتَحَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقِیْلَ مَنْ اَلْتَ؟ قَالَ جِبْرِیْلُ قِیْلَ وَ مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَ قَدْ بُعِثَ اِلَیْهَ قَالَ قَدْ بعِثَ اِلَیْهِ قَالَ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاِبْنِی الْخَالَةِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ وَ یَحْیٰی بِن زَكَرِیَّا علیه السلام فَرَحَّبَا وَ دَعَوَالِیْ بِخَیْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَی السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِیْلُ فَقِیْلَ مَنْ اَنْتَ قَالَ جِبْرِیْلَ قِیْلَ وَ مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَ قَدْ بُعِثَ اِلَیْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَیْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِیُوْسُفَ علیه السلام وَ اِذَا هُوَ قَدْ اُعْطِیَ شَطْرَ الْحُسْنِ قَالَ فَرَحَّبَ لِیْ وَ دَعَا لِیْ بِخَیْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَی السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مہحَمَّدٌ قِیْلَ وَ قَدْ بُعِثَ عَلَیْهِ قَالَ قَدْ بَعِثَ اِلَیْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا بِاِدْرِیْسَ علیه السلام فَرَحَّبَ وَ دَعَا لِیْ بِخَیْرٍ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِیًّا ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَی السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِیْلُ

فَقِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَ مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِهٰرُوْنَ عليه السلام فَرَحَّبَ وَ دَعَا لِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَ مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَ قَدْ بُعِثَ قَالَ قد بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى عليه السلام فَرَحَّبَ وَ دَعَا لِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَ مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِيْمَ عليه السلام مُسْنِدٌ ظَهْرَهٗ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَ اِذَا هُوَ يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ اِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيْلَةِ وَ اِذْ اَثْمُرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا اَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَاَوْحٰى اِلَيَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى عليه الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلَاةٌ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ لِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ سَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ لِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ سَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ رَبِّيْ وَ بَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلَاةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا

كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّىْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ۔ (مسلم)

’’حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ایک براق لایا گیا۔ یہ ایک سفید رنگ کا جانور تھا جس کا قد گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا اس کا قدم اس مقام پر پڑتا تھا جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس پر سوار ہوا یہاں تک کہ بیت المقدس میں آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیائے کرام ؑ اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر میں باہر نکلا تو جبریل میرے پاس ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ دودھ کا لائے۔ میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ جبریل نے کہا کہ آپ نے فطرت (اسلام) کو اختیار کر لیا۔ پھر جبریل مجھ کو آسمان کی طرف لے چلے۔ جبریل نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے کہا تو پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا سرکار مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے فرمایا کہ (ہاں) بلایا گیا ہے۔ پھر آسمان کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا تو میں نے آدم ؑ کو دیکھا انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے چلے۔ انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے کہا تو پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ فرمایا سرکار مصطفیٰ ﷺ ہیں پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکار مصطفیٰ ﷺ ہیں پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر آسمان کا دروازہ ہمارے لئے

کھول دیا گیا تو میں نے دو خالہ زاد بھائیوں یعنی عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو دیکھا تو انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے چلے۔ انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے کہا تو پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں جبریل ہوں، پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا سرکار مصطفیٰ ﷺ پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے پھر آسمان ہمارے لئے کھول دیا گیا وہاں مجھے یوسف علیہ السلام نظر آئے جنہیں (سارے جہاں کا) آدھا حسن عطا فرمایا گیا ہے انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل مجھے چوتھے آسمان کی طرف لے چلے تو جبریل علیہ السلام نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے کہا۔ پوچھا گیا: یہ کون ہے؟ فرمایا: میں جبریل ہوں کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: سرکارِ مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا: (ہاں) بلایا گیا ہے تو آسمان کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا تو میں نے ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو انہوں نے مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی جن کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا۔ پھر جبریل مجھے پانچویں آسمان کی طرف لے چلے تو انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے فرمایا تو پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا میں جبریل ہوں۔ پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکار مصطفیٰ ﷺ ہیں پھر کہا گیا اور ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے۔ تو ہمارے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا تو اچانک مجھ کو ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر آئے مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل ہم کو چھٹے آسمان کی طرف لے چلے انہوں نے آسمان کا دروازہ کھولنے کیلئے کہا پوچھا گیا یہ کون ہے؟ فرمایا میں جبریل ہوں پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکارِ مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ پھر کہا گیا اور ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے۔ تو آسمان کا

دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا تو میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مرحبا فرمایا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔ پھر جبریل ہمیں ساتویں آسمان کی طرف لے چلے تو انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے کہا تو پوچھا گیا یہ کون ہے؟ فرمایا جبریل ہوں پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر پوچھا گیا اور ان کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے۔ تو ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جو بیت المعمور سے اپنی پیٹھ کی ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار ایسے فرشتے داخل ہوتے ہیں جو دوبارہ نہیں آتے (یعنی روز نئے نئے فرشتے آتے ہیں) پھر مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ پر لے گئے اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے مثل ہیں اور اس کے پھل بڑے مٹکوں کے مانند ہیں تو جب سدرۃ المنتہیٰ کو خدائے تعالیٰ کے حکم سے ایک چیز نے ڈھانپ لیا تو اس کا رنگ بدل گیا خدائے تعالیٰ کی مخلوقات میں سے کوئی اس کی خوبصورتی بیان کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا پھر خدائے تعالیٰ نے میری جانب وحی فرمائی جو کچھ وحی فرمائی پھر اس نے رات اور دن میں پچاس نمازیں میرے اوپر فرض فرمائیں۔ میں واپسی میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پوچھا آپ کے پروردگار نے آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ میں نے کہا دن رات میں پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے پروردگار کے پاس جا کر تخفیف کی درخواست پیش کریں اس لئے کہ آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی۔ میں نے بنی اسرائیل کی آزمائش کی ہے اور اس کا امتحان لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میں نے واپس جا کر عرض کیا اے میرے پروردگار میری امت پر آسانی فرما تو خدائے تعالیٰ نے میری امت سے پانچ نمازیں کم کر دیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور [illegible] سے پانچ نمازیں کم کر دی گئیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی امت ان [illegible] طاقت نہیں رکھتی آپ پھر اپنے پروردگار کے پاس جا کر تخفیف چاہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے

پروردگار اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا اور نماز کی تخفیف کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ یہ رات اور دن کی کل پانچ نمازیں ہیں، ہر نماز کیلئے دس نمازوں کا ثواب ہے تو وہ پانچ نمازیں ثواب میں پچاس نمازوں کے برابر ہیں جس شخص نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس کو نہ کیا تو صرف ارادہ ہی سے اس کیلئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر کر لیا تو اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص برے کام کا ارادہ کرے اور اس کو نہ کرے تو کچھ نہیں لکھا جاتا اور کرے تو اس کیلئے ایک برائی لکھی جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کے بعد میں اتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو ان کو حقیقت حال سے آگاہ کیا انہوں نے کہا اپنے رب کے پاس جا کر تخفیف چاہیں تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں اپنے رب کے پاس (نماز کی تخفیف کیلئے) اتنی بار حاضر ہوا کہ اب مجھ کو وہاں جاتے ہوئے شرم آتی ہے"۔

2- عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَ اَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ۔ (بخاری، مسلم مشکوٰۃ)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب قریش نے (واقعہ معراج کی بابت) میری تکذیب کی تو میں (ان کو سوالات کا جواب دینے کیلئے) مقامِ حجر میں کھڑا ہوا تو خدائے تعالیٰ نے بیت المقدس کو میری نگاہوں کے سامنے کر دیا میں بیت المقدس کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی نشانیوں کے بارے میں قریش کے سوالات کا جواب دے رہا تھا"۔

انتباہ

1- حضور ﷺ کو جاگتے میں معراج جسمانی ہوئی تھی اس لئے کہ اگر معراج منامی یا روحانی

ہوتی تو کفار قریش حضور ﷺ کو ہرگز نہ جھٹلاتے اور نہ بعض ضعیف الایمان مسلمان مرتد ہوتے۔ شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۵ میں ہے۔ ان المعراج فی المنام او بالروح لیس مما نکر کل الانکار و الکفرة انکروا امر المعرج غایةُ الانکار بل کثیر من المسلمین قد ارتدوا بسبب ذلک اھ۔

2- حضور سید عالم ﷺ کو جاگتے میں جسمانی معراج ہونا برحق ہے۔ مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک سیر کا انکار کرنے والا کافر ہے اور آسمان کی سیر کا انکار کرنے والا گمراہ بد دین ہے۔ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۵۲۷ میں ہے۔ اسراء از مسجد حرام ست تا مسجد اقصیٰ و معراج از مسجد اقصیٰ ست تا آسمان و اسراء ثابت ست بہ نص قرآن و منکر آں کافر ست و معراج با حادیث مشہورہ کہ منکراں ضال و مبتدع ست۔ یعنی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اسراء ہے اور مسجد اقصیٰ سے آسمان تک معراج ہے۔ اسراء نص قرآنی سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے اور معراج احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ اور بد دین اور شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۰ میں ہے۔ المعراج لرسول اللّٰہ علیہ الصلوٰة و السلام فی الیقظةِ بشخصہ الی السماء ثم الی مشاء اللّٰہ تعالیٰ من العلی حق ای ثابت بالخبر المشہور حتی انہ منکرہ یکون مبتدعا۔ یعنی حالت بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ آسمان اور اس کے اوپر جہاں تک خدائے تعالیٰ نے چاہا سرکار اقدس ﷺ کا تشریف لے جانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا بد دین ہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۱ پر ہے۔ الاسراء و ہو من المسجد الحرام الی بیت المقدس قطعی ثبت بالکتاب و المعراج من الارض الی السماء مشہور۔ یعنی مسجد حرام سے بیت المقدس تک رات میں سیر فرمانا قطعی ہے قرآن مجید سے ثابت ہے (اس کا منکر گمراہ ہے) اور زمین سے آسمان تک سیر فرمانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔ (اس کا منکر گمراہ ہے) اور سید الفقہاء حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان المعراج الی المسجد الاقصی

قطعی ثابت بالکتاب و الی سماء الدنیا ثابت بالخبر المشهر و الی مافوقه من السموت ثابت بالاحاد فمنکر الاول کافر البتة و منکر الثانی مبتدع مضل و منکر الثالث فاسق۔ یعنی مسجد اقصیٰ تک معراج قطعی ہے قرآن سے ثابت ہے اور آسمان دنیا تک حدیث مشہور سے ثابت ہے۔ اور آسمانوں سے اوپر تک آحاد سے ثابت ہے تو پہلے کا منکر قطعی کافر ہے اور ثانی کا بددین گمراہ ہے اور تیسرے کا منکر فاسق ہے۔ (تفسیرات احمدیہ صفحہ ۳۲۸)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ ایک بار خواب میں کئی بار معراج ہوئی۔ اشعۃ اللمعات جلد۴ صفحہ ۵۲۷ میں ہے: مختلف آمدہ است واقوال علماء دریں باب کہ درخواب بود یا در بیداری و یک بار بود یا بارہا۔ صحیح ومختار جمہور آن ست کہ بارہا بود یک بار در بیداری بود و بارہائے دیگر درخواب۔ یعنی معراج خواب میں ہوئی تھی یا بیداری میں۔ اور ایک بار ہوئی تھی یا بار بار؟ اس باب میں علماء کے اقوال مختلف ہے۔ صحیح اور جمہور علماء کا مختار یہ ہے کہ معراج کئی بار ہوئی تھی ایک بار بیداری میں اور کئی بار خواب میں۔

پھر دو سطر کے بعد فرمایا کہ تحقیق، آن ست کہ یکبار در یقظہ بود بجسد شریف از مسجد حرام تا مسجد اقصیٰ واز آنجا تا آسمان کا ز آسمان تا آنجا کہ خدا خوست اگر در منام بودے باعث ایں ہمہ فتنہ وغوغائی شد و باعث اختلاف وارتدادنمی گشت۔ یعنی تحقیق یہ ہے کہ معراج ایک بار حالت بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ ہوئی۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمان تک اور آسمان سے جہاں تک خدائے تعالیٰ نے چاہا۔ اگر واقعہ معراج خواب میں ہوتا تو اس قدر فتنہ وفساد شور وغوغا کا باعث نہ ہوتا اور کافروں کے جھگڑنے اور بعض مسلمانوں کے مرتد ہونے کا سبب نہ ہوتا۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ ۵۲۷ جلد۴)

اور تفسیر خازن جلد رابع صفحہ ۱۳۴ میں ہے:

الحق الذی علیه اکثر الناس و معظم السلف و عامة الخلف من المتاخرین من الفقها و المحدثین و المتکلمین انه اسری بروحه و

جسدہ ﷺ۔

"یعنی حق وہی ہے کہ جس پر کثیر صحابہ اکابر تابعین اور عامہ متاخرین فقہا محدثین اور متکلمین ہیں کہ سرکار اقدس ﷺ کو روح اور جسم کے ساتھ معراج ہوئی۔ ﷺ۔

اور حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الاصح انه كان فی الیقظة و كان بجسده مع روحه و علیه اهل السنة و الجماعة فمن قال انه بالروح فقط او فی النوم فقط فمبتدع ضال مضل فاسق۔ (تفسیر احمدیہ صفحہ ۲۳۰)

"صحیح یہ ہے کہ معراج جیتے جاگتے میں جسم اطہر کے ساتھ مع روح کے ہوئی۔ اہل سنت و جماعت کا یہی مسلک ہے۔ تو جس نے کہا کہ معراج صرف روح کے ساتھ ہوئی یا صرف خواب میں ہوئی تو وہ بددین، گمراہ، گمراہ گو اور فاسق ہے"۔

معجزات

1- **عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَالُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَأَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا۔** (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۴)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ مکہ والوں نے حضرت سید عالم ﷺ سے کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو سرکار اقدس ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے فرما کر انہیں دکھادیا یہاں تک کہ مکہ والوں نے حرا پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا"۔

2- **عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَ فِرْقَةً دُوْنَهٗ۔** (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۴)

"حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا پہاڑ سے اوپر تھا اور دوسرا ٹکڑا اس

کے نیچے"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا انشقاق قمر بہ تحقیق واقع شدہ مرآں حضرت راﷺ و روایت کردہ اند آں را جمعے کثیر از صحابہ و تابعین و روایت کردہ انداز ایشاں جم غفیر از ائمہ حدیث۔ و مفسران اجماع دارند کہ مراد در آیت کریمہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ہمیں انشقاق ست کہ معجزہ آں حضرت واقع شدنہ آنکہ در قیامت واقع شود وسیاق آیت کریمہ کہ فرمودہ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔ دلالت وارد برآں۔

یعنی حضور سید عالم ﷺ کے لیے چاند کا دو ٹکڑے ہونا یقیناً واقع ہے جس کو صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کثیر جماعت نے بیان کیا ہے اور پھر ان سے محدثین کے جمِ غفیر نے روایت کیا ہے۔ اور مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ آیت کریمہ اِقْتَرَبَتُ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ میں یہی چاند کا دو ٹکڑے ہونا مراد ہے جو حضور ﷺ کا معجزہ واقع ہوا وہ انشقاق مراد نہیں ہے جو قرب قیامت میں واقع ہوگا اور اسی سے متصل دوسری آیت کریمہ وَ اِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔ اسی مضمون کو بتاتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاند کو دو ٹکڑے کیا ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۵۱۸)

3- عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنَّهٗ ﷺ كَانَ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَ رَاسُهٗ فِيْ حِجْرِ عَلِيٍّ فَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَصَلَّيْتَ يَا عَلِيُّ قَالَ لَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ فِيْ طَاعَتِكَ وَ طَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَرَاَيْتُهَا غَرَبَتْ ثُمَّ رَاَيْتُهَا طَلَعَتْ وَ وَقَفَتْ عَلَى الْجِبَالِ وَ الْاَرْضِ وَ ذٰلِكَ بِالصَّهْبَاءِ فِيْ خَيْبَرَ۔ (شفا مع نسیم الریاض جلد ۳، صفحہ ۱۰)

"حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ پر اس حال میں وحی نازل ہو رہی تھی کہ آپ کا مبارک سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ (عصر کی) نماز نہیں پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ بعدہ حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے علی! کیا تم نے نماز پڑھی؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی۔ یا الٰہ العٰلمین علی تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری میں تھے (اس لئے ان کی نماز عصر قضا ہو گئی) لہٰذا تو ان کیلئے سورج کو لوٹا دے۔ حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سورج ڈوب گیا تھا پھر (دعائے نبوی کے بعد) میں نے دیکھا تو وہ طلوع ہو گیا اور اس کی کرنیں پہاڑوں اور زمینوں پر پھیل گئیں۔ یہ واقعہ مقام صہبا میں پیش آیا جو خیبر سے قریب ہے۔

4- عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ الشَّمْسَ فَتَاَخَّرَتْ سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ رواه الطبرانی فی معجمة الاواسط بسند حسن۔

(طبرانی شرح الشفا للملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری مع نسیم الریاض، جلد ۳، صفحہ ۱۳)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورج کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے رک جائے وہ فوراً رک گیا''۔

5- عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا خَطَبَ اِسْتَنَدَ اِلٰی جِذْعِ نَخْلَةٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَهٗ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوٰی عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِیْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰی كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَاَنُّ اَنِيْنَ الصَّبِیِّ الَّذِیْ يُسَكَّتُ حَتّٰی اسْتَقَرَّتْ۔ (بخاری شریف، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۶)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں خطبہ پڑھتے تو کھجور کے اس تنا پر جو ستون (کھمبا) کے طور پر مسجد میں کھڑا تھا کمر لگا لیتے پھر جب منبر تیار ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خطبہ پڑھنے کیلئے رونق افروز ہوئے تو وہ ستون جس سے ٹیک لگا کر آپ خطبہ فرمایا کرتے تھے فراق نبی میں چیخ اٹھا اور قریب تھا کہ وہ شدتِ اضطراب سے پھٹ جائے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے یہاں تک کہ اس

ستون کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا پھر اس ستون نے اس بچہ کی طرح رونا اور بلبلانا شروع کیا جس کو تسلی دے کر خاموش کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس ستون کو قرار حاصل ہوا"۔

6- عَنِ ابْنِ عُمرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَاَقْبَلَ اَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنَا قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ وَمَنْ يَشْهَدُ عَلٰى مَا تَقُوْلُ قَالَ هٰذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلٰثًا اَنَّهٗ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَنْبَتِهَا۔ (دارمی، مشکوٰۃ ۵۴۱)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو آپ نے اس سے فرمایا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ دیہاتی نے کہا آپ کی باتوں پر میرے سوا اور کون گواہی دے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ببول کا درخت گواہی دے گا۔ یہ فرما کر آپ نے اس درخت کو بلایا۔ آپ وادی کے کنارے تھے۔ وہ درخت زمین کو پھاڑتا ہوا چلا یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے تین بار گواہی لی کہ حقیقت میں ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا اس کے بعد وہ درخت اپنی جگہ پر واپس چلا گیا"۔

7- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ يَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِيُّ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۱)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دیہاتی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیونکر میں یقین کروں کہ آپ سچے نبی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجور کے اس خوشہ کو میں بلاؤں اور وہ میرے پاس آ کر اس بات کی گواہی دے کہ میں خدائے تعالیٰ کا رسول ہوں جب تجھے یقین آجائے گا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشہ کو بلایا تو وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس خوشہ کو بلایا تو وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے قریب زمین پر آ کر گرا پھر آپ نے فرمایا کہ واپس چلا جا تو وہ خوشہ واپس چلا گیا یہ دیکھ کر وہ اعرابی مسلمان ہوگیا''۔

8- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرْكَةً وَ اَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اُطْلُبُوْا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ فَجَاءُوْا بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارِكِ وَالْبَرْكَةُ مِنَ اللّٰهِ وَ لَقَدْ رَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (بخاری صفحہ ۵۰۵ جلد ۱، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۸)

''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم تو معجزات کو باعث برکت سمجھتے تھے اور تم ان کو تخفیف کا باعث سمجھتے ہو ہم ایک سفر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ پانی کم ہوگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھوڑا سا بچا ہوا پانی تلاش کر لاؤ۔ تو لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقدس ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور اس کے بعد فرمایا کہ برکت والے پانی کے پاس آؤ اور برکت خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے پس میں نے قطعی طور پر دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس انگلیوں کی گھائیوں سے پانی ابل رہا ہے''۔

9- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّاَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهٗ قَالَ مَا لَكُمْ قَالُوْا لَيْسَ

عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَ لَا نَشْرَبُ اِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَثُوْرُ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً۔

(بخاری صفحہ ۵۰۵ جلد ۱، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۲)

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا۔ تو لوگ آپ کی جانب دوڑے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کیلئے پانی نہیں مگر صرف یہی جو آپ کے سامنے ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دست مبارک اسی پیالہ میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت سالم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ آپ حضرات کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا (اس وقت) تو ہماری تعداد پندرہ سو تھی''۔

10- عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِاِنَاءٍ وَ هُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلٰثَ مِائَةٍ اَوْ زُهَاءَ ثَلٰثِ مِائَةٍ۔ (بخاری، ۵۰۴ جلد ۱، مشکوٰۃ ۵۳۷)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا ایک برتن لایا گیا حضور اس وقت مقام زوراء میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے مقدس ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا تو پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے ابلنے لگا جس سے تمام لوگوں نے وضو کیا حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا کہ اس وقت آپ کتنے تھے؟ انہوں نے فرمایا تین سو یا تین سو کے قریب''۔

11- عَنْ عَلِيّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ بِمَکَّةَ فَخَرَجْنَا فِیْ بَعْضِ نَوَاحِیْهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَ هُوَ یَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۰)

”حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مکہ میں تھا۔ پھر سرکارِ اقدس ﷺ اور ہم مکہ شریف کے گرد و نواح میں گئے تو جس پہاڑ اور درخت کا بھی سامنا ہوتا تھا وہ عرض کرتا السلام علیک یا رسول اللہ“۔

12- عَنْ جَابِرٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی نَزَلْنَا وَادِیًا اَفْیَحَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقْضِیْ حَاجَتَهٗ فَلَمْ یَرَ شَیْئًا یَسْتَتِرُ بِهٖ وَ اِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِیِّ الْوَادِیْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی اِحْدٰهُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَانْقَادَتْ مَعَهٗ کَالْبَعِیْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِیْ یُصَانِعُ قَائِدَهٗ حَتّٰی اَتَی الشَّجَرَةَ الْاُخْرٰی فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ کَذٰلِكَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِالْمَنْصَفِ فَمَا بَیْنَهُمَا قَالَ الْتَئِمَا عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَئَمَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِیْ فَحَانَتْ مِنِّیْ لَفْتَةٌ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُقْبِلًا وَ اِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ کُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عَلٰی سَاقٍ۔

(مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۳)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جا رہے تھے کہ ایک بے آب و گیاہ وادی یعنی میدان میں اترے۔ حضور ﷺ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے لیکن پردہ کی کوئی جگہ آپ کو نہ ملی۔ اچانک آپ کی نظر اس وادی کے کنارے دو درختوں پر پڑی حضور ﷺ ان میں سے ایک کے پاس گئے اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر (درخت سے) فرمایا کہ بحکم خدا میرے ساتھ چل تو وہ درخت اس اونٹ کی طرح چل پڑا جس کی ناک میں نکیل بندھی رہتی ہے اور اپنے ساربان کی

اطاعت کرتا ہے یہاں تک کہ حضور ﷺ اس دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی شاخ پکڑ کر فرمایا اے (درخت) تو بھی بحکم الٰہی میرے ساتھ چل تو وہ بھی پہلے درخت کی طرح حضور ﷺ کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ حضور ﷺ ان درختوں کے درمیان کی جگہ میں پہنچے تو فرمایا کہ (اے درختو) تم دونوں بحکم الٰہی آپس میں مل کر میرے لئے پردہ بن جاؤ تو دونوں ایک دوسرے سے مل گئے (اور حضور نے) ان درختوں کی آڑ میں قضائے حاجت فرمائی۔ حضرت جابر کا بیان ہے کہ اس عجیب واقعہ کو دیکھ کر میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ میری نگاہ اٹھی اچانک میں نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ واپس تشریف لا رہے ہیں اور دیکھا کہ دفعۃً وہ دونوں درخت جدا ہو کر چلے اور اپنے تنے پر کھڑے ہو گئے"۔

انتباہ

1- انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے دعوائے نبوت کی تائید میں جو بات خلافِ عادت ظاہر ہو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ حضرت میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **المعجزۃ امر خارق للمعادۃ داعیۃ الی الخیر و السعادۃ مقرونۃ بدعوی النبوۃ قصد بہ اظہار صدق من ادعی ان رسول من اللہ۔** (التعریفات ۱۹۵)

2- حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کا مطلقاً انکار کرنے والا کافر، ملحد اور زندیق ہے۔

3- جو معجزہ دلیل قطعی سے ثابت ہو جیسے معراج کی رات میں سید عالم ﷺ کا مسجد حرام سے مسجد اقصٰی تک کی سیر فرمانا اس پر ایمان لانا فرض ہے اس کا منکر کافر ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۴، صفحہ ۵۲۷)

4- جو معجزہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہو جیسے "سرکارِ اقدس ﷺ کا معراج کی رات میں آسمانوں کی سیر فرمانا" اس کا ماننا لازم وضروری ہے اور اس کا منکر گمراہ بدمذہب ہے۔

(تفسیر احمدیہ صفحہ ۳۲۸)

5- جو معجزہ خبرِ واحد سے ثابت ہو خواہ علیٰ وجہ القوۃ یا علیٰ وجہ الضعف فضائل میں وہ بھی معتبر ہے۔

6- انبیائے کرام علیہم السلام سے قبل اظہار نبوت جو بات خرقِ عادت کے طور پر صادر ہوا سے ارہاص کہتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خوارق عادت کہ پیش از ظہور نبوت ظاہر شد آں را ارہاصات گویند۔ (اشعۃ اللمعات جلد۴، صفحہ ۵۴۱)

کرامت

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بَعَثَ جَیْشًا وَ اَمَّرَ عَلَیْھِمْ رَجُلًا یُدْعٰی سَارِیَۃُ فَبَیْنَمَا عُمَرُ یَخْطُبُ فَجَعَلَ یَصِیْحُ یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِنَ الْجَیْشِ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَقِیْنَا عَدُوَّنَا فَھَزَمُوْنَا فَاِذَا بِصَائِحٍ یَصِیْحُ یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُھُوْرَنَا اِلَی الْجَبَلِ فَھَزَمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ (بیہقی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۶)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر (نہاوند کی طرف) بھیجا اور اس لشکر پر ایک مرد کو سپہ سالار مقرر فرمایا جن کو ساریہ کہا جاتا تھا۔ تو (ایک روز) جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (مدینہ شریف میں) خطبہ پڑھ رہے تھے یکا یک آپ بلند آواز میں فرمانے لگے اے ساریہ! پہاڑ کی پناہ لو۔ چند روز کے بعد لشکر سے ایک قاصد آیا تو اس نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین! ہمارے دشمن نے ہم پر حملہ کیا تو اس نے عرض کیا۔ انے امیر المؤمنین! ہمارے دشمن نے ہم کو شکست دی پھر اچانک ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی کہ اے ساریہ! پہاڑ کی پناہ لو تو ہم نے پہاڑ کی طرف اپنی پشت کر لی (اور دشمن سے لڑے) پھر خدائے تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی“۔

2- عَنِ ابْنِ الْمُنْکَدِرِ اَنَّ سَفِیْنَۃَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْطَأَ الْجَیْشَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ اَوْ اُسِرَ فَانْطَلَقَ ھَارِبًا یَلْتَمِسُ الْجَیْشَ فَاِذَا ھُوَ بِالْاَسَدِ فَقَالَ یَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کَانَ مِنْ اَمْرِیْ

كَيْتَ وَ كَيْتَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَهٗ بَصْبَصَةٌ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جَنْبِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا اَهْوٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ يَمْشِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْاَسَدُ۔ (مشکوۃ صفحہ ۵۴۵)

”حضرت ابن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام تھے (ایک مرتبہ) سرزمین روم میں اسلامی لشکر (تک پہنچنے) کا راستہ بھول گئے۔ یا قید کر دیئے گئے تھے تو اسلامی لشکر کی تلاش میں نکل بھاگے۔ اچانک ایک شیر سے ان کا سامنا ہو گیا تو آپ نے شیر سے فرمایا اے ابو حارث! میں سرکار اقدس ﷺ کا غلام ہوں میرے ساتھ ایسا ایسا واقعہ پیش آیا ہے تو شیر (کتے کی طرح) دم ہلاتا ہوا قریب آ کر حضرت سفینہ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا (اور ساتھ ساتھ چلتا رہا) جب شیر کسی چیز کی آواز سنتا تو اس طرف دوڑ پڑتا پھر واپس آ کر ان کے پہلو میں چلنے لگتا یہاں تک کہ حضرت سفینہ اسلامی لشکر تک پہنچ گئے پھر شیر واپس ہو گیا“۔

3- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَ عَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَاجَةٍ لَهُمَا حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ فِيْ لَيْلَةٍ شَدِيْدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَنْقَلِبَانِ وَ بِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عُصَيَّةٌ فَاَضَاعَتْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا فِيْ ضَوْءِ هَا حَتّٰى اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَائَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ فَمَشٰى كُلٌّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِيْ ضَوْءِ عَصَاهُ حَتّٰى بَلَغَ اَهْلَهٗ۔ (بخاری، مشکوۃ صفحہ ۵۴۴)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے اپنے کسی معاملہ میں ایک پہر رات گزرنے تک گفتگو کرتے رہے وہ رات بہت تاریک تھی۔ پھر وہ لوگ اپنے گھروں میں واپس ہونے کیلئے رسول کریم ﷺ کی بارگاہ سے نکلے اور دونوں حضرات کے ہاتھ میں چھوٹی چھوٹی لاٹھیاں تھیں

پھر ان میں سے ایک صاحب کی لاٹھی دونوں کیلئے روشن ہوگئی بعدہ وہ دونوں حضرات لاٹھیوں کی روشنی میں چلتے رہے یہاں تک کہ جب دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی پھر ہر ایک اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں اپنے گھر والوں تک پہنچ گیا"۔

انتباہ

1- ولی سے جو بات خلاف عادت ظاہر ہو اسے کرامت کہتے ہیں اور عام مومنین سے ایسی بات صادر ہو تو اسے معونت کہتے ہیں اور بیباک فاسق و فاجر یا کافر سے جو ان کے مواقف ظاہر ہو تو اس کو استدراج کہتے ہیں اور ان کے خلاف ظاہر ہو تو اہانت کہتے ہیں۔ (بہار شریعت حصہ ا)

2- کرامت حق ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ اور بد مذہب ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۹۵ میں ہے الکرامات للاولیاء حق ای ثابت بالکتاب و السنۃ اولیائے کرام سے کرامتوں کا صادر ہونا حق ہے یعنی قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اہل حق اتفاق در اند بر جواز وقوع از اولیاء دلیل بر وقوع کرامت کتاب وسنت وتواتر اخبار ست از صحابہ ومن بعد ہم تواتر معنیٰ:

یعنی اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ اولیاء کرام سے کرامت کا ظہور ہو سکتا ہے۔ اور اللہ والوں سے کرامتوں کا صادر ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور صحابہ وتابعین کی مسلسل خبروں سے بھی واضح ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۵۹۵)

3- ولی وہ مسلمان ہے جو بقدر طاقت بشری ذات وصفات باری تعالیٰ کا عارف ہو، احکام شرع کا پابند ہو اور لذات شہوات میں انہماک نہ رکھتا ہو جیسا کہ شرح عقائد نفسی میں ہے۔ الولی هو العارف باللّٰه تعالیٰ و صفاته حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانهماك فی اللذات و الشهوات اور اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۵۹۵ میں ہے: ولی کسی ست

کہ عارف باشد بذات وصفات طاقت بشری ومواظب باشد براتیاں طاعت وترک منہیات درلذات وشہوات وکامل باشد درتقوٰی واتباع برحسب تفاوت ومراتب آن۔

4- ولی وہی شخص ہوسکتا ہے جس کا عقیدہ مذہب اہل سنت وجماعت کے مطابق ہو کوئی مرتد یا بدمذہب مثلاً دیوبندی، وہابی، قادیانی، رافضی اور نیچری وغیرہ ہرگز ولی نہیں ہوسکتا۔

5- اولیائے کرام وصالحین عظام کا فیض بعد وصال جاری رہتا ہے۔ تفسیر عزیزی پ عم صفحہ ۵۰ میں ہے۔ از اولیائے مدفونین ودیگر صلحائے مومنین انتفاع واستفادہ جاری ست و آنہارا افادہ واعانت نیز متصور۔

اولیاء راہست قدرت ازالہ تیر جستہ باز گرد انندز راہ

علم غیب

1- عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَ اَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَ نَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ۔ (بخاری صفحہ ۴۵۳ جلد ۱، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۶)

"حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم لوگوں (کے مجمع) میں کھڑے ہوئے تو حضور ﷺ نے ابتدائے آفرینش سے جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے سارے حالات کی ہمیں خبر دے دی۔ (حضور ﷺ سے سننے والوں میں) جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

معلوم ہوا کہ سرکار اقدس ﷺ کو مخلوقات کی پیدائش سے لے کر جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک سارے حالات کا علم ہے۔

2- عَنْ اَبِیْ زَیْدٍ یَعْنِیْ عَمْرَو ابْنَ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْفَجْرَ وَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ

فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنبَر فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَ بِمَا هُوَ کَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔ (مسلم جلد۲، صفحہ ۲۹۰)

''حضرت ابوزید یعنی عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہو کر ہمارے سامنے تقریر فرمائی یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آ گیا پھر منبر سے تشریف لا کر نماز پڑھائی اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے پھر ہمارے سامنے تقریر فرمائی یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا پھر منبر سے اتر کر نماز پڑھائی اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو اس تقریر میں جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے تمام واقعات کی حضور ﷺ نے ہمیں خبر دے دی تو ہم لوگوں میں سب سے بڑا عالم وہ شخص ہے جسے حضور ﷺ کی بتائی ہوئی خبریں زیادہ یاد ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ کو ما کان و ما یکون کا علم ہے یعنی آپ گذشتہ اور آئندہ کے تمام واقعات جانتے ہیں۔

3- عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِی الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَ مَغَارِبَهَا۔ (مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)

''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی تو میں نے مشرق سے مغرب تک زمین کا تمام حصہ دیکھ لیا''۔

4- عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ اَنَسِیَ اَصْحَابِیْ اَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ اِلٰی اَنْ تَنْقَضِیَ الدُّنْیَا یَبْلُغُ مَنْ مَعَهٗ ثَلٰثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا اِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاِسْمِهٖ وَ اِسْمِ اَبِیْهِ وَ اِسْمِ قَبِیْلَتِهٖ۔

(ابوداود، مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۳)

''حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی قسم میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے ساتھی بھول گئے ہیں یا بھول جانے کا اظہار کرتے ہیں (آج سے) دنیا کے ختم

ہونے تک جتنے فتنہ انگیز لوگ پیدا ہوں گے جن کے ساتھیوں کی تعداد تین سو سے زائد ہوگی خدائے تعالیٰ کی قسم حضور ﷺ نے ہمیں ان کا نام، ان کے باپ کا نام اور ان کے خاندان کا نام (سب کچھ) بتا دیا"۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا علم تمام کلیات اور جزئیات کو گھیرے ہوئے ہے کہ آپ نے آئندہ پیدا ہونے والے فتنہ انگیزوں کے نام، ان کے باپ کا نام اور ان کے قبیلہ کا نام لوگوں سے بیان فرمایا۔

5- عَنْ اَنَسٍ قَالَ نَعَی النَّبِیُّ ﷺ زَیْدًا وَ جَعْفَرًا وَ ابْنَ رَوَاحَۃَ النَّاسَ قَبْلَ اَنْ یَاْتِیَھُمْ خَبَرُھُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّایَۃَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَۃَ فَاُصِیْبَ وَ عَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ حَتّٰی اَخَذَ الرَّایَۃَ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ یَعْنِیْ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ۔

(بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۳)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکار اقدس ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ان لوگوں کے شہید ہو جانے کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا کہ زید نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور شہید کئے گئے پھر جھنڈے کو جعفر نے سنبھالا اور وہ بھی شہید ہو گئے پھر ابن رواحہ نے جھنڈے کو لیا اور وہ بھی شہید کئے گئے۔ آپ یہ واقعہ بیان فرما رہے تھے کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد جھنڈے کو ایسے شخص نے لیا جو خدائے تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے یعنی حضرت خالد بن ولید (نے جھنڈا لیا اور خوب گھمسان کی لڑائی کرتے رہے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی"۔

"معلوم ہوا کہ ساری دنیا کے حالات حضور ﷺ کی نگاہ کے سامنے ہیں جنگ موتہ شام میں ہو رہی تھی حضور ﷺ اس کے حالات مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے ملاحظہ فرما رہے تھے"۔

6- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِحَائِطٍ مِّنْ حِیْطَانِ الْمَدِیْنَةِ اَوْ مَکَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَیْنِ یُعَذَّبَانِ فِیْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَا یُعَذَّبَانِ فِی کَبِیْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰی کَانَ اَحَدُهُمَا لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَ کَانَ الْاٰخَرُ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِیْدَةٍ فَکَسَرَهَا کِسْرَتَیْنِ فَوَضَعَ عَلٰی کُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا کِسْرَةً فَقِیْلَ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَیْبَسَا۔ (بخاری، صفحہ ۳۵ جلد ۱)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ یا مکہ کے باغات میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑی بات پر نہیں۔ پھر فرمایا ہاں (خدائے تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک کھجور کی تر شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک کی قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ نے کیوں کیا؟ فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہو جائیں ان دونوں پر عذاب کم رہے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

1- حضور ﷺ کی نگاہ کیلئے کوئی آڑ نہیں بن سکتی یہاں تک کہ زمین کے اندر جو عذاب ہوتا ہے اسے آپ ملاحظہ فرماتے تھے۔

2- حضور ﷺ مخلوقات کے ہر کھلے اور چھپے کام کو دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت کون کیا کر رہا ہے اور پہلے کیا کرتا تھا چنانچہ آپ نے فرمادیا کہ ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔

3- حضور ﷺ ہر گناہ کا علاج بھی جانتے ہیں کہ قبر پر شاخیں رکھ دیں تا کہ عذاب ہلکا ہو جائے۔

4- قبروں پر سبزہ اور پھول وغیرہ ڈالنا سنت سے ثابت ہے کہ اس کی تسبیح سے مردہ کو راحت

ہوتی ہے۔

5- قبر پر قرآن کی تلاوت کیلئے حافظ بٹھانا بہتر ہے کہ جب سبزہ کے ذکر سے عذاب ہلکا ہوتا ہے تو انسان کے ذکر سے ضرور ہلکا ہوگا۔

6- اگر چہ خشک و تر چیز تسبیح پڑھتی ہے مگر سبزے کی تسبیح سے مردہ کو راحت نصیب ہوتی ہے ایسے ہی بے دین کی تلاوت قرآن پاک کا کوئی فائدہ نہیں کہ اس میں کفر کی خشکی ہے اور مومن کی تلاوت مفید ہے کہ اس میں ایمان کی تری ہے۔

7- سبزہ گنہگاروں کی قبر پر عذاب ہلکا کرے گا اور بزرگوں کی قبروں پر ثواب و درجہ بڑھائے گا۔

7- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا فَوَ اللّٰهِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّیْ لَاَرَائكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ۔ (بخاری صفحہ ۱۰۲ جلد ۱)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ یہ ہے بخدا مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ رکوع۔ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں“۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی مقدس آنکھیں عام آنکھوں کی طرح نہ تھیں بلکہ حضور آگے پیچھے اوپر نیچے اور اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھتے تھے یہاں تک کہ خشوع جو دل کی ایک کیفیت کا نام ہے حضور ﷺ اسے بھی ملاحظہ فرماتے تھے۔

8- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ اِلٰی رَاعِیْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِیْ حَتّٰی اِنْتَزَعَهَا مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰی تِلٍّ فَاَقْعٰی وَ اسْتَشْفَرَ وَقَالَ قَدْ عَمِدْتُ اِلٰی رِزْقٍ رَزَقَنِیْهِ اللّٰهُ تَعَالٰی اَخَذْتُهٗ ثُمَّ انْتَزَعْتَهٗ مِنِّیْ فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللّٰهِ اِنْ رَاَیْتُ كَالْیَوْمِ ذِئْبٌ یَتَكَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ هٰذَا رَجُلٌ فِی النَّخَلَاتِ بَیْنَ الْحَرَّتَیْنِ یُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰی وَ مَا هُوَ

کَائِنٌ بَعْدَکُمْ قَالَ فَکَانَ الرَّجُلُ یَھُوْدِیًّا فَجَاءَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَاَخْبَرَہٗ وَ اَسْلَمَ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۱)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے چرواہے کی جانب آیا پھر اس کے ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھالے گیا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ بکری کو اس سے چھین لیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ کر اپنی دم پر بیٹھا اور وہ بولا کہ میں نے اپنے رزق کا قصد کیا تھا جو مجھ کو خدائے تعالیٰ نے دیا۔ میں نے اس پر قبضہ کیا تھا لیکن اے چرواہے تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا خدا کی قسم! (ایسی عجیب بات) میں نے آج کی طرح کبھی نہ دیکھی کہ بھیڑیا بولتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ عجیب ان صاحب (یعنی حضور ﷺ) کا حال ہے جو دو سنگستانوں کے درمیان نخلستان (مدینہ) میں تشریف فرما ہو کر تم لوگوں سے ان تمام (غیبی) واقعات کو بیان کر رہے ہیں جو گزر چکے اور جو واقعات تمہارے بعد ہونے والے ہیں۔ ان کو بھی بتاتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ بھیڑیے سے یہ بات سن کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سارا واقعہ بیان کیا اور مسلمان ہو گیا''۔

معلوم ہوا کہ جانور کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ کا علم ہے۔

9۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یُرِیْنَا مَصَارِعَ اَھْلِ بَدْرٍ بِالْاَمْسِ وَ یَقُوْلُ ھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْشَاءَ اللّٰہُ وَ ھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْشَاءَ اللّٰہُ قَالَ عُمَرُ وَ الَّذِیْ بَعَثَہٗ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَاءُ وَ اُحُدُوْدَ الَّتِیْ حَدَّھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فَجُعِلُوْا فِیْ بِئْرٍ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔
(مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۳)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ بدر سے ایک روز پہلے ہم لوگوں کو وہ تمام مقامات دکھا دیئے تھے جہاں بدر کی

لڑائی میں شریک ہونے والے مشرکین قتل ہوئے چنانچہ آپ نے فرمایا دیکھو کل انشاءاللہ تعالیٰ یہاں ایک مشرک گر کر مرے گا اور کل انشاءاللہ یہاں فلاں قتل ہو کر گرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے رسول اللہ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ جو مقامات حضور ﷺ نے بتا دیئے تھے ان سے ذرا بھی تجاوز نہیں ہوا یعنی وہ کافر اسی جگہ مارے گئے جو جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتا دی تھی۔ پھر ان کافروں کو کنوئیں کے اندر تلے اوپر ڈال دیا گیا"۔

معلوم ہوا کہ حضور کو بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (کہ کون کس جگہ مرے گا) کا بھی علم ہے چنانچہ میدان بدر میں آپ نے فرما دیا کہ انشاءاللہ کل یہاں فلاں شخص قتل ہو گا اور یہاں فلاں شخص مرے گا۔ پھر دوسرے روز حضور ﷺ کے فرمانے کے مطابق ہوا یعنی جو مقامات آپ نے بتا دیئے تھے ان سے ذرا بھی تجاوز نہیں ہوا۔

انتباہ

1- علم غیب ان باتوں کے جاننے کو کہتے ہیں کہ جن کو بندے عادی طور پر اپنی عقل اور اپنے حواس سے معلوم نہ کر سکیں۔ تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۱۷۴ میں ہے۔ الغیب ھو الذی یکونِ غائبا عن الحاسۃ۔ اھ

2- قرآن مجید پارہ ۲۹ رکوع ۱۲ میں ہے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔

(سورۃ مزمل: ۲۷-۲۶)

"غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے"۔ (ترجمہ کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو غیب پر قابو دیتا ہے اور جسے غیب پر قابو دیتا ہے وہ غیب ضرور جانتا ہے تو ثابت ہوا کہ رسول غیب ضرور جانتے ہیں۔ اس لئے کہ آیت کریمہ کا خلاصہ اَلرَّسُوْلُ مُظْهَرٌ عَلَی الْغَیْبِ (صُغْریٰ) ہے۔ تو ثابت ہوا کہ الرسول یعلم الغیب۔

3- امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اِنَّ لَہٗ صِفَۃً بِھَا یُدْرِکُ مَا سَیَکُوْنُ فِی الْغَیْبِ۔ یعنی نبی کیلئے ایک ایسی صفت ہوتی ہے کہ جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیا کرتے ہیں۔ (زرقانی جلد اول صفحہ ۲۰)

بارگاہِ رب العالمین جل جلالہ میں دعا ہے کہ اے مولائے کریم! احادیث و مسائل کے اس مجموعے کو پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اپنی رضا کیلئے قبول فرما، ہمیں ہمارے تمام برادران اہل سنت کو اتباع سنت کی توفیق عطا فرما اور اس مجموعہ سے بدمذہبوں اور بےعملوں کو توبہ کی توفیق عطا فرما کر ایمان و عمل کی نعمت نصیب فرما۔ اِنَّکَ عَلٰی شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَبِاِجَابَۃِ دُعَائِنَا جَدِیْرٌ۔

اللھم بدیع السموات و الارض ذالجلال و الاکرام خالق اللیل و النھار اسئلك ان تصلی و تسلم علی اول خلق اللّٰہ سیدنا محمدن المصطفٰی و علی الہ و صحبہ و اصولہ و فروعہ ابنہ الغوث الاعظم الجیلانی اجمعین و اخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

جلال الدین احمد امجدی
خادم دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی
۲۱ جمادی الاخری ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۹۷۱ء
روز دوشنبہ مبارک

* * *

مصادر و مراجع

”انوارالحدیث“ درج ذیل کتابوں کی اصل عبارتوں سے مزین ہے

1- قرآن مجید ابتدائے نزول 610ء انتہائے نزول 9 ذی الحجہ 10ھ مطابق 632ء

کتب تفاسیر

2	تفسیر خازن	امام محمد فخر الدین رازی قدس سرہ	(606-544ھ)
3	تفسیر بیضاوی	قاضی ناصر الدین ابوسعید عبداللہ عمر بیضاوی قدس سرہ	(-685ھ)
4	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی بن ابوبکر سیوطی قدس سرہ	(725-668ھ)
5	تفسیر جلالین	جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی قدس سرہ	(911-849ھ)
		جلال الدین بن احمد محلی شافعی قدس سرہ	(864-791ھ)
6	تفسیر صاوی	عارف باللہ شیخ احمد صاوی مالکی قدس سرہ	
7	تفسیرات احمدیہ	شیخ احمد الشہیر بہ ملاجیون مالکی قدس سرہ	(1130-1048ھ)
8	تفسیر عزیزی	شاہ عبدالعزیز محدث دہلی قدس سرہ	(1239-1159ھ)
9	تفسیر خزائن العرفان	استاذ العلماء سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ	(1367-1300ھ)

کتب احادیث

10	بخاری	ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری قدس سرہ	(256-194ھ)
11	مسلم	ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری قدس سرہ	(261-204ھ)
12	ابوداؤد	ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی قدس سرہ	(275-202ھ)
13	ترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی قدس سرہ	(279-209ھ)
14	نسائی	ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی قدس سرہ	(303-215ھ)
15	ابن ماجہ	ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی قدس سرہ	(273-209ھ)
16	مؤطا امام مالک	ابوعبداللہ مالک بن انس اصبحی قدس سرہ	(179-93ھ)
17	دارمی	ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی قدس سرہ	(255-181ھ)

18	دار قطنی	ابوالحسن علی بن عمر دار قطنی قدس سرہ	(385-305ھ)
19	مشکوٰۃ	شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی قدس سرہ	(740- ھ)
20	بیہقی	ابوبکر احمد بن بیہقی قدس سرہ	(458-384ھ)
21	مسندِ احمد	ابوعبداللہ احمد بن حنبل شیبانی قدس سرہ	(241-164ھ)
22	شرح السنہ	ابومحمد الحسین بن مسعود فراء بغوی قدس سرہ	(516- ھ)
23	مؤطا امام محمد	محرر مذہب حنفی امام محمد بن حسن شیبانی قدس سرہ	(189-132ھ)
24	طحاوی	ابوجعفر احمد بن محمد ازدی طحاوی قدس سرہ	(321-229ھ)
25	طبرانی	ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی قدس سرہ	(360-260ھ)
26	عینی شرح بخاری	بدرالدین علامہ محمود عینی قدس سرہ	(855-762ھ)
27	نووی شرح مسلم	ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف الشہیر بہ امام نووی قدس سرہ	(676-631ھ)
28	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ	(1014- ھ)
29	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ	شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی بخاری قدس سرہ	(1052-957ھ)

کتب علم کلام

30	فقہ اکبر	امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی قدس سرہ	(150-80ھ)
31	شرح فقہ اکبر	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ	(1014- ھ)
32	عقائد نسفی	ابوحفص عمر بن محمد نسفی قدس سرہ	(537-461ھ)
33	شرح عقائد نسفی	علامہ سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی قدس سرہ	(792-722ھ)

کتب فقہ

34	ردالمحتار	سید محمد امین الشہیر بابن عابدین شامی قدس سرہ	(1253-1198ھ)
35	درمختار	شیخ علاءالدین محمد بن علی حصکفی قدس سرہ	(1088-1025ھ)
36	تنویر الابصار	شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی قدس سرہ	(1004-939ھ)

37	بدائع الصنائع	ملک العلماء ابوبکر بن مسعود کاسانی قدس سرہ	(-587ھ)
38	بحر الرائق	شیخ زین الدین الشہیر بابن نجیم قدس سرہ	(970-926ھ)
39	کنز الدقائق	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی قدس سرہ	(-710ھ)
40	فتح القدیر	شیخ کمال الدین محمد بن عبدالواحد الشہیر بابن الہمام قدس سرہ	(861-788ھ)
41	ہدایہ	شیخ برہان الدین ابوالحسن علی مرغینانی قدس سرہ	(593-511ھ)
42	عنایہ	امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی قدس سرہ	(782-710ھ)
43	کفایہ	امام جلال الدین خوارزمی کرلانی قدس سرہ	(-)
44	شرح نقایہ	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ	(-1014ھ)
45	شرح وقایہ	صدر الشریعہ عبداللہ بن مسعود قدس سرہ	(-747ھ)
46	سعایہ	ابوالحسنات مولانا عبدالحی فرنگی محلی قدس سرہ	(1304-1264ھ)
47	عمدۃ الرعایۃ	ابوالحسنات مولانا عبدالحی فرنگی محلی قدس سرہ	(1304-1264ھ)
48	حدیقہ ندیہ	علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ	(1144-1050ھ)
49	طحطاوی	سید احمد طحطاوی قدس سرہ	(-1231ھ)
50	مراقی الفلاح	شیخ حسن بن علی شرنبلالی قدس سرہ	(1069-944ھ)
51	نور الایضاح	شیخ حسن بن علی شرنبلالی قدس سرہ	(1069-944ھ)
52	حجۃ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ	(1176-1114ھ)
53	فتاویٰ قاضی خان	امام فخر الدین حسن بن منصورراہ جندی قدس سرہ	(-592ھ)
54	فتاویٰ عالمگیری	مرتب کنایندۂ شہنشاہ ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر قدس سرہ	(1119-1027ھ)
55	فتاویٰ غزی	شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی قدس سرہ	(1004-939ھ)
56	فتاویٰ عزیزیہ	شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ	(1239-1159ھ)
57	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ	(1340-1272ھ)
58	فتاویٰ افریقہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ	(1340-1272ھ)
59	بہار شریعت	صدر الشریعہ ابوالعلاء محمد امجد اعظمی قدس سرہ	(1367-1302ھ)

60	احکامِ شریعت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ	(1272-1340ھ)
61	الامن والعلی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ	(1272-1340ھ)
62	لمعۃ الضحیٰ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ	(1272-1340ھ)
63	صفائح اللجین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ	(1272-1340ھ)
64	مشعلۃ الارشاد	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ	(1272-1340ھ)
65	اجب الامداد	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ	(1272-1340ھ)
66	بنظر الفتاوی	علامہ مفتی سید محمد افضل مونگیری مدظلہ العالی	(1337-)
67	الاشباہ والنظائر	شیخ زین الدین الشہیر بابن نجیم مصری قدس سرہ	(926-970ھ)

کتب سیر

68	شفاء	علامہ قاضی عیاض قدس سرہ	(476-544ھ)
69	نسیم الریاض	شہاب العلوم شہاب الدین خفاجی قدس سرہ	(476-544ھ)
70	شرح الشفا	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ	(-1014ھ)
71	زرقانی	علامہ محمد عبدالباقی زرقانی قدس سرہ	(1020-1099ھ)

کتب تصوف وغیرہ

72	احیاء العلوم	حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن غزالی قدس سرہ	(450-505ھ)
73	سلوک اقرب السبل	شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی بخاری قدس سرہ	(957-1052ھ)
74	التعریفات	سید شریف جرجانی علی بن محمد قدس سرہ	(740-816ھ)

* * *

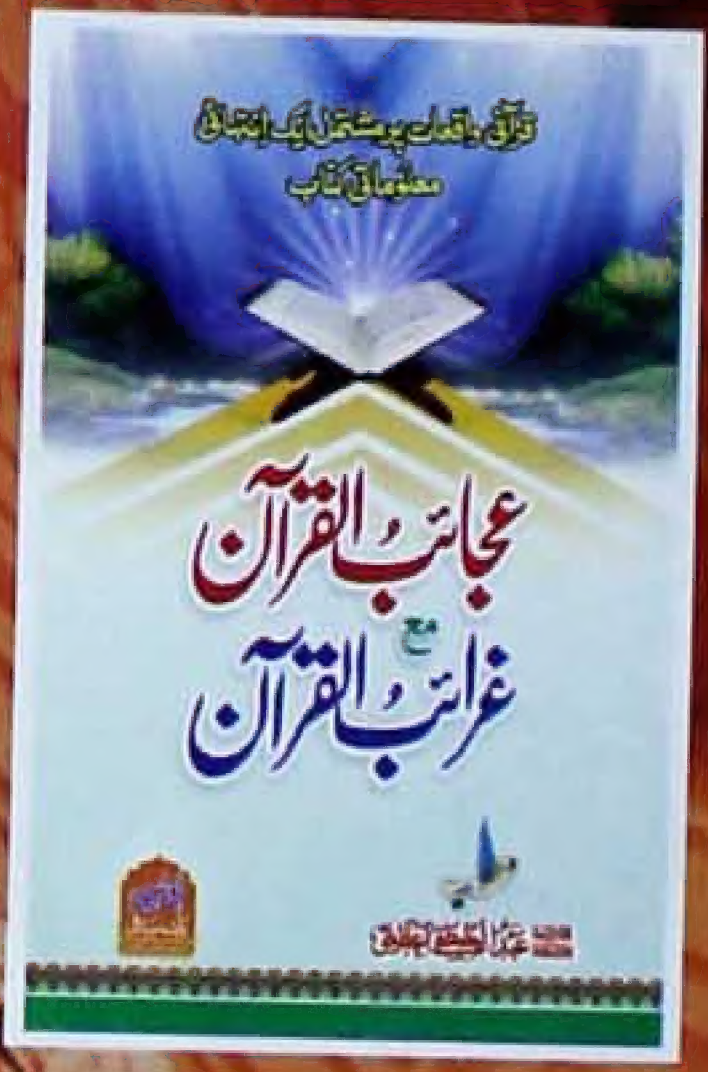
قرآنی واقعات پر مشتمل ایک اچھی معلوماتی کتاب
عجائب القرآن
مع
غرائب القرآن

اسلامی مسائل و فضائل کا خزانہ
جنتی زیور
اویسی بک سٹال
0333-8173630

فیضانِ فیض ملت
جلد نمبر 1

قانون شریعت
کامل

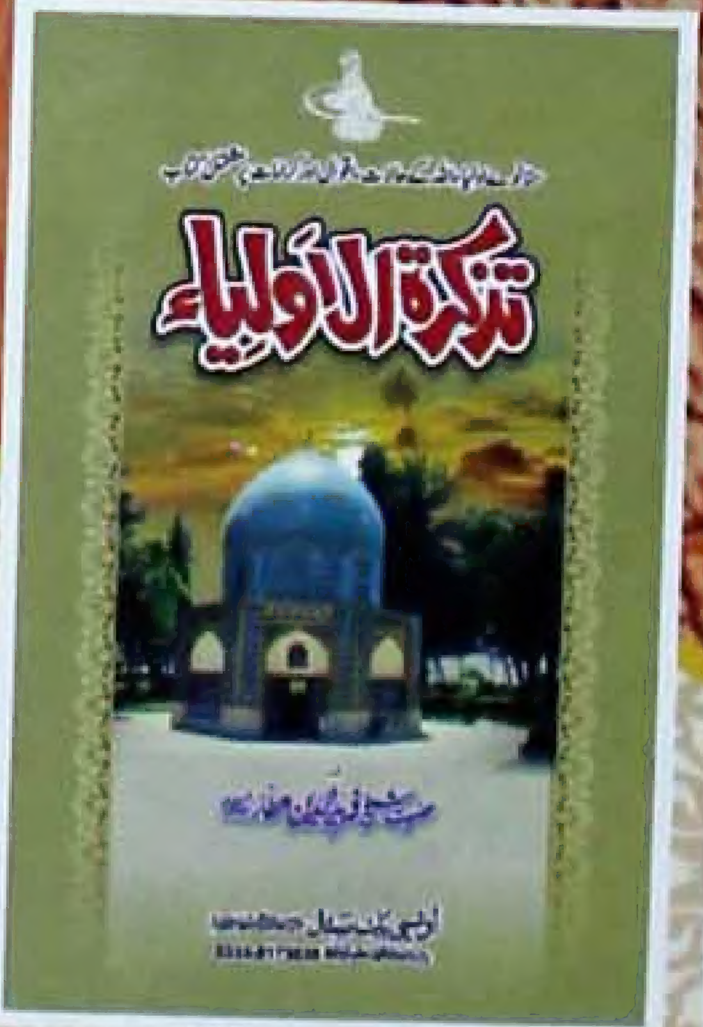
تذکرۃ الاولیاء
اویسی بک سٹال
0333-8173630

رسائل مناظرے ابوالبرکات

فیض ملت کے
رسائل طب
اویسی بک سٹال
0333-8173630

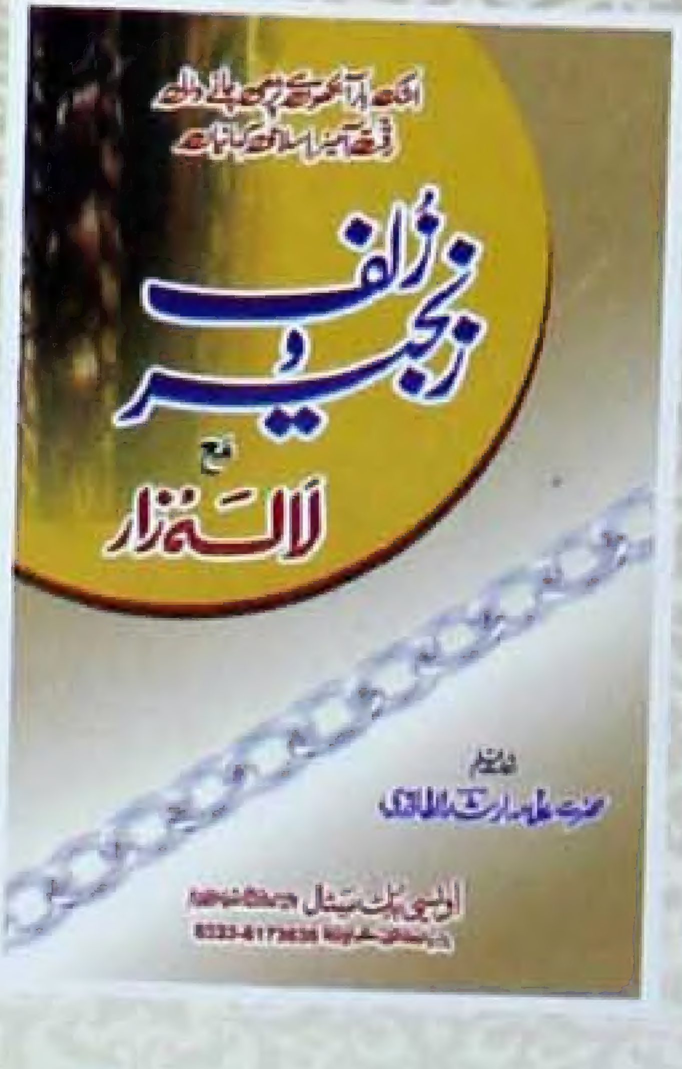
زنجیر زلف
مع
لالہ زار
اویسی بک سٹال
0333-8173630

اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630